Title - GULDASTA-E-SAFAR HUMAYUN

Creator - MURATTIBA Mohd. Abdullah Khan Zaigham

Publisher - Nizami Press (Hyderabad).

Date - 1317 H

Pages - 134

Subjects - Urdu Shayari - Majmue.
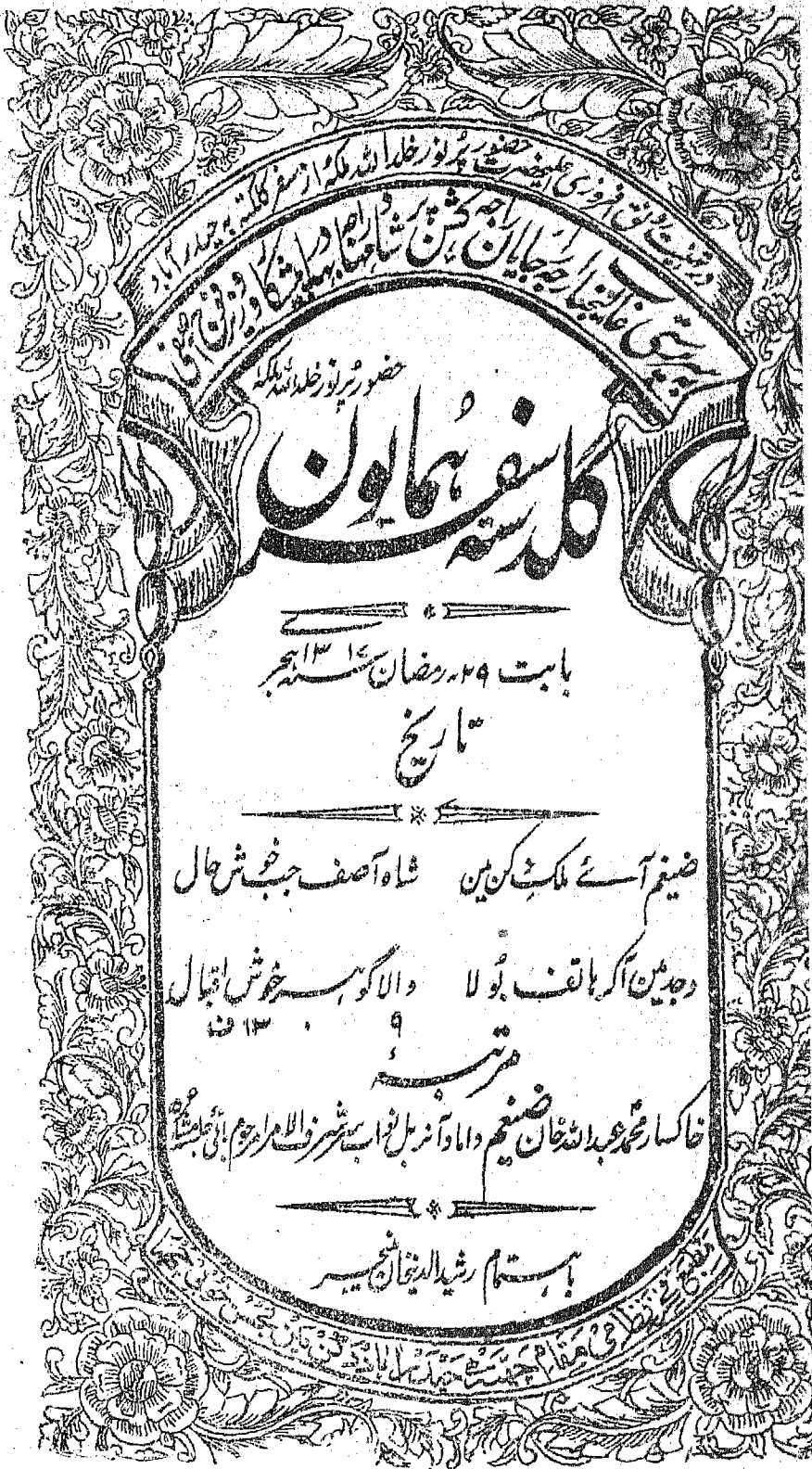
در تہنیت جشن فیروزی اعلیحضرت حضور پر نور خلد اللہ ملکہ از سفر کلکتہ بہ حیدرآباد

بہ تبیین خاطر عالیجناب راجہ راجایان راجہ کشن پرشاد بہادر پیشکار و وزیر اعظم

حضور پر نور خلد اللہ ملکہ

گلدستہ ہمایون

بابت ۲۹ رمضان سنہ ۱۳۱۷ ہجری

تاریخ

ضیغم آئے ملک دکن میں شاہ آصف جب خوش حال

وجد میں آکر ہاتف بولا والا گوہر خوش اقبال

مرتبہ

خاکسار محمد عبد اللہ خان ضیغم داماد آنریبل نواب بہادر شمس الامرا مرحوم

باہتمام رشید الدین خان منیجر

ناظرین والاتمکین
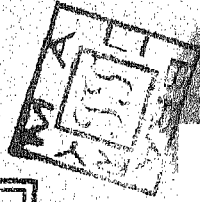
ہمارے آقائے ولینعمت اعلیحضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ سفر کلکتہ سے رونق افروزی کے تہنیت مین رعایائے جان نثار اور خیر خواہان دولت نے جسقدر خوشی منائی اور اپنی اپنی جان نثاری کا ثبوت دیا ظاہر ہے۔ خاکسار ضیغم سے بھی جو اپنے آقائے نامدار پر جان و دل نثار کرنے کے لئے ہر دم مستعد ہے اس عمدہ موقع پر خاموش نہ رہا گیا اور ایک مشاعرہ کا جلسہ اس مبارک تہنیت مین بہ سرپرستی عالیجناب مہاراجہ پیشکار بہادر وزیر افواج آصفی قرار دیا۔ تاکہ شعرائے نامی بھی اس مسعود وقت کو ہاتھ سے نہ دین اور اپنے آقا اور مالک کی مدح سرائی مین حصہ لین ۔ پس مصرعہائے طرح اردو و فارسی شعرا کی خدمت مین پیش کئے گئے۔ **اردو** - آئے حضور بلدہ مین کیا دھوم دھام سے **فارسی** - نہرا مژدہ ببلاغ دکن بہار آمد = ۱۵ شوال سنہ کو بڑی دھوم دھام سے مشاعرہ ہوا ۔ روشنی اور چاء وغیرہ کے علاوہ چالیس پینتالیس شعرا مدعو تھے ۔ چونکہ یہ مشاعرہ خداوند نعمت خلد اللہ ملکہ کی تشریف آوری کی تہنیت مین تھا ۔ ہر شخص نے وفور مسرت سے اپنے اپنے حوصلے کے موافق مدح سرائی کی ۔ اسلئے سب کا کلام بلا انتخاب درج گلدستہ کیا گیا ۔ البتہ جو غزلین عاشقانہ رنگ مین تھین وہ قلم انداز کی گئین ۔ مناسب سمجھکر اس گلدستہ مین حضرت ظل سبحانی کے سفر مبارک کے مختصر حالات بھی لکھدیے گئے تاکہ ناظرین کو اسکے دیکھنے مین زیادہ دلچسپی ہو ۔ یہ مضمون اکثر اخبارات سے لیا گیا اگر واقعات مین کوئی غلطی ہو اوسکی معافی کا خواستگار ہون ۔

یہ گلدستہ اس سفر مبارک کی یادگار مین شعرا اور شائقین کو مفت تقسیم ہوگا ۔

خاکسار ۔ محمد عبد اللہ خان ضیغم داماد آنریبل نواب سر شرف الامرا مرحوم

حضور پرنور خلد اللہ ملکہ

مختصر حالات سفر ہمایون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دکن کے رہنے والے اپنی خوش قسمتی پر کیونکر ناز نہ کرین۔ اللہ جلشانہ نے اونکو ایسے بادشاہ کی رعایا ہونے کا فخر عطا کیا ہے جسکے عدل و انصاف کا ایک عالم معترف ہے۔ جسکی داد و دہش کا دور دور شہرہ ہے۔ جو شرفا نوازی اور غربا پروری مین اپنا آپ ہی نظیر ہے۔ اور جسپر فراست و دانائی کا خاتمہ ہے۔ وہ کون ہے۔ ہمارا آقائے ولنعمت رستم دوران ارسطو زمان سکندر شوکت سلیمان حشمت نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ **نواب میر محبوب علیخان بہادر** فتح جنگ۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ خلد اللہ ملکہ۔ جسکے عہد حکومت مین رعایا شاد ملک آباد ہے۔ کیا مجال کوئی کسی پر ظلم کر سکے۔ کیا طاقت ایک دوسرے سے سختی اور جبر سے پیش آئے۔ **ابیات ضیغم**۔

نظر مہر اوسکی جبیں پر ہے	گل سے گلشن ہو ذرے سے زر وا
ہے سخاوت کو ذات پاک پہ ناز	دیا اتنا نہیں ہے جسکا شمار

عہد مین اوسکے سب ہین خرم وشاد | کیا امیر و غریب کیا سردار
ہے عدالت مین رونق کسرا | معدلت کی ہے چار سمت پکار
چمن عدل کی جو بو پھیلی | فتنہ جاکر ہوا درخت خیار
ظلم و جور و جفا و فتنہ و شر | خلق سے نیست ہوگئے اکبار
اب کہان ہے وہ گرم بازاری | امی زبردست زیردست آزار
ختم ہے شہ پہ خلق و حلم و کرم | سچ تو یہ ہے کہ ہے عجب سرکار

المختصر ایسے بادشاہ عالیجاہ پر جو بہمہ صفت موصوف ہے رعایا ء حیدرآباد جسقدر فخر کرے زیبا ہے اور جسقدر ناز کرے بجا ہے حضرت ظل سبحانی نے سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوے اور زمام انتظام ملک اپنے دست مبارک مین لی = اوس زمانہ سے اتبک ہمارے بادشاہ عادل کا خیال ہمایون ہردم اور ہر لحظہ رعایا پروری اور ملک داری ملک کی بہبود کیطرف ترقی پذیر رہا اور انشاء اللہ ہمیشہ رہے گا = رعایاے حیدرآباد بھی اپنے بادشاہ عالیجاہ اور اس عہد حکومت سے جسقدر خوش وخرم ہے = ظاہر ہے = چنانچہ سالگرہ مبارک کے جلسون مین اور حضرت ظل سبحانی کے سفر کلکتہ سے مراجعت فرمانیکے ایام مین سب نے جس عمدہ پیرایہ مین خوشی منائی اور اپنی جان نثاری کا ثبوت دیا اوسکا اندازہ امکان تحریر سے باہر ہے -

لارڈ رپن بہادر سپلے گورنر جنرل ہین جو سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین حیدرآباد تشریف لائے اور حضور پرنور خلد اللہ ملکہ کے مہمان رہے = اونکے بعد لارڈ دفرن بہادر = لارڈ لینڈڈون بہادر = لارڈ الگن بہادر اسکے بعد دیگرے رونق افروز حیدرآباد

ہوتے رہے۔ ان بہادران موصوف کے خیر مقدم مین ہمارے آقاے ولی نعمت کی جانب سے جس دھوم دہام سے مہمان داری اور تواضع ہر موقع پر ہوئی۔ اسوقت تک پبلک کے پیش نظر ہے۔

یہ پہلا مرتبہ ہے۔ کہ عالیجناب لارڈ کرزن بہادر گورنر جنرل کشور ہند نے باظہار خلوص ہمارے حضور پرنور خلد اللہ ملکہ کو مدعو کرنے کا فخر حاصل کیا۔ اور اس ملاقات سے معزز مہمان اور معزز میزبان کو جسقدر خوشی حاصل ہوی اظہر من الشمس ہے۔

اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے کلکتہ کے سفر کا ارادہ مصمم فرمایا۔ اس سفر سے جان نثاران خداوند نعمت کو کسیقدر تشویش تھی اور اپنے آقاے نامدار کی جدائی کسیکو ایکدم کے لئے بھی گوارا نہ تھی مگر خداوند نعمت نے بمقام باغ عام رعایا کے اڈریس کے جواب مین سب کی تشفی فرماکر زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ "مجکو میرے معزز دوست ولیسراے ہند بہادر نے بخلوص دل مدعو کیا ہے جسکو مین نے بخوشی منظور فرمایا انشاء اللہ اس سفر سے بہت جلد واپس ہونگا"۔

حضرت ظل سبحانی کے اس ارشاد سے سب کو اطمینان کلی حاصل ہوگیا۔

آخر کار خداوند نعمت کے تشریف لیجانے کا روز بھی آگیا۔ ۹ ڈسمبر سنہ ۱۸۹۹ء م ۵ شعبان سنہ ۱۳۱۷ ہجری روز سہ شنبہ صبح کے سات بجے حضرت ظل سبحانی معہ پرنس ولیعہد بہادر دام اقبالہ۔ اسپشیل ٹرین پر سوار ہوکر کلکتہ روانہ ہوے۔ حیدرآباد کے اسٹیشن پر اراکین سلطنت اور عہدہ داران ریاست اور رعایا

جان نثار کا ہجوم تھا۔ ہر شخص پر اپنے آقاے نامدار کی جدائی شاق۔ چہروں سے رنج و ملال کے آثار ظاہر تھے۔

یہ سین نہایت غمگین اور دلوں کو بیچین کرنیوالا تھا۔ اسپیشل روانہ ہوتے ہی ہر شخص کی زبان سے بیساختہ یہ شعر نکلا۔ یہ سفر رفتنت مبارکباد۔ بسلامت روی و باز آئی۔

حضرت ظل سبحانی کے ہمرکاب جو امرا و مصاحبین تھے اونکے اسما گرامی یہ ہیں۔

نواب مدار المہام بہادر۔ نواب سر خورشید جاہ بہادر۔ نواب افسر الدولہ بہادر۔ مولوی احمد حسین صاحب پرایوٹ سکرٹری۔ نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی۔ نواب داور الملک بہادر۔ نواب اسد یار الدولہ بہادر۔ نواب عثمان یار جنگ بہادر۔ نواب لقمان الدولہ بہادر۔ نواب ناصر نواز الدولہ بہادر۔ نواب افضل نواز جنگ بہادر۔ نواب اقبال یار جنگ بہادر۔ نواب ممتاز یار جنگ بہادر۔ حکیم بادشاہ علیخان۔

حضرت ظل سبحانی کی اسپیشل ٹرین دو بجے گلبرگہ شریف پہونچی جملہ عہدہ داران ضلع اسٹیشن پر حاضر تھے ایکدن ایک رات اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے گلبرگہ شریف مین قیام فرمایا۔ دوسرے روز آٹھ بجے شب کے گلبرگہ شریف سے اسپیشل روانہ ہوئے۔

اکولہ ملک برار کا اسٹیشن جھنڈیوں اور بیرقوں سے خوب سجایا گیا تھا حضرت ظل سبحانی کی سواری مبارک وہاں پہونچی مسٹر کرافڈ کمشنر برار کی طرف سے ڈنر ہوا معزز احکام مقامی بھی اسٹیشن پر موجود تھے۔ حضرت ظل سبحانی کی اسپیشل تخمیناً ۲۵ منٹ یہاں ٹھہری۔

علاقہ برار جو سرکار نظام کا ملک ہے اور ایک مدت سے سرکار عظمت مدار کے

تحت مین بطور امانی ہے وہانکی پچیس تیس ہزار رعایا اپنے قدیم مالک کے دیکھنے کے اشتیاق مین اسٹیشن ملکاپور پر جمع ہوئے جب اسپیشل وہان پہونچی تو ہر شخص نعرہاے بلند سے دعائین دیتا تھا حضرت ظل سبحانی اپنی جان نثار رعایا کا سلام دونون ہاتون سے لیتے تھے اور زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ ریل سے دور رہو اپنی جانونکو بچاؤ = مگر اوسوقت بوجہ وفور انبساط کے کسیکو کچھ نہ سوجتا تھا = ہر شخص یہ پکارتا ہوا - کہ محبوب الدولہ کی فتح = محبوب الدولہ کی فتح = ہمکو یعنے (ڈرار) کو پھر واپس لیلو = ڈبہ کے پاس گھسا چلا آتا تھا = کچھہ جان کا خوف وخطر دل مین نہ لاتا تھا = حضرت ظل سبحانی اپنی رعایا کی جان نثاری اور جوش مسرت ملاحظہ فرماکر نہایت محظوظ ہوئے اس مقام پر قریب دس منٹ اسپیشل ٹہرکر روانہ ہوئی =

یہی کیفیت تمام سرحد برار کی تھی = کلکتہ تک اکثر اسٹیشن خوب آراستہ و پیراستہ تھے =

نواب مدار المہام بہادر اور نواب سر خورشید جاہ بہادر جو پہلے سے دوسری اسپیشل پر کلکتہ جاچکے تھے - کاناکے اسٹیشن پر ٹہر گئے جب حضرت ظل سبحانی کی سواری مبارک وہان پہونچی = بہادران موصوف کی دونون گاڑیان حضوری اسپیشل مین لگادی گیئن =

۳ ڈسمبر ۱۸۹۵ء م ۱۶ شعبان ۱۳۱۳ھ ہجری روز شنبہ کو چھہ بجے شب کے حضرت ظل سبحانی معہ صاحبزادہ والا قدر معہ تمام ہمراہیون کے بخیر وعافیت رونق افروز کلکتہ ہوئے =

یہان کا سین نہایت پُرلطف اور قابل دید تھا۔ اسٹیشن ہوڑا ازنگ برنگ کی جھنڈیون اور بیرقوںسے آراستہ ۔ پلیٹ فارم پر سرخ قالین کا فرش نہایت خوشنما معلوم ہوتا تھا۔ ریلوی پولیس ۔ اسٹیشن سے ہوڑا کے پل تک دورویہ صف بستہ کھڑے تھے ۔ جو کتی ملٹن را ئیوت کی ایک کمپنی کا گارڈ آف آنر ۔ اسٹیشن کے اندر اور ایک گارڈ آف آنر اسٹیشن کے باہر حضرت ظل سبحانی کی سلامی اوتارنے کے لئے موجود تھا ۔ یہان بھی حضرت ظل سبحانی کے جمال مبارک دیکھنے کے شوق مین اسقدر مخلوق جمع تھی جسکی انتہا نہین ۔ جہانتک نظر کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی دکھائی دیتے تھے ۔ ہر شخص اعلیحضرت خلداللہ ملکہ کے نظارہ کا مشتاق چشم براہ تھا ۔

سرٹیور چیلی پلوڈن رزیڈنٹ حیدرآباد ۔ میجر ہیرنگ ملٹری سکرٹری ویسرائے کشور ہند ۔ لارڈ سفک ایڈیکانگ ویسرائے بہادر ۔ مسٹر وو ڈا نڈرفان سکرٹری وغیرہ وغیرہ کل معززین اور عہدہ داران کلکتہ واسطے استقبال کے اسٹیشن پر حاضر تھے ۔ جب اعلیحضرت فلک شوکت اسٹیشن ہوڑا پر رونق افروز ہوے ۔ رزیڈنٹ صاحب حیدرآباد نے ملٹری سکرٹری اور ایڈیکانگ اور اندر سکرٹری وغیرہ کی اعلیحضرت خلداللہ ملکہ سے معرفی کرائی ۔ اوسکے بعد اعلیحضرت گارڈ آف آنر کو ملاحظہ فرماکر ویسرائے بہادر کشور ہند کی خاص بگھی مین معہ شہزادہ والاتبار سوار ہوئے ۔

ملٹری سکرٹری اور ایڈیکانگ ویسرائے بہادر روبرو خواصی مین بیٹھ گئے ۔ سواری مبارک بڑی تزک اور احتشام سے معہ اسکاٹ ویسی کیا ولری کے

فرودگاہ ہٹیر روڈ کو روانہ ہوئے ۔ تمام معززین اور روسا کی سواریاں ہمراہ رکاب
تھیں ۔ سواری مبارک کا جلوس قابل دید اور لائق نظارہ تھا ۔ کیونکہ شب
ہوجانے کی وجہہ سے نہ تو سلامی کی توپیں سر ہو سکیں اور نہ مشتاقین کی آنکھیں
حضرت کے جمال مبارک کو اچھی طرح دیکھہ سکیں ۔

۲۴ ڈسمبر ۱۸۹۹ء م ۲۰ شعبان ۱۳۱۷ھ ہجری اتوار کے روز ویسرائے بہادر
کیطرف سے ۔ ارل آف سفک اور کپتان ناکس ایڈیکانگان ویسرائے بہادر کشور ہند
اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی مزاج پرسی کو آئے ۔

۲۵ ڈسمبر ۱۸۹۹ء م ۲۱ شعبان ۱۳۱۷ھ ہجری روز دوشنبہ کو اعلیحضرت نے بوجہ عام تعطیل اور
تکان سفر کے آرام فرمایا ۔ قریب شام کے سواری مبارک واسطے ہواخوری کے نکلی تھی ۔ ۲۶ ڈسمبر ۱۸۹۹ء
م ۲۲ شعبان ۱۳۱۷ھ روز سہ شنبہ کو ویسرائے بہادر کشور ہند نے دربار فرمایا ۔ ملٹری سکرٹری
اور ایڈیکانگ معہ چوکڑی سرکاری کے فرودگاہ اعلیحضرت پر حاضر ہوئے ۔
اعلیحضرت بڑی شان وشوکت سے گورنمنٹ ہوس کو روانہ ہوئے ۔
سواری مبارک کے جلو میں حضوری باڈی گارڈ خاص تھا جو حیدرآباد سے
عمدہ اور مکلف ڈریس سے آراستہ ہوکر پہلے روانہ ہوچکا تھا ۔ اور گورنر
جنرل ویسرائے بہادر کے بھی چند سوار ہمراہ رکاب تھے ۔ سواری مبارک
سوا بارہ بجے دن کے گورنمنٹ ہوس کو پہونچی ۔

نواب مدار المہام بہادر ۔ نواب امیر کبیر بہادر ۔ سر چچلے پلوڈن بہادر ۔ نواب
افسر الدولہ بہادر ۔ نواب لقمان الدولہ بہادر ۔ مولوی احمد حسین صاحب
پرائیویٹ سکرٹری ۔ سواری مبارک کے ہمراہ تھے ۔

سواری مبارک کے پہونچتے ہی بینڈ باجا بجنے لگا۔ مسٹر ووڈ انڈر فارن سکرٹری اور ایک دوسرے ایڈیکانگ ویسرائے بہادر کے بگھی تک پیشوائی کو آئے زینہ پر سر جالس ریانگ پیشوائی کو کھڑے تھے۔ اعلیحضرت کے ہمراہ تخت گاہ کے کمرہ تک گئے۔ اس جگہ ویسرائے بہادر واسطے استقبال کے تشریف لائے اور اعلیحضرت کو بڑی عزت و حرمت کے ساتھ لیجا کر تخت پر جلوہ افروز ہوئے۔ ہمارے آقائے ولینعمت نے داہنے بازو جلوہ فرمایا نواب امیر کبیر بہادر عقب میں اپنی خدمت خاص پر مورچل لیکر کھڑے ہو گئے۔

نواب مدار المہام بہادر اور صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد اور دوسری عہدہ داران اسٹاف علی قدر مراتب داہنے بازو کے سیلون پر بیٹھے۔

نواب ویسرائے بہادر کے بائین جانب عہدہ داران اسٹاف اور ممبران کونسل نے اجلاس فرمایا۔ تھوڑی دیر تک ویسرائے بہادر اور حضور نظام خلد اللہ ملکہ سے گفتگو رہی۔ پھر عطر و پان کی تواضع ہوی۔

اور اعلیحضرت معہ ہمراہیان اسٹاف اپنے قیام گاہ پر تشریف لائے۔ وقت ورود اور مراجعت کے اکیس اکیس توپونکی سلامی قلعہ فورٹ ولیم سے سر ہوئی۔

اوسی روز شب کو گورنمنٹ ہوس میں بڑی دہوم سے اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی دعوت ہوئی۔ ایک بیتکلف ڈنر اور ایوننگ پارٹی دیگئی۔ ڈنر پر کل اعلے عہدہ دار اور لیڈیان کثرت سے مدعو تھین۔ نواب گورنر بمبئی معہ لیڈی صاحبہ۔ نواب لفٹنٹ گورنر بنگال معہ لیڈی صاحبہ بھی ڈنر مین

شریک تھے =
ڈنر کے بعد گورنر جنرل ویسرائے بہادر کشور ہند نے مختصر اسپیچ دی اور حضور پر نور
خلد اللہ ملکہ کی سلامتی کا جام نوش فرمایا =

اسپیچ گورنر جنرل ویسرائے ہند بہادر

اعلیحضرت کلکتہ کے قیام تک شادان و فرحان رہینگے اور تمام حاضرین کی بھی
یہی خواہش ہے کہ اعلیحضرت سات ہنسی خوشی کے قیام فرمائین = حضور نظام
ہندوستان کے منجملہ دوسرے با وقعت اور سر بر آوردہ رؤساکے ایک
رئیس ہین جنہوں نے بہت سے ویسرایونکو اپنے ملک حیدرآباد مین مدعو کیا۔
مگر مین پہلا ویسرائے ہون کہ مجکو حضور نظام کی مہمانی کا افتخار حاصل ہوا = مجکو
امید ہے کہ حضور نظام کا آئندہ زمانہ کامل مسرت کے سات چلے گا = اور انکا
نام آئندہ نسلون مین یادگار رہے گا کہ یہ وہ نظام ہین جنہون نے اپنے ملک مین
ایک قائم رہنے والی بھلائی کی تھی =
بعدہ حاضرین نے بڑے جوش و خروش کے ساتہ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی
سلامتی کا جام نوش کیا =
پھر ہمارے آقائے ولنعمت حضور پر نور خلد اللہ ملکہ اوٹھ کھڑے ہوئے اور جنابِ
ویسرائے بہادر اور حاضرین جلسہ سے مخاطب ہو کر فرمایا =

اسپیچ اعلیحضرت حضور پر نور خلد اللہ ملکہ

جناب ویسرائے بہادر نے جن مہربانی کے الفاظ مین میرا جام سلامتی نوش فرمایا ہین اوسکا شکریہ ادا کرتا ہون =

آپ کا پہلا عنایت نامہ مجکو پہونچا اوسکے ہر ایک فقرہ سے محبت اور اخلاق کی بو آتی تھی اوسنے مجکو آپکی ملاقات کا اسدرجہ شائق کر دیا کہ میری خواہش یہی رہے جہانتک ممکن ہوسکے جلد آپ سے ملاقات کرون = اور جب آپکی طرف سے مجکو دعوت پہونچی تو مین نے بوجہ بالا کمال مسرت سے اوسکو قبول کیا اس امر کے اظہار کی مین کم ضرورت پاتا ہون کہ جو آپ کے عنایت ناموں سے میرے دل پر اثر ہوا تھا جب مین کلکتہ پہونچا تو اوس دلی اثر کی پوری تصدیق ہوئی = مین نے ورا تنا جو خطابات پائے ہین اون مین سے اوسی خطاب کو بہتر خیال کرتا ہون جسکو تاریخ نے ادا کیا ہے = ہر مجسٹیز فیتھ فیل آئی (دوست باوفا ملکہ معظمہ) کہلانے کو مین اپنا کمال باعث فخر ومباہات سمجھتا ہون = میری دوستی تین چیزون پر شامل ہے = میرا خزانہ = میرا لشکر = میری خاص یہ تلوار = جب کبھی سلطنت ملکہ عالیہ کے حفاظت کے لئے ضرورت ہو یہ تینون چیزین مدد کے لئے حاضر ہین = خدا ملکہ عالیہ کی عمر مین برکت دے اور اونکا سایہ عاطفت رعایائے ہند پر قائم و دائم رکھے =

ڈنر کے بعد ایوننگ پارٹی ہوئی اور قریب بارہ بجے شب کے جلسہ برخاست ہوا =

۲۷ دسمبر ۱۸۹۹ء م ۲۳ شعبان ۱۳۱۷ ہجری روز چہارشنبہ کو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کا مزاج کسیقدر کسلمند رہا اسلئے سواری مبارک کہین رونق افروز نہین ہوئی =

۲۸ دسمبر ۱۸۹۹ء م ۲۴ شعبان ۱۳۱۷ ہجری روز پنجشنبہ کو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نواب

لفٹنٹ گورنر بنگال کی ملاقات کو ہمراہی نواب مدار المہام بہادر نواب سر خورشید جاہ بہادر
نواب افسر الدولہ بہادر تشریف لیگئے ۔ شام کو نواب لفٹنٹ گورنر بنگال نے
اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ سے بازدید کی ملاقات کی ۔

اسی تاریخ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے رایکن اینڈ کمپنی کی شاپ اور جانسن انڈ ہاف
فوٹوگرافر کے کارخانہ کی سیر فرمائی ۔

۲۹ دسمبر ۱۸۹۹ء م ۲۵ شعبان ۱۳۱۷ھ ہجری روز جمعہ گورنر جنرل وئسرائے بہادر
آف انڈیا ۔ واسطے ملاقات بازدید کے فرودگاہ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ تشریف
لائے ۔ وقت معینہ سے پہلے نواب مدار المہام بہادر نواب سر خورشید جاہ بہادر
نواب افسر الدولہ بہادر ۔ نواب وقار الملک بہادر ۔ گورنر جنرل وئسرائے ہند
کو ہمراہ لانے کے لئے گورنمنٹ ہوس کو تشریف لیگئے ۔ ایک بجے دن کے
وئسرائے بہادر کشور ہند بہمراہی سر ولیم کننگھم فارن سکرٹری ۔ مسٹر وڈ وانڈر فارن
سکرٹری معہ دیگر معززین یورپین کے گورنمنٹ ہوس سے روانہ ہوئے ۔ قلعہ
فورٹ فالیم سے ۳۱ ضرب توپ کی سلامی سر ہوئی ۔

جب وئسرائے کشور ہند بہادر کی سواری مقام فرودگاہ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ
پر پہونچے ۔

اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ اور مسٹر چچلی بلوڈن نے وئسرائے بہادر کا استقبال کیا ۔
اور ملاقات کے کمرہ مین لیگئے ۔ اعلیحضرت حضور پرنور کے داہنے جانب ۔
وئسرائے بہادر کشور ہند تشریف فرما ہوئے ۔ اور عہدہ داران گورنمنٹ
ہوس وغیرہ اپنے عہدہ کے موافق بیٹھ گئے اعلیحضرت بائین جانب

پرنس ولیعہد بہادر = مسٹر بلوڈن = نواب مدار المہام بہادر = وغیرہ علی قدر مراتب بیٹھے = تھوڑے دیر تک معزز مہمان اور معزز میزبان مین بڑے لطف و محبت کی گفتگو رہی = ویسرائے بہادر نے اعلیحضرت کے اسٹاف کے افسرونکی خوبصورت وردیون کی بہت تعریف کی = مسٹر بلوڈن رزیڈنٹ حیدرآباد نے حضوری اسٹاف کے ہر ایک کو نام بنام پیش کیا = سب نے ویسرائے بہادر کشور ہند کو نذرین دین =

بعد مراسم عطر و پان دربار برخاست ہوا ویسرائے بہادر تشریف لیگئے = اسوقت بھی ۳۱ ضرب توپ کی سلامی ہوئی =

یہ ملاقات نہایت لطف انگیز اور مسرت خیز تھی = نواب افسر الدولہ بہادر نے نہایت عمدہ انتظام کیا تھا =

۳۰ دسمبر ۱۸۹۹ء م ۲۶ شعبان ۱۳۱۷ ہجری روز شنبہ کو اعلیحضرت حضور پرنور نے ویسرائے بہادر سے ۳۴ منٹ تک پرایوٹ ملاقات فرمائی = اس ملاقات مین صرف مسٹر لارنس پرایوٹ سکرٹری باریاب تھے =

۳۱ دسمبر ۱۸۹۹ء م ۲۷ شعبان ۱۳۱۷ھ روز یکشنبہ کو اعلیحضرت نے میوزیم (عجائب خانہ) اور زوالاجکل گارڈن کی سیر فرمائی = تین بجے مہاراجہ کوچ بہار اعلیحضرت کی ملاقات سے مشرف ہوئے = پھر ایک ڈپوٹیشن مسلمانان کلکتہ کی طرف سے پیش ہوا جسکے سکرٹری مسٹر عبد الرحمن خان بارسٹر ایٹ لا تھے = دوسرا ڈپوٹیشن خدمت اقدس حضور عالی مین گذرا = اسکے سکرٹری نواب امیر حسن خان بہادر تھے = تیسرا ڈپوٹیشن نواب محسن الملک بہادر سکرٹری کالج علیگڈہ

پیش کیا اور ایک مختصر مضمون بھی کالج کے متعلق عرض کیا ۔
یکم جنوری ۱۹۰۱ء م ۲۸ شعبان ۱۳۱۸ھ روز دوشنبہ کو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے ہارٹ کمپنی اور کوک کمپنی کے طویلوں کو ملاحظہ فرمایا اور چند گھوڑے خریدے ۔
اسی تاریخ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ مہاراجہ کوچ بہار کی بازدید کے ملاقات کیلئے علی پور تشریف لے گئے ۔ پانچ بجے نواب ویسرائے بہادر کی خاص کشتی پر سوار ہو کر سات بجے تک دریا کی سیر فرمائی ۔ دس بجے شب کو خاص اسپیشل پر سوار ہو کر نہضت فرمائے بنارس ہوئے ۔
۲ جنوری ۱۹۰۱ء م ۲۹ شعبان ۱۳۱۸ھ روز سہ شنبہ کو ۹ بجے شب کے اسپیشل ٹرین بنارس پہونچی ۔ رات بھر اعلیحضرت نے اسپیشل ٹرین ہی مین آرام فرمایا ۔ صبح کو مہاراجہ بنارس معہ پولیٹکل ایجنٹ اور دوسرے معززین بنارس کے اسٹیشن پر آئے ۔ اور اعلیحضرت کو ہمراہ لئے ہوئے قیامگاہ شاہی تک تشریف لائے تھوڑی دیر تک اعلیحضرت اور مہاراجہ بنارس سے گفتگو رہی پھر بعد ادائی مراسم مہاراجہ بنارس رخصت ہوئے ۔ پانچ بجے شام کے اعلیحضرت مہاراجہ بنارس کے بازدید کے لئے رام نگر تشریف لے گئے ۔ گیارہ بجے شب کے بنارس سے جانب حیدرآباد روانہ ہوئے ۔
۴ جنوری ۱۹۰۱ء م ۴ رمضان ۱۳۱۸ھ ہجری روز شنبہ کو پانچ بجے سواری مبارک گلبرگہ شریف مین داخل ہوئی ۔ حکام اور رؤسا معہ صوبہ دار صاحب کے اسٹیشن پر حاضر تھے ۔ اسٹیشن نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ کیا گیا تھا ۔ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز قدس سرہ العزیز کی درگاہ شریف مین آٹھ نونیازین ٹرین سوم دوم

کی ہوئین سیکڑون بیلے کی بخت ہوی لاکھون غربا نے بریانی اور مزعفر خوب شکم سیر ہوکر کھایا ہزارہا مخلوق دور دور سے اپنے آقاے نامدار کے دیکھنے کے لئے آگئے تھے حکام مقامی کا انتظام بہت عمدہ رہا ۔ حضرت ظل سبحانی اکثر برآمد ہوکر نشانہ اندازی وغیرہ فرماتے تھے بارہا سواری مبارک بغرض تفریح نکلتی تھی ۔ جسکے دیکھنے سے مشتاقین جمال مبارک خوش ہوتے تھے یہان بھی حضرت ظل سبحانی کی اوقات بے بہا کا زیادہ حصہ امور ریاست کے انتظام مین صرف ہوا بہت کچھ تحریر فرمایا جسکا ظہور غالبا ہوگا ۔ ۲۵ روز تک گلبرگہ شریف مین قیام رہا ۔

۲۸ رمضان ۱۳۱۷ھ ہجری روز سہ شنبہ کو منجانب حکام گلبرگہ بڑے دھوم سے جلسہ ہوا ۔

اعلیحضرت ظل سبحانی کے خدمت اقدس مین اڈریس پیش ہوا جسکے جواب مین حضرت ظل سبحانی نے اپنی زبان مبارک سے یون ارشاد فرمایا ۔

سپیچ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہٗ

اے میرے کارگذار عہدہ داران صوبہ گلبرگہ شریف ۔

مین نے تمہارا صداقت شعار اڈریس بہت دلچسپی کے ساتھ سنا جن ترقیون کا تمنے ذکر کیا ہے مین نے اونکے نمایان آثار ہر طرف یہان دیکھکر بہت خوش ہوا اور خدا تعالی کا شکر تہ دل سے ادا کرتا ہون کہ اُسنے اپنے فضل و کرم سے میری عہد حکومت مین میری ریاست کے اس حصہ کے رعایا کو اسقدر خوش حال فرمایا اور اس خوش حالی کے ذرایع تم جیسے عہدہ داران راست باز کو گردانا مجھے تم سے قوی

امید ہے کہ تم اس ترقی کو اور آیندہ کوششون کو مقدمۃ الجیش سمجھوگے اور جہانتک ہوسکے رعایا کی صلاح و فلاح کے کامون مین اور زیادہ ترقی کرنے و کرانے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کروگے۔

اے جہاجنان و باشندگان شہر گلبرگہ شریف۔

مین تمہارے اڈریس کو بھی بہت خوشی کے ساتھ لیتا ہون اور تمہارے حسن عقیدت کی بڑی قدر کرتا ہون مجھے اسکی سماعت سے بہت اطمینان ہوا کہ تم میری گورنمنٹ کے قوانین و انتظام کو نہایت سودمند سمجھتے ہو اور امن و آسایش سے اپنی اوقات بسر کرتے ہین۔

اے میرے ہونہار طلبائے گلبرگہ شریف۔

مجھے تمہارے اڈریس کے سننے سے بھی بڑی خوشی حاصل ہوئی جیسا کہ تم نے بیان کیا ہے۔ مجھے تم سے ایک خاص دلچسپی ہے کیونکہ تمہاری اس عمر مین عمدہ تعلیم ہونے سے آیندہ کے لئے میری ریاست کی بہبودی کی مجھے بہت بڑی امید ہے۔

اے میری عزیز رعایا اور وفادار عہدہ دارو۔

اس سال بارش کے کمی کے آثار ادہر اودہر راستہ مین دیکھکر مجھے بہت افسوس ہوا کہ غریب رعایا کو گرانی غلہ کی وجہ سے غالباً تکلیف ہوگی مگر مین تمکو تفشین دلاتا ہون کہ مین اور میری گورنمنٹ اسباب سے بیخبر نہین ہین اپنے روانگی کے قبل مین نے غریب رعایا کو کام ملنے اور انکے کام سے بالآخر ریاست کو عام نفع ہونیکی غرض سے ذرایع آبپاشی کی تعمیر و مرمت جو طرف

شروع ہونیکی اجازت دیدی ہے اور خاص خاص مقامون مین متفرق سڑک
وغیرہ بنانیکی تجاویز منظور کئے ہین کہ قلیل تنخواہ والے ملازمین کو بھی اضافہ
حتی الامکان بطور امداد دیا جاتا ہے۔ محفوظ جنگلون مین اور خاص میرے شکارگاہون مین
بھی زراعت کرنیوالے اور مویشی چرانیکی اجازت بھی حتی الوسع دیگئی ہے اور
تمام ایسے امدادی کامونکے عام نگرانی کے لئے مسٹر ڈنلاپ جیسے تجربہ کار عہدہ دار
متعین کئے گئے ہین اور انشاء اللہ تعالے حیدرآباد کو واپس گئے بعد میری توجہ اس
خاص کام کیطرف پوری طور سے مائل رہیگی بہرحال مجھے امید قوی ہے کہ انشاءاللہ
تعالی انسان سے جسقدر بدہنگامی کے تکالیف رفع ہوسکتے ہین انکے رفع کرنیمین
اور جسقدر عام آسایش کے ذرایع مہیا کئے جاسکتے ہین انکے بہم پہونچانے مین
بعونہ تعالی مجھے اور میرے عہدہ دارون سے کوئی کوتاہی ہرگز نہوگی ہم اپنے
کوششون مین سرگرم رہینگے اور اونکے کوششون مین کامیاب ہونے کے لئے
خدائتعالی کے فضل وکرم کے امیدوار رہین اور اسکے بزرگان دین سے مدد چاہتے
ہین مجھے یقین کامل ہے کہ ہماری کوششین کبھی بیکار نہ ہونگے کیونکہ تمہارے اس
متبرک شہر مین ایسے بڑے ولی اللہ کا مزار مقدس ہے جنکی زندہ ولی ایک عالم
مین مشہور ہے اور جنکی تائید قلبی کا ہر اعلی وادنی امیدوار ہے حضرت خواجہ بندہ نواز
قدس سرہ کبھی اپنے معتقدین کے خواہشات قلبی کو برلانے اور انکی دعا ہای دلی کو
بارگاہ ایزدی مین مقبول کرانے سے باز نہ رہینگے جیسا ایک مطلع ہے۔

فیض گستر ہے خواجہ بندہ نواز
بندہ پرور ہے خواجہ بندہ نواز

۲۹ رمضان سنہ ۱۳۱۷ ہجری روز چہارشنبہ۔

یہ روز سعید روز عید سے بڑھکر تھا جسکو دیکھو مارے خوشی کے جامہ مین نہین
سماتا تھا وفور مسرت سے ہر شخص کی باچھین کھلی جاتی تھین اپنے آقاے نامدار کے
دیدار مبارک دیکھنے کی ادنی و اعلی سبکو یکسان خوشی تھی بلدہ مثل عروس نوبہار کے
آراستہ تھا۔ اسٹیشن حیدرآباد سے جو محلے اور ملک پیٹہ تک عجیب پرلطف سمان
نظر آتا تھا جابجا کمانین نہایت خوبی سے بنائی گئی تھین۔ ہر جگہ روشنی کا انتظام
قابل دید تھا سڑکون پر دو طرف جھنڈیون اور بیرقونکی کثرت سے اور زیادہ رونق
ہو گئی تھی سیکڑون جگہ حضرت ظل سبحانی کی خیر مقدم کی تہنیت مین قطعے تاریخین
نہایت عمدہ خوشخط نصب تھین۔ بلدہ عجیب پرلطف منظر بنا ہوا تھا جسکے دیکھنے
سے رعایا کی جان نثاری اور حضور پرنور خلد اللہ ملکہ کی ہر دل عزیز ہونیکا پورا ثبوت
ملتا تھا۔

۲۹ رمضان سنہ ۱۳۱۷ روز چہارشنبہ کو تمام امیر امرا اور عمائد وغیرہ تین بجے سے
اسٹیشن حیدرآباد پر جمع ہو گئے۔ ہر شخص حضرت ظل سبحانی کی تشریف آوری کا
منتظر کھڑا تھا۔ ٹھیک چار بجے اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی اسپیشل ٹرین داخل حیدرآباد
ہوئی۔ شاہ عالیجاہ گاڑی سے برآمد ہوئے۔ ۲۱ ضرب توپین سلامی کی سر ہوئین
اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر رعایا کی طرف سے اڈریس پیش کئے جانیکا انتظام ہوا تھا
عمدہ تکلف فرش پر دو طلائی کرسیان رکھی گئی تھین اوسپر شاہ جمجاہ معہ شہزادہ
ولیعہد بہادر تشریف فرما ہوے۔ سب نے نذرین دین۔ راجہ شیو لال۔
موتی لال نے پھولون کے ہار پیش کئے۔ رعایا کی طرف سے شیخ نعیم الدین صاحب نے

اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی حضور مین یہ اڈریس پڑھکر سنایا ۔

اڈریس منجانب رعایای حیدرآباد

قطعہ

میر محبوب علیخان شاہ ما
از سفر با فتح و نشان آیدہمی

شاہ ماہ است و دکن ہست آسمان
ماہ سوے آسمان آیدہمی

قفل نصرت را پدید آمد کلید
گنج شوکت را نشان آیدہمی

طالع اہل دکن بیدار شد
ابر نیسان دُر فشان آیدہمی

اے ہمارے پادشاہ ظل اللہ ہم جان نثار رعایا جنکو حضور عالی نے بسا اوقات میری پیاری رعایا کے لقب سے یاد فرماکر معزز و مفتخر فرمایا ہے حضور عالی کے سفر نصرت اثر کے اختتام کے محمود و مسعود موقع پر بکمال ادب و تعظیم ادن مسرت انبساط کے جذبات کو ظاہر کرنیکی اجازت کے خواستگار ہین جوکہ ذات ہمایون کو اپنے درمیان پاکر ہمارے دلون مین جوش زن ہین ۔

قطعہ

آیا ہے موسم بہار بدلا ہے رنگ روزگار
ہے تر و تازہ برگ و بار ملک دکن ہے لالہ زار

خسرو کشور دکن آتے ہین جانب وطن
شکر خداے ذوالمنن آے ہمارے تاجدار

جھومتی آتی ہے صبا سبزہ ہے لہلہا رہا
نکلے لئے نئی ادا سرو و صنوبر و چنار

گل کے ہے زیب تن قبا غنچہ ہے مسکرا رہا
ہوگئی معتدل ہوا ابر کرم ہے قطرہ بار

نشہ عبودیت مین چور گاتے ہین شاخ پر طیور
نغمہ مدحت حضور ملکے خوشی سے بار بار

دور خسران کا جا چکا اب ہی عمل بہار کا — لشکر جناب کبریا آئے دکن کے شہریار
فضل خدائے ذو الجلال شہ کا رہے شریک حال — شہ کے عدو ہون پائمال شاد ہون جملہ جان نثار

آئے ہمارے شہریار گردون رکاب حضور عالی کا اپنے دار السلطنت سے باہر تشریف لیجانا گو وہ ایک قلیل مدت ہی کے لئے کیون نہو مگر ہم خانہ زادون کے لئے موجب اضطراب تھا کیونکہ ہم جان نثارون کے جوش جان نثاری کا یہ تقاضا ہے کہ ہر وقت اپنے آقائے رعیت پناہ کی جلو مین وفادارانہ ثابت قدم رہین اسلئے سایۂ عاطفت سے ہمکو ایک روز کی دوری بھی سخت ناگوار تھی گو پیر و مرشد نے جس مسعود سالگرہ مبارک کے جلوس باغ عامہ مین ہم غلامون کو زبان الہام بیان سے دعوت نواب ولیسرائے بہادر کشور ہند کی نسبت اطمینان فرما دیا تھا تاہم اس چند روزہ دوری کو بھی ہم غلام اپنے لئے بیچین کرنے والی سمجھ کے حضور عالی سے بوقت عزم کلکتہ بذریعہ عرائض التماس کرنیکی جرأت کی تھی کہ ہم کو بھی ہمرکاب رہنے کی عزت عطا فرمائے جائے لیکن حضور عالی نے ازراہ مواہب خسروانہ نہایت شفقت آمیز اور مرثت وہ الفاظ مین ہم خانہ زادون کو شرف فہمایش صدور فرمایا کہ مین تمہاری اس عقیدتمندانہ درخواست کی قدر کرتا ہون بالفعل تمہارے ساتھ چلنے کی ضرورت نہین پائی جاتی اسلئے بفحوائے الامر فوق الادب۔ ہم غلامون نے سکوت اختیار کیا مگر ہم خانہ زادون کی آنکھین اودھر ہی لگی ہوی تھین اور ہم کمال اشتیاق کے ساتھ بصحت و عافیت حضور کی مراجعت فرمائی کے منتظر تھے۔

حضور عالی کا ہم جان نثارون کے مجمع مین اسوقت تشریف فرما ہونا ابر بہار کے

تریشح کا حکم رکھتا ہے ہمارے دلون کے پژمردہ اور مرجھاے ہوے بودے اس زندگی بخش ابر کرم کے چھینٹون سے تر و تازہ ہوگئے ہین اور آج جوش مسرت اور اطمینان کے پھل لدے ہوے پائی جاتی ہین ہم خانہ زادان نہایت اشتیاق کیساتھ چشم براہ ہوکر حضور عالی کی سلامتی اور عافیت کے منتظر رہے ہین اور جو خبرین کہ وقتاً فوقتاً ہم غلامونکو اوس نشاط و اطمینان قلبی کے متعلق ہوتے رہے ہین اونکین سنکر ہم غلامون کو جو مسرت اور شادمانی ہوئی اوسکا اندازہ بیان سے باہر ہے —

اے ہمارے آقا سے نامدار آپکے ظل ہمایون کی دوری مین صرف وہ وقت ہم غلامون کو مسرت بخش گذرا جبکہ جنٹی پیروبرشد کا وہ اطمینان بخش جواب آپ نے نواب ولیسراے بہادر ہند پٹیالہ جکا بر لفظ لاقیمت دکوہر ہے بہادر لی دوستی سرکارین سے ملوا اور تمام ہندوستان کو نوز وفا سے منور کرنیوالا تہا جسکے انہ وفا شعار سنئے باوجود بعد ہمارے جوش غلامی کو وہ چند کردیا اور آپکے ہر غلام کے دل و زبان سے نعرہ جوش و صداے احسنت بلند ہوئی حضور عالی نے نواب ولیسراے بہادر کشور ہند کے اسپیچ کے جواب مین زبان الہام نشان سے تقریر فرماتے وقت یہ بیان فرمایا کہ حضور کو ملکہ عالیہ قیصر ہند کے ساتھ جو مخلصانہ اتحاد موروثی ہے وہ تین چیزون پر مشتمل ہے یعنی حضور کا خزانہ اور فوج اور حضور کی ذاتی تلوار ہم خانہ زادونکو یقین واثق ہے حضور عالی کو یہ بیان کرتے وقت پورا اطمینان تہا کہ جس امداد کا حضور نے وعدہ فرمایا اوسمین حصہ لینے کے لئے ہم خانہ زاد رعایا ہر طرح سے شامل و آمادہ ہین اور ہم مین سے ہر شخص اس مقصد کی تکمیل کے لئے پوری طرح پر

حاضر ہے کیونکہ پیر و مرشد کا مقصد ہمارا مقصد ہے۔ پیر و مرشد کی خوشی مین ہماری خوشی شامل ہے اور ہماری جانین پیر و مرشد کی ملک ہین۔

ہم خانہ زاد و نکو گوارہ نہین کہ اب حضور عالی یہان زیادہ توقف فرمانے کی زحمت برداشت فرمائین لیکن اسقدر ہم اور عرض کرنیکی جسارت کرتے ہین کہ حضور عالی کو اپنے دار السلطنت مین واپس تشریف فرما ہونے کا خیر مقدم کہنے کے ساتھ ہماری یہ دعا ہے کہ خداوند جل و علا حضور عالی کے عہد حکومت کو امتداد امن کامرانی اور فلاح کی برکتون سے مالا مال کرے اور اپنے ربانی خزانہ کی بے بہا دولت کا ابر حضور پر برسائے۔ آمین ثم آمین۔

قطعہ

آصف عالی مقام پہنچے ہین آکر وطن — آج تو جتنا ہو خوش ہے تجھے زیبا دکن
تو ہے چمن کے مثال حضرت آصف ہین سرو — سرو خراماں چلا آتا ہے سوے چمن
کہئے تجھے انجمن حضرت آصف کو شمع — آج ہوی شمع پھر زینت دہ انجمن
کہئے تجھے تن اگر جانئے آصف کو جان — جمع ہوے ہین بہم بار دگر جان و تن
آنے سے تیرے شہا آج ہے گھر گھر خوشی — جوش مسرت سے ہین پیر و جوان نعرہ زن
سر سے جو اوٹھی بلند موج سرور و نشاط — صفحۂ ہستی سے محو ہو گئے رنج و محن
رایت فتح و ظفر مژدہ جنبان ہے آج — شوکت و فر کا ہما شہ پہ ہے پرتو فگن

قطعہ

شاہا اساس ملک تو استوار باد — عمر تو ہمچو دور فلک پائیدار باد
ہر آرزو کہ در دل اندیشہ بگذرد — ہمچون عروس ملک ترا در کنار باد

آمین آمین آمین۔

اسکے بعد ہمارے آقاے ولینعمت خلد اللہ ملکہ نے زبان مبارک سے نہایت دلپذیر تقریر ارشاد فرمائی۔

اسپیچ اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ

بمقام ریلوے اسٹیشن حیدر آباد

میری عزیز رعایا اور وفادار دوستو۔

میرے سفر سے خیر خوبی کے ساتھ واپس آنیکی نسبت تمکو خوشیان مناتے ہوے دیکھکر میرے دل سے بے تحاشہ یہی دعا نکلتی ہے کہ خدا تعالے اپنے فضل و کرم سے تمکو اسیطرح ہمیشہ خوش دیکھنے کی خوشی مجھے عطا کرتا رہے۔

اس موقع پر شاید تمکو اس بات کے سننے سے بھی خوشی ہوگی کہ نواب ویسرائے بہادر نے خاص طور سے اور باشندگان کلکتہ نے عام طور سے میری خاطر و مدارات اور میری آسایش و سیر کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا اور مین اس سیر و سیاحت سے بہت مسرور و محظوظ ہوا۔

میرے سفر کلکتہ کے متعلق تمہارے انتہائی اضطراب و اندیشہ نے مجھپر بخوبی ظاہر کیا۔ کہ تمکو میرے ساتھ کیسی کمال درجہ کی محبت وعقیدت ہے کیونکہ یہہ محبت کا خاصہ ہے کہ اپنے محبوب کی نسبت ذری ذری بات بھی بہت بڑی سمجھی جاتی ہے اگرچہ تمہارا اضطراب و اندیشہ تمہاری صداقت و وفا شعاری کو عملی طور سے مجھے بخوبی جتا یا تھا۔ بازہم یہ اندیشہ تمہارا کوئی صحیح نہ تھا۔ اسکو دفع

کرنے کے لئے مین نے باغ عامہ مین اپنے سفر کا ذکر چھیڑ کر تمکو اطمینان دلایا تھا کہ یہ محض دعوت و مدارات مروت و اخلاق کی بات تھی۔ اب تمہارے اڈریس سے واضح ہے کہ تمنے ٹھیک طور سے معلوم کر لیا ہے کہ میرے سفر کا مآل کیا تھا میری بڑی خواہش تھی کہ مین بطور خود سلطنت برطانیہ کے ساتھ اپنی تاریخی وفاداری کا اظہار نہ صرف عملاً کرون۔ بلکہ علانیہ تقریراً بھی ایسے مقام و موقع پر کرون کہ اسکی شہرت دور دور تک ہونیکی وجہ سے میری دوست گورنمنٹ کی تائید چوطرف سے ہوتی رہے۔ عالیجناب ملکہ عالیہ سلمہا اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا موروثی اتحاد جو ہمیشہ رہا (اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی روز افزون رہیگا۔) اوسکا اقتضا یہی تھا جبکہ برطانیہ کو آفریقہ مین اپنے رعایا کی حفاظت کیلئے شر و فساد مٹانا ضرور ہے۔ ایسے موقع مین جسقدر ہوسکے مین اقوال و افعال سے سلطنت برطانیہ کو پوری کمک دینے پر اپنی آمادگی و مستعدی علانیہ ظاہر کرون سچا دوست وہی ہے جو وقت پر کام آئے۔ مین بہت خوش ہوا کہ تم بھی اسکو اچھی طور سے پا گئے ہو۔ اور اپنے اڈریس مین میری اسپیچ کلکتہ کا ذکر کر کے تمنے نہایت صداقت شعاری کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کہ جس امداد کا مین نے وعدہ کیا تھا اوسمین تم اپنا حصہ لینے کے لئے بالکل تیار و آمادہ ہو۔ مجھے تم سے یہی امید تھی (اور ہے) کہ تم میرے ساتھ ہر امر مین شریک رہوگے۔ میرے مقصد کو اپنا مقصد سمجھوگے۔ اور میری خوشی کو اپنی خوشی مین تمہارے اس بات کی بڑی قدر کرتا ہون اور تمکو یقین دلاتا ہون کہ جیسے وفادارانہ خیالات تم میری نسبت رکھتے ہو۔ ویسے ہی محبانہ خیالات مجھے

تمھارے نسبت ہین اور ہمیشہ رہینگے تمھاری آسایش و عام بہبودی اور ہر حال
مین تمھاری خوشی مجھے ہمیشہ بدل منظور رہیگی ۔

قطعهٔ آصف

اے میرے خیر خواہ رعایای جان نثار
مجھکو ہوا اتمھین بھی مبارک ہو یہہ سفر

مین خوش ہوا اور ایک زمانہ کو ہے خوشی
دعوت جو ویسراے نے کی میری خوبتر

مین کیا کہون کہ کیسی مدارات میری کی
اعزاز و آبرو کا کیا پاس کس قدر

دعوت مین راتکے تھے شہر مین کئی لوگ
ہر سال سے زیادہ یہ جلسہ تہا روشن پر

جو لطف ویسراے سے ملکر مجھے ہوا
اس کیفیت کے لکھنے کو زیبا ہی صرف زر

ہکو رہین گے یاد یہ مہمان نوازیان
کب ایسا میزبان ہو فراموش عمر بھر

جا جا کے سیر گاہونکی مین نے جو سیر کی
میرے گمان سے لطف ملا مجھکو بیشتر

بنگال و بمبئی کے گورنر بھی تھے وہان
اونسے ملا وہ دونون ہین خوش خلق و نامور

جیسا ہون دوست دولت برطانیہ کا مین
میری زبان سے میرے قلم سے ہی مشتہر

کلکتہ ویسراے کے دم سے ہی فیضیاب
رونق پذیر شہر ہے آباد گہر کے گہر

ہوتی ہے قدر کان جواہر سے کوہ کی
کچھ قدر سنگ کی نہین جسمین نہ ہو گہر

چھپتی نہین کسیکی محبت کسیکے ساتھ
ہر ایک کے ہی دیدہ و دل پر مجھے نظر

ہوتی ہے ایک کی بھی دعا دل سے مستجاب
لاکہون دعائین جب ہون تو کیونکر نہو اثر

بعد خزان بہار کا آنا ضرور ہے
میری مراجعت سے نہ کیون خوش ہو شہر

آصف کی یہ دعا ہے رعیت میری رہے
خوشحال و خوش معاش و خوش اطوار و خوش سیر

پھر سواری مبارک بڑے تزک و احتشام سے شہر کو روانہ ہوئی باڈی گارڈ کا رسالہ اور تمام ملٹری افسران فل ڈریس مین حضرت ظل سبحانی کے جوکڑی کے جلو مین تھے۔ یہ جلوس اور شان و شوکت دیکھکر فرط خوشی سے ہر شخص کی زبان پہ یہ شعر جاری تھا۔ ؎

تم سلامت رہو ہزار برس	ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار

الغرض سواری مبارک بصد کروفر جوبلی محلے مبارک مین داخل ہوئی۔
شب کو کثرت روشنی سے حیدرآباد اک بقعۂ نور نظر آتا تھا ہجوم خلائق سے شانہ سے شانہ چلتا تھا راستہ بمشکل ملتا تھا۔
سبحان اللہ کیا روز سعید تھا جسکی نظیر حیدرآباد کی تاریخ مین ملنا غیر ممکن ہے۔ اللہ جلشانہ ہمارے آقائے ولینعمت اعلیحضرت حضور پر نور خلد اللہ ملکہ اور پرنس ولیعہد بہادر دام اقبالہ کو باین شان و شوکت ہمیشہ قائم رکھے اور انکے عمر و دولت و حشمت مین دن دونی رات چوگنی ترقی ہو۔

این دعا از من و از جملہ جہان می آید	

چونکہ نواب مدار المہام بہادر سرکار عالی دام اقبالہ کلکتہ کے سفر مین حضور پر نور خلد اللہ ملکہ کی ہمرکاب تشریف لیگئے تھے بدینوجہ تا واپسی نواب ممدوح۔ مہاراجہ کشن پرشاد بہادر وزیر افواج آصفی منصرم مدار المہام ہے اور نہایت عمدگی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ کلالی کے اسٹیشن پر اللہ جلشانہ نے ہمارے آقا ولینعمت کی اسپشل کو میل ٹرین کی تصادم سے محفوظ رکھا۔ وجہ یہ ہوئی کہ ایک میل ٹرین دو وہی سے چلکر اس پٹری پر آگئی جسپر اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کی اسپشل ٹھیری تھی۔ مگر بڑی کوشش سے میل ٹرین کو اسپشل سے دس قدم کے فاصلے پر روک لی گئی۔ حافظ حقیقی ہمیشہ ہمارے آقا نامدار کو ہر بلا اور آفت سے اسیطرح محفوظ رکھے
آمین ثم آمین

خاکسار محمد عبد اللہ خان ضیغم

مبارکباد و تواریخ عالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ پیشکار بہادر وزیر افواج سرکار عالی تلمیذ حضرت آصف خلد اللہ ملکہ

قدوم شاہ تجھے اے دکن مبارک ہو / یہ سرفرازی فخر زمن مبارک ہو

چہک کے کہتی ہے گلشن میں عندلیب چمن / دکن کو شاہ سے مجھے یہ چمن مبارک ہو

ادھر بسنت کی آمد ادھر ہے آمد شہ / بہار باغ کو شہ کو دکن مبارک ہو

چمن کو نغمہ بلبل ہو سرو کو قمری / بہار گلشن و سرو و سمن مبارک ہو

دکن میں سکہ آصفی جبتک جاری / الٰہی ملک کو اوسکے چلن مبارک ہو

سرور و عیش ہمیشہ ہوں میمنت شہ کو / عدو سے شاہ کو رنج و محن مبارک ہو

حضور آئے رعیت دکن کی ہو شادان / سفر سے آئے قیام دکن مبارک ہو

مدد ہو پنجتن و چاریار کی دائم / حضور آپکو یہ نور تن مبارک ہو

عنایت شہ آصف ہمیشہ شاد کو حاصل / حضور کو کرم ذو المنن مبارک ہو

تواریخ

جو آکے ملک حضرت آصف / بانشاط اور باسرور آئے

خیر مقدم کی عرض کی تاریخ / بامراد دلی حضور آئے

ایضاً

سفر سے با فر و شادمانی / دکن میں شاہ نظام آئے

کہا یہ تاریخ سال آمد / حضور عالی مقام آئے

ایضاً

جو ہمراہ شاہ دکن آئے آج / ولیعہد جم مرتبت نوجوان

کہے سال تاریخ پر نور شاد / لکھو نور چشم خدیو جہان

ایضاً

للہ الحمد آئے بعد سفر / قدوۂ سوشان ذا الاکرام

سنۂ یمنیت لکھوائے شاد — زبدۂ مومنان نظام الملک

۱۳۱۸ ۱۷

ایضاً

چو شد رونق افروز بلدہ نظام — بدو آمد امروز جام دکن

چہ خوش سال تاریخ گفتم شاد — عزیز خلایق نظام دکن

ایضاً

آمدی خوش نظام سنجر فر — از سفر با ہزار جاہ و جلال

شاد و شاد است جملہ خلق دکن — خوش نظام آمدید گفتیم سال

۱۳۱۷ ۱۷

ایضاً

اعلیحضرت حضور آصف جاہ — رہین منصور اے خدا دایم

سال آمد کہی یہ فصلی مین — دولت عمر تا ابد قایم

۹ — ۱۳ ف

رباعی

از سفر آمد چو آصف شاد شاد — شاد بہر و شادمان و بامراد

شاد این مصرعہ دعائیہ بگفت — کشور شاہ دکن آباد باد

عالیجناب راجہ راجان مہاراج آصف نواز ونت راجہ مرلی منوہر بہادر صاحب پیشکار صاحب عالی

آئے حضور بلدہ مین اک دہوم دھام ہے — کیا خوب روشنی سے بڑا انتظام ہے

۱۳۱۷ ۱۷

فرط خوشی سے مست ہر اک خاص و عام ہے — منہ سے لگا ہوا سبھی عشرت کا جام ہے

شاداب ہے شگفتہ ہے کیا گلشن دکن — باغ بہشت سے نہین اسمین کلام ہے

ہان ساقیا پلاوے مے مدحت نظام — ہمکو تو اوس سے کے پینے کی عادت مدام ہے

مشہور خلق ہے یہ سخاوت حضور کی — معدوم اب جہان سے حاتم کا نام ہے

لطف و کرم مین خلق مین انصاف و عدل مین — بے مثل و بے عدیل یہ شاہ نظام ہے

کلکتہ سے حضور جو تشریف لائے مین — مسرور و شاد آج رعایا تمام ہے

تعریف مین کسکی ہم اشعار کیا لکھین
ہمکو تو اپنے شاہ کی مدحت سے کام ہے

مانند خضر آصف سادس کی عمر ہو
رفعت دعا ہماری یہی صبح شام ہے

ضیغم۔ خاکسار محمد عبد اللہ خان ولد آنریبل نواب شمس الامرا مرحوم بانی جلسہ مشاعرہ

روز افزون ہے تری شوکت شاہی کیسی
شامل حال ہے تائید الٰہی کیسی

آمد شاہ کی کیا دھوم ہے اللہ اللہ
ہے رعایا کو خوشی نا متناہی کیسی

دیکھنے کے لئے مخلوق ہے اُمڈی آتی
بھیڑ سے بھیڑ ہے ہر سمت الٰہی کیسی

جان سے بڑھکے نہ کیون شہ کو رعایا سمجھے
قدر تلوار کی کرتے ہین سپاہی کیسی

چاند سا چہرۂ پر نور نظر جب آیا
صدقے ہونیکو طبیعت مری چاہی کیسی

تو سلامت رہے با عز و وقار اے آصف
زیب دیتی ہے تجھے مسند شاہی کیسی

کوکب عدل ترے عہد مین چمکا کیسا
ظلم و بدعت کی ہوئی دور سیاہی کیسی

کیون نہ اقبال مین دولت مین ترقی ہو مدام
تجھپہ ہے رحمت حق نا متناہی کیسی

تو علو العزم ہے ثابت یہ ہوا کرزن پہ
شان و شوکت نے تری دی ہے گواہی کیسی

لب پہ آیا نہ ذرا شکوۂ بد عہدی غیر
تو نے دشمن سے بھی اللہ نباہی کیسی

غیب کی مار پڑیگی ترے بدخواہون پر
دیکھنا آئیگی اک روز تباہی کیسی

وہ ترا رعب ہے اے شاہ کہ تیرے آگے
آنکھ اُٹھتی ہی نہین شوخ نگاہی کیسی

تیرے ہی واسطے شایان ہے یہ آصفجاہی
ہے ترے رخ سے عیان شان الٰہی کیسی

بادۂ مدحت آصف سے مین ہون مست مدام
جانتا ہی نہین ہوتی ہے جماہی کیسی

نظر لطف ہو اے شاہ دکن ضیغم پر
واجب الرحم ہے گھیری ہے تباہی کیسی

از جناب حبیب صاحب کنتوری

نکیون نہ امید لیکر سارے عشرت یہان حضور آئے
مبارکباد گاتے جنت الماوی سے حور آئے

نظام الملک آصفجاہ سادس کی زیارت کو
جو دن آئے تو مثل عید سو فور السرور آئے

ہوئے کلکتہ مین حضرت وزیر ہند کی مہمان
افق تک مہر سان طے کرکے جلدی راہ دور آئے

لگائین کیون نہ مردم خاک پائی شاہ آنکھون سے
منور کرکے عالم ہر نظر مین شکل نور آئے

دعا یہ ہے حبیب مدح خوان کی رات دن حق سے
قدوم شہ کے نیچے فرق ارباب غرور آئے

مسیحی سال نو اقبال کو خادم بنا لایا
یہی کہتے ہوئے آپس مین سب اہل شعور آئے

نہین باقی سپہر (جائے ادبار) اس قلمرو مین
شہا لا و سکو بیت السلطنت مین جب حضور آئے

۱۹۰۰ع

مائل - جناب ڈاکٹر احمد حسین صاحب

قطعہ تاریخ

کلکتہ کی سیر کرکے مائل
سلطان فلک مقام آیا

نظرین کہتے ہین دیکھا یہ دل
گلبرگہ کو وہ نظام آیا

۱۳۱۷ھ

ایضاً

جمال شاہ سے گلبرگہ کا ہر ذرہ چمکتا ہے
بلائین دور سے لے طور یہ ہے وہ تجلی گاہ

ادب دل مین وہ طالب ہے بنے گھر گھر خوشی گھر گھر
یہی شہرا یہی چرچا ہے کلکتہ سے آئے شاہ

زیارت کے لئے آصف جہان تشریف لائے ہین
سر گلبرگہ کے اک گنبد مین ہے خواجہ سا حق آگاہ

عجب کیا اگر کرین بندہ نواز آ کے یہ ہمراہ
نظر آتے ہی چمکے برق کے مانند برگ کاہ

گل گلزار وحدت نکلے ہر انسان مہک اوٹھے — سراپا مین ہو رنگ لا الہ بوئے الا اللہ
یہ وصفِ پاک خواجہ سنکے میرے شہ سے اہلِ دل — سخندانون کے دل ہاتھون مین ہوکر کہین لے نکلا آہ
سخندان قدردان شیرین بیان شیرین زبان آصف — تعجب کیا عجب کیا کر صلہ دی مجکو خاطر خواہ
سواری بادشہ کی روز شنبہ وقت عصر آئی — حضور آئے یہی ثابت ہوا منزل سی نکلا ماہ
سلام عہدہ داران روزہ داران لیکی عزت دی — جبین خوش خوش ہین شہ کو خضر کی عمر دی اللہ
یہ میرا مرغِ دل صدقے کا طائر بنکے اوڑ جائے — میری نظرین تصدق ہون مری آنکھین ہون فرشِ راہ
مجھے ہے چارم ماہِ مبارک عید سے بہتر — کہی تاریخ آج آئے نظام الملک آصفجاہ

۱۳۱۴ ھ

قطعہ

اہل گلبرگہ پہ اب پڑتی ہین شہ کی آنکھین — کیون نہ قربان ہو اک اک کی نظر آنکھون پر
ہے یہی زمزمہ ہر ہر کی زبان پر آئل — قدمِ حضرتِ آصف ہے سر آنکھون پر

ایضاً

تار و پودِ نظر حور و پری فرش مین ہو — آصفِ وقت سلیمان زمن آتے ہین
سیلیج گلبرگہ مین جنت کا چمن یا اللہ — میر محبوب علی شاہ زمن آتے ہین

ترکی قصیدہ فارسی از جناب ترکعلیشاہ صاحب امیر الشعرائی خطاب یافتہ از گورنر جنرل ہند لارڈ میو صاحب بہادر منصبدار علاقہ دیوانی

در آمد آہ بتن ای جان کہ یار باز آمد — بیا بیا کہ بہ بالین نگار باز آمد
کہ چین گیسوی مشکین یار بکشادست — کہ بوی نافہ مشک تتار باز آمد
بشوق نغمہ سحر شاخ گل ز بلبل — کہ جانب چمن آن گلعذار باز آمد

شکیب جان حزینم نموده رنجه قدم
قرار بخش دل بیقرار باز آمد

مطلع ثانی

بباغ ملک دکن نو بهار باز آمد
بنا خنای کهن برگ و بار باز آمد

بکوچه کوچه بگوید سروش از عشرت
که از سفر شه والا تبار باز آمد

بچشم منتظر یابان سرمهٔ طور
غبار توسن آن شهسوار باز آمد

سزد رود که سلیمان برای استقبال
از آنکه آصف گردون وقار باز آمد

بخانه خانه نباشد چگونه آرایش
چرا که زیب ده این دیار باز آمد

شهی که جانب کلکته رفته بود امروز
بفتح با سپه بی شمار باز آمد

هزار مدح گرفته ز قیصر لندن
نظام ملک بصد افتخار باز آمد

ز بند خسرو دوران مراجعت کرده
که ماه مصر بکنعان دیار باز آمد

گشاده باد در ایام از طرب آغوش
که دولت ابدی در کنار باز آمد

ز سیر هند بیا بسته تهنیت گوش
ببر جسته که از مرغزار باز آمد

باوج چرخ بنازد همی زمین دکن
بتخت خود که شه نامدار باز آمد

شنیده تا خبر مقدمش من مضطر
قرار با دل سیماب وار باز آمد

بیا بیا که روانی ز کالبد رفته
بپای بوس تو ای شهریار باز آمد

درون بزم من از مقدم تو در گردش
پیاله های مئی خوشگوار باز آمد

خیام خویش زدی تا میان گلبرگه
بهار در چمن روزگار باز آمد

بکوچه کوچه شنیدم مبارکباد
بخانه خانه بگو شهریار باز آمد

گرامی جناب شیخ غلام قادر رضا شاعر خاص حضوری۔

براوج چرخ بخند ای دکن که شاه رسید ‏ ‏ در آ برقص طرب ای فلک که ماه رسید

زمانه گفت فلک را که چیست رقص نشاط ‏ ‏ ستاره گفت که آصف به تختگاه رسید

نگاه کن که بهشت است این با آن گوید ‏ ‏ بیا بیا که ولیعهد بادشاه رسید

به روز خوش چه مبارک سحر بود که اثر ‏ ‏ بدست بوس دعاهای صبحگاه رسید

هزار شکر ز گلگشت ورود کن امروز ‏ ‏ ستاره مرتبه شاه جهان پناه رسید

بآرزوی قدمبوس پیر مرشد خویش ‏ ‏ حریف میکده و شیخ بارگاه رسید

بدست عقل عنان ادب نگه داریم ‏ ‏ دهیم بوسه رکابش که در راه رسید

ز علم و فضل شهنشاه نکته سنج مپرس ‏ ‏ که نکته نکته آگاهیش گواه رسید

ز دلفریبی مضمون نظم و نثر نظام ‏ ‏ بگوش چرخ فلک شور واه واه رسید

دلی نماند گرفتار آه در عهدش ‏ ‏ اگر ز زلف بتان پیچ و تاب آه رسید

قدح کشیم و ز شاخ امید گل چینیم ‏ ‏ که سرنگون شده حاسد بقعر چاه رسید

بجان مدعی افسوس خورد خوشی بیش ‏ ‏ بجان رسید که از برق با گیاه رسید

ز بخت و دولت ما بندگان چه میپرسی ‏ ‏ کلاه گوشه ما تا باوج ماه رسید

بقالب تن بیجان ما روان دگر ‏ ‏ ز آمد آمد محبوب کجکلاه رسید

خدایگانا چه جا گر استم سوزا ‏ ‏ منم اسیر نگاه که گاه گاه رسید

تصرف نظرت خاک را کند اکسیر
نظر بحال گرامی که دادخواه رسید

قصیدۂ فارسی از جناب محمد عبد الواجد صاحب فرزند و تلمیذ مولانا محمد عبد العلی صاحب خان والا مرحوم مدرس اول فارسی ستی ہائی اسکول تہر گھٹی۔

خزان برفت چو شاہ ستودہ کار آمد
بہار مژدہ بباغ دکن بہار آمد

نسیم صبح بصد عز و افتخار آمد
کہ سوی کشور خود شاہ کامگار آمد

بصد ہزار نوا طوطی و ہزار آمد
کہ بادشاہ فلک قدر و نامدار آمد

فلک ہم از رہِ انصاف و حق گزار آمد
محبِ قیصرہ محبوب با وقار آمد

عدوی شاہ بگیتی حقیر و خوار آمد
کہ شاہ با ہمہ اعزاز و افتخار آمد

دکن بناز کہ سوی تو شہریار آمد
فلک ببال کہ سلطان اقتدار آمد

ز فوز او بجہان و بجان قرار آمد
دعای پاک دلان زبان بکار آمد

بیار بادہ تو ای ساقی بہشتی روی
کہ جام بادہ ز دست تو خوشگوار آمد

رسید شاہ ز کلکتہ خوشدل و خرم
برای اہل دکن عیش بی شمار آمد

شناست رحمت باری و کشتزار دکن
خوشا کہ رحمتِ حق سوی کشتزار آمد

بزرگ مرتبہ گردید ناموری جہان
کہ حشم ملک ظلِ خدا دوچار آمد

چگونہ مدح سرای چنین شہی نشوم
اساس ملک ازین شاہ استوار آمد

زہی بزرگ نژادی کہ از نہایت عزم
جہان ستان جہانگیر و بختیار آمد

چو او نخاستہ یک شہریار دانشمند
نہ مثل او بجہان ہیچ تاجدار آمد

زمانہ خرم و شادان شود ازین مژدہ
شنیدہ ام کہ ز دوستدار او بہار آمد

قرار از دلِ اہلِ وطن جدا بودہ
ولی چو شاہ رسیدہ دگر قرار آمد

براہی خیر سگالان دو عید پیدا شد
دکن چو باغ بود شہ چو بلبلِ خوشگوے
چو شاہ باز سیاحت مراجعت فرمود
بہ عقد و سلکِ ثریا بصد ہزار خلوص
بیار بادہ بلا انتظار اے ساقی -
شہ نظام نژاد و شہِ نظام نہاد
زمانہ گفت بیا زو ہی شہ ولیعہد بیش
بناز ملک کہ آن کوکبِ سعید رسید
بتخت خویش دگر بارہ با مسرت و عیش
بیار بادۂ گلرنگ ساقیا امشب
بہر طرف کہ نظر میکنم ہمہ عیش است
مسرتے بدل آورد عہد خوش فرجام
جہان عدل و سخای و قرار ملک رسید
چو ابر آب فشانند بر سر آتش
ز روشنی و چراغانِ بے حساب شمار
ز لارڈ کرزن مہمان نواز عدل شعار
چو شاہ جانبِ باغ دکن رسیدہ بعیش
بہر کجا کہ بد اندیشہ بود در عالم
ز فیض مدحتِ شاہ است اینکہ میگویند

چو عید با شہ ذیجاہ کامگار آمد
بسوئے باغ دکن گوئیا ہزار آمد
امیدِ رفتۂ احباب در کنار آمد
فلک بروی زمین از پئے نثار آمد
کہ آنچہ مقصدِ ما بُد با نتظار آمد
بصد وقار برفت و بصد وقار آمد
ستارہ در برِ مہتاب تابدار آمد
بناز تخت کہ این صاحب اختیار آمد
حلیم و عادل و ذیجاہ و ہوشیار آمد
کہ دور دور نشاط است و ہم نگار آمد
ز ہر کنار بگوشم رسد بہار آمد
کہ شاہزادہ بشاہِ جہان تبار آمد
محبِّ دولت و قوم و نکو شعار آمد
کہ راہ نیز چو آئینہ بے غبار آمد
فلک باتش رشک حسود نزار آمد
براہ معدلت و فضل روزگار آمد
نہال عیش ز الطاف حق ببار آمد
برنگِ خاطرِ خصمانِ او فگار آمد
کہ شعرِ من ہمہ شیرین و آبدار آمد

درین چکامه ز اشعار غالب دهلی — که ملک شعر و سخن را بزرگوار آمد

روا بود که کنم درج زانکه آن ابیات — بجا بمدحت این شاه کامگار آمد

به تیغ و گنج بود کارساز دشمن و دوست — همین اوست که یاری ده بسیار آمد

زهی بملک ستانی سکندر ثانی — که گوهرت شرف دوده و تبار آمد

چو مدح شاه نوشته نمیشود واجد — قلم ز خجلت این عجز شرمسار آمد

دعای شاه بود کار اهل عالم و بس — بشکل دست برای همین چنار آمد

دعای شاه بصد سوز و صدق میگوید — ولی نه درخور آن بنده خاکسار آمد

اگرچه لائق آن نیستم ولی گویم — دعای بنده ترا بهترین حصار آمد

خدا بشاه دهد عمر خضر و جاه کیان — اساس ملک ازین شاه پایدار آمد

بیا بمحفل شاه و بخوان قصیدهٔ نو — که واجد آگه عیش در کنار آمد

ز قدردانی نشاد و ز کوشش ضیغم — ازین مشاعره آبی بروی کار آمد

چگونه یاد نماند بصفحهٔ ادوار — چنین مشاعره کز لطف پیشکار آمد

اشعار غالب

زائر قصیدهٔ فارسی از جناب حاجی احمد حسین صاحب سابق تحصیلدار جالنه وظیفه خوار ساکن چنچلگوره

هزار مژده بباغ دکن بهار آمد — ازین بهار گل خرمی ببار آمد

دمید صبح سعادت چو عید ماه صیام — سرور و سور بهر ملک و هر دیار آمد

رسید مژده درین روزهای عشرت خیز — دو عید فرخ و فرخنده آشکار آمد

یکیست عید صیام و دگر بود عیدی — که عید ما همه بر مقدمش نثار آمد

چه عید عید مبارک پس از سفر بظفر — بملک خویش ز کلکته شهریار آمد

جهان بسان سپهر و دکن چو برج شرف ... بدین سه برج شرف شاه مهروار آمد

بحکم آنکه سفر را نتیجه از ظفر است ... ازین سفر چه کمالیش ظفر بهار آمد

خوشا سفر که برآنحضرت رعیت او ... چو قول حضرت ممدوح سازگار آمد

بماه روزه شب قدر گرچه پنهان است ... بروز آمدن شاه آشکار آمد

شد از مراجعت شاه شاد هر یک کس ... چو قول شاه پس از مهرگان بهار آمد

شنیدم از پی کسب شرف بدرگاهش ... دو دار و دولت و اقبال و اقتدار آمد

جوی چو خاک درش به بهای آن افزون ... نثار بار زر لولوی شاهوار آمد

نظام ملک سلیمان سریر آصف جاه ... که دولت جاودانه از هیبتش فرار آمد

کشید خاشیه بر دوش آسمان هلال ... که شخص همت او بر فلک سوار آمد

سپاس نعمت او فرض هست بر مخلوق ... پس از فریضه اگر شکر کردگار آمد

سماک او نرسد ظلمت فتور از آنکه ... زرای روشن او گرد آن حصار آمد

شکفتگی رخ او بوقت زرباشی ... بسا خوش است بفصل خزان بهار آمد

زهی رفیع مکانی که با همه رفعت ... فلک بظل حصار تو بنده وار آمد

سپهر مهر نهد سر بر آستانهٔ تو ... کرا چرخ زقصر تو مستعار آمد

نظام ملک تویی و امام شرع تویی ... که ملک و شرع ز دست تو پایدار آمد

بغیر رای تو چون کار شرع پیش نرفت ... لشرع رای رزین تو پیشکار آمد

بحار را گفت آمد آنچنان نسبت ... چنانکه نسبت یک قطره با بحار آمد

مطلع

زر و گهر ز عطای تو بیدقار آمد ... گل و بهار ز خلق تو شرمسار آمد

همیشه فرض بود شکر بخشش تو از آنکه
ز فیض بخشش تو شکر کردگار آمد

به پیش عزم تو افلاک را سکون باشد
به پیش حزم تو اطباق را مدار آمد

بغور قدر تو اوهام مستهام بود
بفکر بذل تو افکار مستعار آمد

بوصف طبع روانت ز شاعران جهان
ز بحر شعر همه شعر آبدار آمد

شها تویی که ز مهمانی مبارک تو
بو لیسرای همه عز و افتخار آمد

به میزبان تو جام سلامتی تو
چو آب خضر همه نوش و خوشگوار آمد

کنم حمایت قیصر به تیغ و گنج و سپاه
ترا است قول مر این قول استوار آمد

چنانکه ورد دل تو دوستی قیصر هست
ز کلک تو ز زبان تو آشکار آمد

ق

از آنکه دولت برطانیه بدولت تو
همیشه از سر اخلاص دوستدار آمد

بجا شد است ز نواب ویسرای هند
بحضرت تو که اعزاز ما بکار آمد

نبود حصر صفات حمیده ات ممکن
درین قصیده ازین وجه اختصار آمد

بغیر جان و سخن هیچ نزد زائر نیست
بحضرتت همه این خشک و تر نثار آمد

پی درازی عمرت پی بلندی قدر
کنم دعا که اجابت ز کردگار آمد

همیشه قدر تو چون چرخ سربلند بود
عدو جاه تو چون خاک خوار و زار آمد

همیشه باش بکار خدا و خلق خدا
مجیب هست خدا و دعا بکار آمد

تو باش خرم و دلشاد با ولیعهدت
همین دعا بلب اهل این دیار آمد

ایضاً قطعه تاریخ از جناب نایر

فرمودہ شاہ (جیسا ہوں دوست دولت برطانیہ کا میں) حسب فرمودہ نواب ویسرای بہادر آئیج؟؟
(میری زبان سے میرے قلم سے ہی مشتہر)

شہنشاہ ملک دکن از سفر / چو آمد بملک دکن کامیاب
به اہل دکن سال آن بر زبانست / کہ آمد بہ برج شرف آفتاب
۱۷ ۱۳ھ

۴

عرشی۔ جناب ابو الخیر محمد عبد السلام صاحب

مژدہ اے دل موکب مسعود سلطانی رسد / بندہ پرور میرسد الطاف سلطانی رسد
انتہا ہرگز ندارد سلسلات جود او / این تسلسل را تمادی تا بدور امکانی رسد
اندلیش ایسچ آمد دشمنان گفتند دوست / گوہر شہوار باتیر سخن رانی رسد
از درد ادسخن میابی عرشی گوش و دل / درج گوہر بار اصداف سخندانی رسد
کے رسد آن مشکل آسان کے زبند غم رہم / کے بدشواری کار سخت آسانی رسد
بر طریق پیش گوئی داد عرشی این نوید / حاسدان را سر بہ پیشہ ظل سبحانی رسد
۱۷ ۱۳ھ

ولہ

ز کلکتہ آمد بپارس رسید / وز انجا بہ کلبرگہ گشتہ قیام
چو عرشی سروش نشانش بدید / ندا شد ز کلبرگہ آمد نظام
۱۷ ۱۳ھ

ولہ

نو گل باغ مراد و میمنت / آمد اے عرشی چو جان اندر تنت
بلبل طبعم بزد این زمزمہ / نو بہار آمد بہ بیت السلطنت
۱۳ ف

ولہ

شاہ شاہان بہ تختگاہ رسید / راحت جان بہ تختگاہ رسید
سفر آمد گفت عرشی ما / گنج احسان بہ تختگاہ رسید
۱۹۰۰ ع

ضیا قصیدہ از انجناب مرزا نصیر الدین صاحب شاہزادہ دہلی

سرگرم نظام آج ہوا ہے عسس عیش — کہتا ہے کہ ایک ایک کو ہو دسترس عیش

اب نشو و نما سے ہو تر و تازہ گلستان — بھرتی پھرے اب باد بہاری نفس عیش

جھونکے کو ہوا کے ہے یہ قدغن کہ عیان ہو — پتے کے کھڑکنے سے صدائے جرس عیش

گل سمجھیں وہاں اڑکے جہاں قید ہو بلبل — ہو قید قفس کی اوسے قید قفس عیش

ہر نخل کہن سبز ہو ہر خشک چمن تر — ہر باغ کو رونق سے ہے یہ دسترس عیش

بلبل کا نشیمن بنے تنکوں سے چمن کے — اوسکے لئے ہو ہر خس ناکارہ خس عیش

بھر قفل طلا یہ کہ خزان کا نہ گذر ہو — ہے فصل بہار کو یہ حکم عسس عیش

تا بو کرے تمکو زمانے سے نشاط آج — تا بو لئے کہندل ڈالے الم کو فرس عیش

لے قافلہ ساز خوشی سوے دکن چل — دیتا ہے یہ رہ رہ کے صدائیں جرس عیش

اب عیش ہی ہر عیش کے ہو اول و آخر — اب عیش ہی آفاق مین ہو پیش و پس عیش

سب شاد ہون بشاش ہون ایسے ہو کہ اعلے — باقی نہ رہے دل مین کسیکے ہوس عیش

ہر خون کا قطرہ ہو خمخانۂ عشرت — ہر ایک رگ جسم ہو نہر ارس عیش

ہو زندگی خضر سے بیش اک دم عشرت — ہو عمر مسیحا سے فزون اک نفس عیش

دشمن کو بھی جسے ملے محروم نہ رہ جاے — اوسکو وہ میسر ہو جو ہوتا ہے بس عیش

آراستہ ہر راستہ ہون کوچہ و بازار — جنت کا مزہ آئے ہو یون شہر بس عیش

ہو روشنی ایسی کہ ہو آنکھون کو چکا چوند — القصہ ہو ہر طرح کی پوری ہوس عیش

رہ جائے خوشی کا نہ دقیقہ کوئی باقی — سامان مہیا ہون وہ سب جو ہون کس عیش

ہر جا ہے ہو باران طرب خیز کی بارش
ہر سمت ہو طغیانی و سیل آرس عیش

ہے والیئ شہ کی خوشی شاد ہو مخلوق
بہرتا پھرے دنیا مین طرارے فرس عیش

شہ کون نظام دکن و آصف ذیجاہ
محبوب علیخان جسے ہے دسترس عیش

یہ نام سنا جب تو کہا مین نے وہ مطلع
رہنے دے صلا جسکا نہ دلین ہوس عیش

مطلع ثانی

ای شاہ ہمیشہ ہو تجھے دسترس عیش
آفاق مین جولان رہے تیرا فرس عیش

اللہ تجھے خیر سے کلکتہ سے لایا
با عزت و توقیر و بصد دسترس عیش

ق
تھے قبل سفر جلسے تری سالگرہ کے
نکلی تھی ہر اک شخص کے دل کی ہوس عیش

بعد اوسکے تری بازپسی کی ہین یہ دھومین
ہے جشن پس جشن تو ہے عیش پس عیش

ہے لائق شہ جشن تو شہ جشن کے لائق
ہے عیش کش شاد تو ہے شاہ کش عیش

سلطان دکن آئے خوشی خلق منائی
آواز یہ دیتا ہے نقیب جرس عیش

مین روح ہون کہتی ہی یہ باد طرب انگیز
مین ہون دم عیسی یہ ہی قول نفس عیش

حورین یہ دعا کرتی ہین اللہ سے ہر وقت
ہمکو بھی دکن تک کھنچ جو ہوسکے ہوس عیش

رہ رہکے اس اقلیم مین آتی ہے مسرت
ہر پہر ترے ملک مین ہی بازپس عیش

ق
جو اوسکے کہین سے تو کہین اور ہو آباد
تا ہو نہ پریشان یہ ہی نظم نسق عیش

جو دوستو نکے دل سے نکلتی ہی شب و روز
وہ رہتی ہی دعا کہ دلو نمین ہوس عیش

اللہ رے تری بخشش عام ای شہ فیاض
جو ہے وہ غنی سبکو ہے اب دسترس عیش

لغت ہو اگر لاکھ طرح کی کہین موجود
دیکھے بھی نہ اوس سمت یہان کی مگس عیش

ارس نام دیا

کس بھی لائق

انعام ترا رافع آز و طلب زر — اکرام ترا دافع حرص و ہوس عیش

گر عیش کو دنیا میں کمی زر کی ستاوے — بنجاوے ترا دست کرم دادرس عیش

ہر تن میں لہو تن کا ہے رنگ گل عشرت — ہر جسم میں ہر ایک نفس ہے نفس عیش

ہے غلغلۂ آمد شہ کوس مسرت — آوازہ خوشی کا ہے صدائے جرس عیش

پھر پایا تو پایا یہیں مخلوق نے آرام — پھر نکلی تو نکلی یہیں آکر ہوس عیش

کسطرح نہو امن کہ اقلیم سے تیری — کرتا ہے بدر دزد الم کو عسس عیش

نایاب ہے اب باد سموم غم و اندوہ — چلتی ہے زمانے میں نسیم نفس عیش

جو عیش ہے پریوں کو گلستان ارم میں — وہ عیش ہے اس عیش کے نزدیک اخس عیش

(حاشیہ: اخس بمعنی کمینہ ہے)

ہر روح ہر اک تن میں ہے آسودہ و بشاش — اوسکو قفس جسم ہے گویا قفس عیش

ق

سب چیز مہیا ہے مرے تو بھی اوڑا تیخ — جنت کی ہوس ہے عبث اے بوالہوس عیش

ہے نعمت جنت سے سوا ملک دکن میں — ایک ایک جو عشرت و ایک اک عدس عیش

ق

ہر شے کا سوا رتبہ زیادہ ہوئی عزت — توقیر فزا ایسی ہوئی بازبس عیش

تنکے کو بھی تنکا نہیں کہتا ہے کوئی آج — نام اوسکا بھی اعزاز نے رکھا ہے خس عیش

اعدا کو ترے قہر ہے گرداب مصیبت — ہے لطف ترا بہر احبا ارس عیش

(حاشیہ: ارس نام دریا ہے)

گر معرکۂ جنگ کی آندھی کہیں اوٹھے — تو ہے وہ جری سمجھے اوسے اک نفس عیش

ہے تیغ تری ایسی کہ جس تیغ کے آگے — دل ہی میں عدو کے رہی دل کی ہوس عیش

قطعہ تعریف اسپ

جاتا ہے جہاں اسکا قدم ہوتی ہے شنائی — ہے اشہب خوش گام ترا یا فرس عیش

یا ہے یہ نسیم سحر و باد بہاری
یا بوئے چمن نکہت گل یا نفس عیش

ہے فیل بھی تیرا وہ بلند اور مسعود
دیکھے سے بڑھے عمر بھی دسترس عیش

قطعۂ دعائیہ

اب خالق عالم سے دعا ہے یہ ضیا کی
جبتک ہے ترے فیض سے خلقت کو مس عیش

جبتک ہے بقا سے طرب و راحت و آرام
جبتک ہے زمانہ میں قیام فرس عیش

جبتک رہے آباد یہ انسان زمین پر
جبتک رہے انسان کو حرص و ہوس عیش

جبتک ہے جہان اور جہان میں ہے مسرت
تو مسند شاہی پہ ہو با دسترس عیش

اولاد تری شاد رہے فضل خدا سے
ہر ایک کا ہر ملک میں کھنچے فرس عیش

جو دوست ہوں پھل پائیں مزے لوٹیں خوشی کے
جنت کی ہوا سے ہو سوا ہر نفس عیش

اعدا کو سوا خار الم ہو نہ میسر
اس گلشن عالم میں کبھی ایک خس عیش

ق

دشمن ترے ناشاد ہوں احباب ہیں شاد
انکو ہو اگر عیش تو انکو ہو بس عیش

یہ اس سے رہیں زمین گو کبھی محروم
انکو نہ ہوی اور نہ ہو دسترس عیش

کھنچائے اونھیں دور فلک رنج پہ رنج
دے انکو خداوند جہان عیش پس عیش

پر آنکھ بھر وصل سے ایسکے رہیں مسرور
اعدا کو نہ ہو خواب میں بھی حس و ہوس عیش

جسطرح گذشتہ سے زیادہ ہے تجھے آج
آئندہ ہو اس سے بھی سوا دسترس عیش

رسا قصیدہ رباعیات از نتائج محمد وجیہ الدین صاحب ولد محمد بہاء الدین صاحب مرحوم ابن شیخ نصیر الدین خان بہادر مغفور

تہنیت سفر ہمایون

۱۳۱۷ھ

تاریخ ہجری

میر محبوب علیخان بہادر جمجاہ
سال فرخ برسا گفت سروش غیبی

بہر فتح و ظفر جانب کلکته رود
سفر شاه مبارک شود و نیک بود

۱۴ ۱۳ھ

تاریخ عیسوی

نیکو سفرت باد بشوکت یا رب
تاریخ رسا گوید علیلے آمین

باشی بکمال جاه و دولت یا رب
آئی بنجوشی ـ روی سلامت یا رب

۱۹ ع

خیر مقدم بادشاہی ـ

۱۴ ۱۳ھ

قصیده

الحمد لمن اظهر نعماه وانعم
سبحانك ما اعظم شانك که رنا

والمنة لله که عیش آمد و شد غم
شد عیش فراگرد جہان را خوش و خرم

در خنده ہر گل ز فراوانی عشرت
گل گل بشگفته دل پژمرده بلبل

ہر غنچه ز افراط مسرت شده بسم
سنبل شده آراسته با گیسوی پرخم

صد مژده بہار آمده از دہر خزان رفت
قربان توای آمد ایام مسرت

صد شکر که سرسبز بود گلشن عالم
گردم سرت ای رفتن دوران غم و ہم

صد شکر بخواب از بد و طالع بیدار
غارتگر دین آفت جان سفله ایمان

آمد نظرم ماه لقا نور مجسم
صد دل برد از دست بیک غمزه بیکدم

برق نگهش صاعقهٔ وادی ایمن — از نور رخ او برق سر طور مسلم

از گیسو و رخسار عیان تازه طلسمی — با هم سحر و شام شده چون خط توام

کرده دو جهان را نظرش بسمل و بیتاب — بسته دل و جان در گرهٔ گیسوی پر خم

چون یک نگه آید بسر من دیدمش اورا — سر تا بقدم شان خداوند دو عالم

بیتاب مرا کرد چو ارمان وصالش — در پاش بصد شوق سر انداخته آندم

گفتم که بده بوسه با آغوش بیایی — نوشان و بنوش از کف من باده و مادم

خندید و مرا گفت منم صورت مقصود — خواهی چو مرا کن صفت محسن عالم

در پرده نهان چیست عیان کیست چه پرسی — اوصاف ملایک همه در صورت آدم

رنگ چمن حسن گل گلشن خوبی — خورشید زمن ماه دکن مهر معظم

والا حسب اعلی نسب و نیک شمایل — خوش صورت خوش سیرت خوش خلق بهر دم

چون خلق خدا خلق نگوید کسی اوست — رزاقی خلاق من الله مسلم

اوصاف جمیلش بجهان شهرهٔ آفاق — اعطاف جلیلش پی هم دیده بهم

در دعوت گرزن که بکلکته شده بود — او رفت و بیامد بصد اعزاز در آندم

عشرتکده در شک چمن ملک دکن شد — از تهنیت مقدم سلطان مکرم

او هست سخی ابن سخی عادل و باذل — آوازهٔ جودش بزند خنده بحاتم

در شش جهت و عالم این شهره هزارش — یکتای زمان کرد خداوند دو عالم

ناطق چو خدا کرد مکن نطق دل آویز — خاموش نشینی تو چرا صورت ابکم

مداح چنین شو که شوی قابل مدحت — کن وصف کریمی که شوی خود تو مکرم

استی چو سخن سنج سخن گوی بمدحش — کن نظم قصیده چو در عقد منظم

گفتم بجوابش کہ شنو مطلع تازہ
در مدحت آن جان دکن آن شہ اعظم

مطلع

ای صاحب جود و کرم و غیرت حاتم
ای حضرت محبوب علیخان شہ اعظم

شد شہرۂ فیض تو جہانگیر بعالم
تو دافع شر ہستی و تو خیر مجسم

علم و عمل و حلم و تحمل خرد و فہم
داری ہمہ آنچہ کہ ضرورست بآدم

از اسم تو شد درہم و دینار گران قدر
از نام تو شد زیب نگین زینت خاتم

ہر ذرۂ خاک در تو روکش خورشید
گردون بزمین بوسی دہلیز شدہ خم

بینی ز صفائی دل خود آنچہ ندیدہ
از آئینہ و جام خود اسکندر و ہم جم

از بیم شود شل تو کہ حاسد و مکار
کے دیو سلیمان شود از دزدی خاتم

شمشیر گرفتہ چو روی جانب میدان
از خوف تو مریخ سر چرخ کند دم

مثل تو ندیدیم جوانمرد و سخی
در قصہ شنیدیم مگر جرأت رستم

از فضل خدا لطف تو ہر کس و ناکس
محسن ہمہ خرسند ز احسن بمقدم

شدہ بہرہ ور آن شخص کہ پیش تو رسیدہ
سیراب شد آنکس کہ در آمد بآب یم

بیگفتن سایل شوی آگہ ز سوالش
گویا کہ بحال دل او قلب تو ملہم

دانندۂ اوصاف تو ہر بندہ و من نیز
خوانندۂ الطاف تو ہر راجی و من ہم

تو چشمۂ خورشیدی و من ذرۂ ناچیز
از بزم تو محرومم و از لطف تو محرم

شافی است پئے درد دلم داروی لطفت
کافی است مرا منظر رحم تو مرہم

تو قبلۂ حاجات ہمہ محو طوافند
تو مرکز و گرد تو چو خط دایرہ عالم

سنجشی صفت مهر منور همه را نور — هر ساله و هر ماهه و هر روزه و هر دم

آن نور چه نور است فروغ کف جود است — چون معجزهٔ حضرت موسی نشود کم

بے رنج رسد گنج بهر ذره شب و روز — بنوازد مرا هم که هواخواهم و اخدم

هر خم نه همین زد لو گفتم گیر و مدد کن — تا بهر شود از لعل و گهر دامن عالم

بگذار رسا حسن طلب را و دعا کن — هان دست دعا دست طلب باکن ابندیم

عثمان علیخان که ولیعهد شه ماست — یارب صد و سی سال بماند خوش و خرم

هم هست دعایم که کف ظل الهی — چون تاج بود بر سر شهزادهٔ اکرم

یارب بجهان خضر صفت زنده بماند — محبوب علی شاه دکن عدل مجسم

تاریخ محمدی

محبوب علیخان بهادر شه آصف — در دعوت کرزن شد و آمد بشتابت

دل شاد شده گفت رسا این نو سال — ای آمدنت موجب آیین مسرت

۲۸ ۱۳م

تاریخ هجری

بادا از سفر الحمدلله — شه امیر محبوب علیخان

رسا گفته است این تاریخ نیکو — مبارک باد آمد ظل یزدان

۱۷ ۱۳ھ

ایضاً

بدعوت رفته نزد لارڈ کرزن — شه آصف بفضل ایزد آمد

رسا سالش دم رونق فزائی — سلامت رفته هم باز آمد آمد

۱۷ ۱۳ھ

ایضاً

بکلکتہ برفتہ در دکن باز — نظام الملک آصف جاہ آمد
رسا سالش شنیدم از دل خود — مبارکباد ظل اللہ آمد
۱۷ ۱۳ھ

اردو تاریخ محمدی

آئی تن میں دکن کے جان دکن — اور آنکھوں میں نور دل میں سرور
ای رسا لکھ محمدی تاریخ — ہو مبارک کہ آج آئے حضور
۲۸ ۱۳ھ

ہجری

ای رسا فضل خدا سے جس گھڑی — آئے کلکتہ کو جاکر شہریار
منہ سے قمری کے سنا بلبل نے سال — شہر گلشن بنگیا آئی بہار
۱۷ ۱۳ھ

ایضاً

خدا کے فضل سے دعوت میں جاکر لارڈ کرزن کی — دکن کو شاہ آئے آج ظل اللہ آئے آج
رسا تاریخ کا مجھکو خیال آتے ہی ہاتف نے — دیا مژدہ نظام الملک آصفجاہ آئے آج
۱۷ ۱۳ھ

ایضاً

سلطان دکن سکندر آئین — رشک جم و غیرت فریدون
جسکی صورت پہ حسن قربان — جسکی سیرت پہ خلق مفتون

فہم و خرد و ذکا پہ جسکے — صدقے ہوئی فطرت فلاطون
ہے گروہ شکوہ علم جسکا — جو فضل و کمال کا ہے گردون
ہر نظم میں نثر میں یگانہ — الہام خدا ہے جسکا مضمون
اللہ رے فصاحت و بلاغت — سحبان ہے قدردان طبع موزون
ہیں اہل فرنگ رائے سے دنگ — قانون میں جسکے خیر مشحون
عادل باذل کریم راحم — محسن جسکا زمانہ ممنون
چرخ رفعت کے مہر تابان — درج شفقت کے در مکنون
ذرہ جسکے عقب کا خورشید — قطرہ جسکے کرم کا جیحون
ہو عمر درازتر کی یارب — ہو شان و شکوہ روز افزون
حکم اسکا رواں ہو شش جہت میں — زیر فرمان ہو ربع مسکون
کلکتہ کو جا کے آرہے ہیں — صد شکر خدائے پاک و بیچون
جب سال ورود شاہ آصف — چاہا دل نے رسا کے [illegible]
ہاتف نے کہا کہ مژدہ اے دل — آئے ہیں حضور کی ہمایون

۱۳۱۰ھ

تاریخ فصلی

ہوا دل باغ باغ آیا گل باغ جہانبانی — گل مقصود سے اب بھر گیا دامن بہار آئی
ہزار و تمکین تری تاریخ فصلی ہی رسا ہی ایک — کہ یہ شہر دکن اب بنگیا گلشن بہار آئی

۱۳۰۹ ف

ایضاً

ولیسرائ ہند کی دعوت میں جاکر آ گئے — میر محبوب علیخان خسرو انجم سپاہ
آئی رسا تاریخ فصل خوب ہی تو نے کہی — آئے کلکتہ کو جاکر شاہ والا بارگاہ

۱۳ ف

نذر سلطان والا دودمان دکن ہ

۱۴ ۱۳ھ

لکھا تاریخ دربار شاہی — چو بہر نذر آصف جاہ آمد
رسا کن عرض دیدہ روی تہنیت — مبارک جشن عید الفطر باشد

۱۴ ۱۳ھ

رباعی

اعلیٰحضرت رہیں سلامت یارب — زائد ہو حشم بڑھے حکومت یارب
قائم رہے آباد رہے شاد رہے — یہ ملک یہ املاک یہ ریاست یارب

آمین ثم آمین

عظیم جناب نواب محمد عظیم خان بہادر نبیرۂ خاص نواب عظیم الدولہ بہادر ذوالفقار جنگ رئیس کرناٹک

عجب شہر ہے اور عجب شہریار — دل ہند میں ہے مقام دکن
نظارہ ہے مہرویوں کا دیدنی — کہ عیش بنارس ہے شام دکن
نظام دکن کی توجہ سے خود — نہو کسطرح انتظام دکن
خدایا رہے تا ابد و قیام — قیام نظام و قیام دکن
ملے لارڈ کرزن سے جاکر نظام — بڑھا اس سے وہ چند نام دکن
کہا دل نے از روئے دل عظیم — گئے اور آئے نظام دکن

۴ — ۱۳ ۱۳ھ

۱۶ ۱۳ھ

سخنی - رباعیات از جناب نواب امیر خیراتعلیخان صاحب یادگار خاندان خواجہ حمید رحیب علیصاحب آتش مرحوم

پرنور رہے رخسے مکان عالی
ہو صورت خضر عمر جاودان عالی
یہ آٹھوں پہر دل سے سخنی کی ہے دعا
شادان رہین صبح و شام بندگان عالی

رباعی

ہین شاہ دکن شعر و سخن مین یکتا
ہر بیت مین کیونکر نہو مضمون تازا
کیا فکر ہے کس حسن کی بندش ہے سخنی
جو دل سے سنیگا وہ پھڑک جائیگا

رباعی

کیا شاہ دکن آئے کہ دل شاد ہوا
سنسان تھا شہر خوب آباد ہوا
غم بنکے غبار دشت عالم سے سخنی
صد شکر ہے صد شکر ہے برباد ہوا۔

متین قصیدہ فارسی از جناب سید وزیر حسن صاحب الہ آبادی ساکن جلال کوچہ حیدرآباد

صبا گذشت خزان فصل نو بہار آمد
بگو بساقی مہوش کہ وقت کار آمد
بروی شاہد گلزار لالہ جام گرفت
شگوفہ شیشہ بکف سوی مرغزار آمد
کشید گل ز طرب جام صحت نرگس
ہوائے فصل بہارش چہ سازگار آمد
ز فیض باد اگر خار گل شود چہ عجب
کہ خشک ہیزم صحرا بہ برگ و بار آمد
سرایت نم وجودش بہار را بنگر
کہ خون تازہ برگہای کوہسار آمد
چہ یاسہا کہ ز فیض ہوانہ شد امید
چہ غنچہا کہ نشد گل نہ گل بہ بار آمد
چہ سحر کرد نسیم این بہ دو زلف عروس
کہ غنچہ نکہتش نافہ تتار آمد

اگر بہار باین فرّ و این سر و سامان — بخیر مقدم سلطان کامگار آمد
بخواند طوطی طبعم چه مطلعِ رنگین — که مرحبا ز لبِ مست و ہوشیار آمد

مطلع ثانی

نشنید خوش ز گلکتہ شہریار آمد — ہزار مژده بباغ دکن بہار آمد
مبارک ای گل و نسرین گلستان دکن — که شاه آمد و مانند نو بہار آمد
مبارک ای دکن ساکنان ملک دکن — که بوی خیر ز اوضاع روزگار آمد
بشارتی برسان ای صبا بہ خاص و عام — که آصفی چو سلیمان روزگار آمد
رواست گر چنین مژده بر فلک تازم — که شاه آمد برغم روزگار آمد
شہی که خاک درِ او ز بس تعلی جاه — برائے تارکِ خور تاج افتخار آمد
چگونه تابِ جلالش بیاورد مردم — که چون نگه ز جنبش رفت دانه دار آمد
بحیرتم که چه تمکین و این چه تاثیرست — به بین که شعلهٔ جواله را قرار آمد
روان خلق بدورش چرا نیاساید — که سایه اش همه الطاف کردگار آمد
چرا بسایه اش از عافیت نسبر نبریم — که عدل و رحم بدامانش پود و تار آمد
بہر زمین که نسیم لطف تو وزید — طبیعتِ گل تر در مزاج نار آمد
بخاصیت ہمه آتش مزاج شد کافور — سموم قہر تو ہر جا که شعله بار آمد
زمین ز ضربِ گرانِ تو بر قرار بماند — فلک ز بیم سنان تو بیقرار آمد
بفوج شاه مه و مہر نیزه دار شدند — وز یر صیغهٔ جوشن چو پیشکار آمد
ز تیغ لشکریانش تبرس ای گردون — که نیست این سپر نیلی تو کار آمد

زبان من نه اگر تیغ آبدار تو بود — چرا جهان سخن زیر اختیار آمد
ز جود بی حد تو چه شرح بنویسم — که الف را بمقام احد شمار آمد
ز خال دست سخای تو یافت این تأثیر — که صفر را پی افزاینده شمار آمد
اگر بمن نظر لطف او فتد چه عجب — که یک جهان ز کرامت وظیفه خوار آمد
من از کجا و ثنای شه دکن ز کجا — که مدح شاه دکن حسب اختیار آمد
بشرح متن ثنایش یقین نمی ارزد — اگر عدو ز او مستعمل بیشه و شکار آمد
دعای دولت سلطان خلاصه سخن است — که عدل گستر و بی مثل و با وقار آمد
دعا ز خالق اکبر عروج روز افزون — که او سزای همه اوج افتخار آمد

سیده جناب سید احمد صاحب دہلوی مؤلف فرہنگ آصفیہ وغیرہ

بحمد الحمد لله خوش سفرم باز آمد — منبع جود و سخا بحر کرم باز آمد
آنکه غائب ز نظر بود چو ماه گردون — زروش جلوه کنان در نظرم باز آمد
آنکه از فیض سحاب کرم و رافت او — شد دکن از قدمش رشک ارم باز آمد
اندران دم که لگدکوب تمنا بودم — شکر لله که آن تاج سرم باز آمد
ای رفیق دکن از قحط فراغت بادت — کابر بارنده دینار و درم باز آمد
شکر ایزد که ولیعهد بهمراهی شاه — بفراغت و سلامت بحرم باز آمد
بلده را از وسعه بوار بلند بود صدا — بود تاریک شب من قمرم باز آمد

ستیا سر بسجود آر بدرگاه اله
که شه با دعای سحرم باز آمد

شایق از جناب ابو السیحا السید اعظم علی رضا قادری نبیسهٔ نواب محبوب نواز الدوله بهادر مفتی اول بلده
درفارسی تلمیذ مولانا اثر کی صاحب

قطعهٔ اردو

اے شہنشاہ دکن ذی مرتبت — اے فہیم و عاقل و پر تمکنت
ہے دعا شایق کی افزون ہو مدام — حشمت و اقبال و جاہ و سلطنت

ایضاً

عالی ہمم شجیع و فریس و شہ دکن — لو آ گئے سفر سے وہی مجمع الصفات
ملک دکن میں اسلئے شایق ہر ایک جا — ہر روز روز عید ہے ہر شب شب برات

رباعی اردو

اے آصف ذیجاہ خوش اسلوب ہیں آپ — ہر برہمن و شیخ کے مطلوب ہیں آپ
کیونکر نہ شجاعت ہو جہان میں مشہور — اے شاہ دکن علیؑ کے محبوب ہیں آپ

قطعہ تاریخ اردو

نہ پوچھ اے دل تو مجھسے اشتیاق آمد سلطان — وہ صورت چاند سی دیکھوں مری آنکھوں میں نور آئے
جو کلکتہ سے آئے حیدرآباد دکن میں شاہ — کہی تاریخ شایق نے مبارک ہو حضور آئے

۱۳۰۹ ف

قطعہ تاریخ فارسی

آنکه در رتبه رشک خاقان است — وانکه در شوکت است همسر جم

آنکه در سیرت است ثانی ملک — وانکه در بخشش است ابر کرم

کیست یعنی نظام ملک دکن — گوهر تاج خسروان عجم

بانگ بر دید چون ز کلک ستم — با شراران نشاط جاه و حشم

کلک از مقدمش چو شادی کرد — گفت هاتف نظام سیف و قلم

۱۷ | ۱۳ | ۱۲

قصیدهٔ فارسی

۴

ای ثنایت برون ز امکان است — مدح و صفت نه تاب لسان است

گر کف جود تست ابر کرم — موج عدل تو بحر عمان است

چون نه آهو صفت رمد دشمن — بر سرت ظل شیر یزدان است

مینویسم ترا چو آصف جاه — چرخ گوید که این سلیمان است

تا عیان شد خدنگ هیبت تو — فتنه پنهان به چشم فتان است

چون تو دیدم نه در جهان فیاض — نسبت از حاتمت نه شایان است

روز رزم حریف در میدان — نصرتت یار و فتح اقران است

اختر بخت تو درخشان باد — شمس تا بر سپهر رخشان است

یاورت باد دست حق دائم — گر کفت یار با غریبان است

در جهان باش تا ولی عهدت — بر زمین تا فلک نمایان است

لطف فرما بحال مشتاق زار

کاین دعا گوئیت از دل و جان است

شوق - جناب غلام محمد رضا صاحب حیدرآبادی صیغه محکمه معتمد عدالت و کوتوالی

سحر از بانهٔ نوی شده تو برقص چرخ کهن درا
بنوای مطرب خوش نوا بسر بزم ساقی من درا

تو بهار گلشن آرزو دل نخل بند اسیر تو
به نسیم کاکل مشکبو بفضای صحن چمن درا

به نگاه ناز خرد ربا به ادای غمزهٔ دل فزا
بخمار نرگس فتنه زا بشکست سیب ذقن درا

به چمن تو مرغ چمن مرو همی گویمت سخنی بشنو
بخوشی ز جامه برون مشو به روا همی که بمن درا

رخ صاف آئینه در نظر و عکس [illegible] نگر
ز خطای اهل حلب گذر بسواد ملک ختن درا

همه تن فدای تو جان فدا همه راست [illegible]
تو بسان جان و روان ما بدکن جد بدکن درا

تو مراد حاذق جزو کل بود از تو رونق جام مل
چو نسیم صبح بهار گل بچمن درا بچمن درا

قد و قامت تو دلا چنبر تو شاخ دهر همی ثمر
بسریر ملک نکو اثر بطراز شمع و لگن درا

بود از تو رونق ملک و دین شود باد فضل خدا آفرین
تو بکامیابی دلنشین بمیان ملک دکن درا

تو خجسته گوهر آدمی بخصال گرچه فرشته
بسفر چنان بجو گفتنی که بیان بیان بوطن درا

تو ضیای محفل خسروی تو فروغ شمع سکندری
بسرو ترا همه سروری نه به خسرو و سکندرا

ز سفر گرفته ظفر شگون همه دشمنان تو سرنگون
ز تو جلوه‌ها به برون درون ز شکوه جم بوطن درا

بتو آنکه ظل خدا توئی همه سایه تو بسر نوا توئی
بجلوس گاه شهنشهی چو همای سایه فگن درا

ظفر و طلب بسر کاب کن تو بیابی خصم خراب کن
بگشاد کار شتاب کن چو علی قلعه شکن درا

تو شه ستوده خدا احسنا چه کند [illegible] و دعا
بمصاف کن تو سکندرا بگلوی خصم کمندرا

همه زیر حکم جهانیان که شده است نام تو نقش جان
بسر تاج و خاتم خسروان چو نگین لعل یمن درا

[illegible]
همه جمع گرد [illegible] تو [illegible] در عدن درا

ہمہ بہر مقدم تو شہا ئی شوق دیدہ ہا کردہ وا — تو طفیل حضرت بو العلا بدعای شاہ حسن درا
گہر سخن ز تو چیدنی ہمہ منتظر بہ شنیدنی — عجب از تو شوق نگفتنی بشکست قفل دہن را
لب ز سکوت و خموشیا چو عطا شدہ است بیان ترا — سر بزم اہل سخن سرا بہ سخن درا بہ سخن درا
ہمہ دف زنان ہمہ صف زدہ کہ شدند جمع بیکدہ — بخدا زمانہ نوی شدہ تو برقص چرخ کہن درا

خلیل از جناب حاجی محمد ابراہیم صاحب خانساماں مشیر خاص سرکار

شاہ آصف پہ ہے خواجہ کی عنایت کیسی — ملکی دونوں جہاں کی انھیں نعمت کیسی
روشنی تیری ہے اے شمع ہدایت کیسی — آج کافور دکن سے ہوئی ظلمت کیسی
شاہ آصف کو رعیت سے ہے الفت کیسی — فضل ایزد سے ہے سر سبز ریاست کیسی
دل ہی واقف ہے کہ ہوتی ہے قناعت کیسی — یہ جو ہو جود ہو پھر خواہش دولت کیسی
تو نے مخلوق پہ بیحد جو کئے ہیں احسان — دیکھ تو تجھ پہ ہے اللہ کی رحمت کیسی
یہ غریبوں کی دعاؤں کا اثر ہے کہ نہیں — تیری بنگال میں ہوتی رہی عزت کیسی
تو نے جو کام کئے نیک کئے دنیا میں — تیری مشہور جہاں میں ہے حکومت کیسی
شاہ آصف کے جو آنیکی خبر سنلی ہے — شاد و خرم نظر آتی ہے رعیت کیسی
شکر اس نعمت بیحد کا کروں کیونکر خلیل — پائی اس عہد ہمایوں میں ہے راحت کیسی

جلی۔ از جناب نواب میر مصطفی علیخان صاحب ہمشیرزادہ نواب حیدر نواز جنگ بہادر [illegible]

رباعی

سلطان دکن آئے بڑی عزت سے — کس شان سے کس جاہ سے کس شوکت سے
اقبال و ظفر دو نو جلو میں ہیں جلی — نکلا تھا سکندر بھی نہ اس حشمت سے

از جناب ابو الفیض محمد [illegible] تلمیذ الانا کی طبع در ثنائے طلعت نتیجہ خان موسوی مجاز بالمیر الشعرا پاکا خان حضرت فردوسی طوسی رحمۃ اللہ علیہ

رسید مژدہ بگوشم کہ شہریار آمد ‏ ‏ ‏ زسیر ہند شہنشاہ ذی وقار آمد

منال ای دل بیمار کز برائے شفا ‏ ‏ ‏ ز اوج چرخ مسیحائے روزگار آمد

نہفت ماہ رخ خود ز بدر سیمایش ‏ ‏ ‏ خجل ز عارض او مہر تابدار آمد

دو نیم فرق حسودان نہ چون کند ضربش ‏ ‏ ‏ کہ کم نہ تیغ کف او ز ذو الفقار آمد

ز دست خویش بہ ہر مرہمی نہاد نظام ‏ ‏ ‏ ز تیغ ظلم بہ پیش چو دلفگار آمد

کدام چون تو شہا شاہ نامدار آمد ‏ ‏ ‏ کدام مثل تو در دہر تاجدار آمد

زہے زمانہ عدل تو ای خدیو جہان ‏ ‏ ‏ بجز طلب کہ مرا یار در کنار آمد

زہے زمان سیاست کہ برگ گل گردید ‏ ‏ ‏ بپائے دشت نوردی چو نوک خار آمد

ببزم شاہ کنون این غزل بخوان طلعت ‏ ‏ ‏ کہ نغمہ سنج نہ چون تو یک از ہزار آمد

غزل

اگرچہ بعد خزان در چمن بہار آمد ‏ ‏ ‏ مگر نہ بر سر بالینم آن نگار آمد

ز غمزہ گاہ تفنگے زند گہے تیرے ‏ ‏ ‏ کدام جور نہ بر من ز دست یار آمد

نہ مثل لعل لب تو عقیق در یمن است ‏ ‏ ‏ نہ ہیچو کاکل تو مشک از تتار آمد

خدائے را ببوے عاشق ای صنم بنگر ‏ ‏ ‏ ز راہ دور کہ پیش تو اے نگار آمد

بجز تمنا تمام شکایت دلدار ‏ ‏ ‏ اگرچہ در لب بسیار انتظار آمد

چگونہ مست نباشم ز چشم میگونش ‏ ‏ ‏ کہ کس نہ از در میخانہ ہوشیار آمد

چو داغہائے غمت را شمردم ای مہوش ‏ ‏ ‏ فزون ز انجم افلاک در شمار آمد

ببینہ تیر نگاہش خورم غزال صفت ۔۔۔ شنیدہ ام کہ سوارم پئے شکار آمد
بیا بشوق بگو بار دیگر اے طلعت ۔۔۔ ہزار مژدہ کہ از ہند شہریار آمد
کنم نثار دل و جان چو عاشق جانباز ۔۔۔ بران سبب کہ از و شاہ این دیار آمد

سخنہا از جناب میر پرورش علیخان صاحب نضا آنریری مجسٹریٹ ضلع اطراف بلدہ خلف و شاگرد جناب نجم صاحب

خوش خلق خوش اخلاق سکندر حشمت ۔۔۔ حاتم کا ہے کیا ذکر یہ ہیں ذی ہمت
یہ بحر سخاوت ہیں سچا کیا کہنا ۔۔۔ سایل کو غنی کرتے ہیں اعلیحضرت

سلام از جناب سید خواجہ معین الدین صاحب چشتی صیغہ دار محافظی محکمہ ناظم ٹھیکہ جات ملک سرکار عالی

ہر دم خیال ساقی عالیمقام ہے ۔۔۔ منہ سے لگا ہوا مئے کوثر کا جام ہے
دل مست تیری یاد میں ساقی مدام ہے ۔۔۔ محفل میں اپنے دور مئے لالہ فام ہے
اے غم ہو دل سے دور کہ تجکو سلام ہے ۔۔۔ اب ہمکو اپنے شاہد عشرت سے کام ہے
کیا جانفزا یہ ملک حضور نظام ہے ۔۔۔ عیش و نشاط ہی میں بسر صبح و شام ہے
ہر ایک دل نسیم طرب سے ہے باغ باغ ۔۔۔ ہر سمت ہر زبان پہ عشرت کا نام ہے
آئینہ کھنچی جاتی ہے مخلوق دیکھئے ۔۔۔ ملک دکن میں آج بڑی دہوم دہام ہے
ملک و رعیت سب سے شادان ہے دکن ۔۔۔ آیا وہ جسپہ عظمت شاہی تمام ہے
ہر اک طرف مراجعت شاہ کا ہے جشن ۔۔۔ ہر کوچہ دکن میں نیا انتظام ہے
اوڑنا وہ تیر گونکا چراغونکی وہ بہار ۔۔۔ دن ہے جو روز عید شب قدر شام ہے

قطعہ

ہاں عندلیب نطق سنبھلکر چہک ذرا
اے خامہ سر سے چل یہ ادب کا مقام ہے

اے فکر آج جودتِ طبع رسا دکھا
مدنظر مدیح شہ خاص و عام ہے

وہ کون بادشاہ دکن کعبۂ اُمید
محبوب خاص شیر خدا جنکا نام ہے

ملکِ دکن ہے عدل سے امن و امان کا گھر
باقی ہے خلق چین عجب انتظام ہے

سارے یلان دہر شجاعت سے دنگ ہین
ذات اسکی رشک رستم و سہراب و سام ہے

جسدن سے انکا رعب بنا شنجۂ دکن
یا لسنے فریب جعل کا معدوم نام ہے

ظالم کا نام صفحۂ ہستی سے مٹ گیا
اس دور مین تو دل بھی دکھانا حرام ہے

عقل و خرد جو انکے مشیر و ندیم ہین
حق ہے معین فتح مدار المہام ہے

ہمکو یہ مدح ظل خدا سے شرف ملا
ہر بیت اس قصیدہ کی بیت السلام ہے

بس اے سلام روک قلم کر دعاے شاہ
خاموش کیون ہے یہ دم ختم کلام ہے

کر عرض بارگاہ خدا مین کہ اے مجیب
جب تک کہ آسمان و زمین کو قیام ہے

جب تک کہ مہر و ماہ سے گردون ہے جلوہ گر
جب تک جہان مین حسن و محبت کا نام ہے

آصف ہو زیب تخت حکومت بہ کر و فر
ہندوستان مین اک یہ شہ خاص و عام ہے

بہر حبیب پاک عطا ہو نظام کو
یارب جو عمر خضر علیہ السلام ہے

لمعہ از جناب سید نواب حسن علی خان فرزند حضرت میر کاظم علیخان شعلہ مرحوم

اسکندر اور آئینہ جم اور جام ہے
ہم اور یادگار ہمارا کلام ہے

ہر بزم مے سے آج صراحی و جام ہے
ساقی کا دور دور ہے دور مدام ہے

پیر مغان کا بادہ کش و اذن عام ہے
زہد و ورع کی شیخ کی ترکی تمام ہے

اب مسکشی بجاے نماز و سلام ہے
سب رند مقتدی ہین تو ساقی امام ہے

ہمکو تو شغل بادہ کشی صبح و شام ہے
ذکر حلال اور نہ فکر حرام ہے

رندون کو خدا وسط مین اب کلام ہے
منطق مین انکی طفرہ جائز مدام ہے

خلق خدا کا چار طرف ازدحام ہے
آئے حضور بلدہ مین کیا ہجوم عام ہے

کیا عظمت و جلال ہے کیا احتشام ہے
کس کروفر سے آمد شاہ نظام ہے

سامان انبساط کا یہان اہتمام ہے
مسرور اس نشاط سے ہر خاص و عام ہے

امن و امان ہے چار طرف انتظام ہے
فضل خدا سے کیون نہو ملک انتظام ہے

خلق خدا مین ظل خدا انکا نام ہے
اب اور کیا کہون کہ ادب کا مقام ہے

عاجز ثناے شہ سے زبان لا کلام ہے
بس اب دعا پہ اپنا سخن اختتام ہے

ق

جب تک زمین پہ چرخ کو یارب قیام ہے
جب تک کہ مہر انور و ماہ تمام ہے

یارب جہان کو تا کہ ثبات و دوام ہے
قایم رہین حضور دعا صبح و شام ہے

کس منہ سے مدح شاہ کرین لمعہ ہم ادا
ہم کیا ہین اور کیا یہ ہمارا کلام ہے

رباعی از جناب حکیم میرزا علی رضا صاحب فرزند میر کاظم علیخان شعلہ مرحوم

ہزار شکر بسوے چمن بہار آمد
ہزار مژدہ بباغ دکن بہار آمد

بیار بادہ کنون ساقیا بہار آمد
بشارتست کہ در شہر شہریار آمد

ایاز آمدنش وقت نو بہار آمد
کہ آب تازہ بجسم بروے کار آمد

ہزار مژدہ بباغ دکن بہار آمد
کہ از سفر شہ ما شاد و کامگار آمد

بعز و شان کہ رسیدہ است تا بکلکتہ
بملک خویش بان جاہ و با وقار آمد

سزد چو فخر کند ملک و اہل ملک مدام — کہ شاہ آصف با فخر روزگار آمد

شہے کہ بہر محبان خویش فضل آلہ — برائے دشمن خود ہیچو ذوالفقار آمد

نظام دولت ملک دکن نظام الملک — بعدل و لطف و سخا فضل کردگار آمد

مبارک است ملاقات کز نشش دایم — کہ رفت با حشم و جاہ و کامگار آمد

ز روشنی و کمان و بہ جشن آمد شاہ — دکن چو باغ ارم و رشک صد بہار آمد

سفر وسیلۂ فتح و ظفر بہ شاہ دکن — بود بدولت و اقبال یادگار آمد

ہمیشہ تا کہ بود این قیام ارض و سما — بہ شاہ آصف با جملہ سازگار آمد

بنام شاہ دکن باد و تخت ملک دکن — کہ کامیاب بذاتش امیدوار آمد

بیافت بزم سخن رونقے دیگر — کہ سرپرست مہاراجہ پیشکار آمد

ایضا اردو

مست مئے سرور ہر اک خاص و عام ہے — جشن ورود شاہ ہے عید صیام ہے

کلکتہ کا سفر یہ ہوا باعث ظفر — بخت دکن کو فخر کا حاصل مقام ہے

وہ شاہ جسکے جود و سخا عدل و داد کا — شہرہ جہان میں ہند سے تا روم و شام ہے

بخشش سے انکی ہے یہی ورد زبان خلق — حاتم بھی انکے در کا اک ادنے غلام ہے

وہ شاہ جو کہ علم و ہنر میں ہے لاجواب — شاہان اسلف سے فریدون جسکا نام ہے

یعنے کہ شاہ آصف سادس جم اقتدار — فتح و ظفر رکاب میں جنکے مدام ہے

آئے ہیں اب مظفر و منصور و کامیاب — ہر ایک جان نثار یہاں شاد کام ہے

ہے روشنی سے ملک دکن رشک مہر و ماہ — شرمندہ و خجل فلک سبز فام ہے

نصب کہاں دہ روشنی و جشن جا بجا — شہ کے ورود خاص کا کیا انتظام ہے

مداح شاہ ہین یہی کافی ہے افتخار
بے مدح شاہ زیست ہماری حرام ہے

لے رعد ہمکو مصرعِ عنیقم ہے یادگار
آئے حضور بلدہ مین کیا دھوم دھام ہے

از جناب رسوا صاحب حیدر آبادی

جاتے ہین ہندوستان کو خسرو ملک دکن
ہر قدم پر لیسنے ظفر لے فتح بسم اللہ کہہ

فکر تاریخ سفر رسوا نے مجھے ہے کسلئے
سوئے کلکتہ سدا ہے شاہ آصفجاہ کہہ

١٣ ١٧

تاریخ مراجعت

زبان پہ اہل دکن کی ہر دم یہی صدا ہو خوشی ہیجم
حضور آئے حضور آئے نظام آئے نظام آئے

یہ ایک مصرعہ مین ہینے رسوا کہی ہین تاریخین عجائب
مبارک آنا نظام آئے حضور عالیمقام آئے

١٧ ١٣ ١٧ ١٣

دیگر

الحمد للہ کہ کلکتہ سے
شاہ تشریف دکن کو لائے

سال تاریخ کہا رسوا نے
شاہ و شہزادہ بخیر آئے

١٧ ١٣

دیگر

دی تھی دعوت لارڈ کرزن نے نظام الملک کو
رونق افزا اسلئے آصف ہوئے ہندوستان

وہان سے جب واپس ہوئے تاریخ رسوا نے کہی
آئے کلکتہ کو جاکر شاہ والا بارگاہ

١٧ ١٣

دیگر

مبارک ہو رعایا کو مبارک
کہ کلکتہ سے شہ تشریف لائے

کہی رسوا نے کیا تاریخ نادر
بعون اللہ نظام الملک آئے

١٧ ١٣

دیگر

خدایا ترا شکر کلکتہ سے	مع الخیر سرکار آئے وطن مین
پڑہین نکتہ دان مصرعۂ سال رسوا	نظام و ولیعہد آئے دکن مین

دیگر

مبارک آئے کلکتہ کو جا کر	شہنشہزادہ و ظل الٰہی
ولیعہد و نظام الملک جسدم	دکن مین آ گئے تاریخ نکلی

دیگر

ہوے کلکتہ سے واپس جو حضور پرنور	پڑ گئی قالب بے جان رعیت مین جان
یہنے تاریخ نکالی ہے یہ بہی رسوا	آئے الحمد للہ شہنشاہ جہان

دیگر

خوشا حیدرآباد و آرایش اش	خوشا آمد شاہ والا تبار
خوشا مصرعۂ سال رسوا خوشا	ز کلکتہ آمد دکن شہریار

دیگر

کرین اہل دکن جشن خوشی ہر جا	مبارک ہو مکان واپس حضور آئے
میسحی سال بہی رسوا نے لکہا ہے	سفر سے شادمان واپس حضور آئے

دیگر

آئے جب ملک دکن مین کامیاب و کامران	میر محبوب علی شاہ دکن ظل الٰہ
مصرعۂ تاریخ فضلی خوب رسوا نے لکہا	آئے کلکتہ کو جا کر شاہ والا بارگاہ

حافظا از جناب سید یوسف علی صاحب خوشنویس

بسبب رفت خزان موسم بهار آمد ... شگفت غنچه بباغ دکن هزار آمد

رسان تو پیک صبا عندلیب غمگین را ... هزار مژده بباغ دکن بهار آمد

بهر نواح نواے سرور در جوش است ... بهر زبان که ز گلگشت شهریار آمد

بشاخ سرو نگر نغمه سنجی قمری ... بوجد و رقص هر اک شاخ میوه دار آمد

جلوس رهگذرش دیده حور از جنت ... طبق طبق ز گل تر پئے نثار آمد

رسید باد بهاری و رفت بست خزان ... مگر بشاخ شجر نغمه خوان هزار آمد

باهتمام صفائی و شوق آمد شاه ... هوا ز ابر ز بس بست بقرار آمد

وزید باد بهاری خیابان باغ دکن ... هزار بار به یک شاخ خشک بار آمد

گشت راه مسیر کثرت خلقت ... فلک به چار کمان رفته چار بار آمد

ز خانه گشت بهان خلق جهان از شادی ... به مژده آمد شه در زمان که تار آمد

برفت گاو سفر هیچ شور درخشان رو ... چو گشت باز چه گوییم که با بهار آمد

به فلک کار عزیمت گماشت خسرو ما ... بیان زبیده باقبال پیش کار آمد

بعزا بشکر الهی زبان نه بکشاییم ... فتح رفته شهنشهم ز افتخار آمد

براے قلع مخالف خوشا شه محبوب ... بنام پاک علی امثل ذو الفقار آمد

بهجر نوشته با دل اهل خلق که بود ... ترا چو دید کنون در دلش قرار آمد

بداد با همه مخلوق رس و حافظ باش ... کرد زندگی بجنبش خشک سال بار آمد

غزل اردو

جو دو سخا میں شاہ وہ مشہور عام ہے ... حاتم بھی اوسکے سامنے ادنیٰ غلام ہے

ہمت روشنی کا بڑا اہتمام ہے ... آئے حضور بلدہ میں کیا دھوم دھام ہے

باندے پرے کہڑے ہین سوار وان نے چوطرف
پولس کا اوسپہ جس سے اک اہتمام ہے

باموریکدے ہین چلے دور ہین دور
گردش ہین کیا پڑا ہوا ہر سمت جام ہے

لاکہون ہے خلق بہر تماشہ کہڑی ہوئی
کوئی زمین پہ کوئی تو بالائے بام ہے

پیر مغان بہی اپنے سے باہر ہو شاد شاد
بہر بہر کے دیتا جاتا صراحی سی جام ہے

حیرت سی پوچھتا ہوا پہرتا ہے یون فلک
کیا آ گئے حضور جو یہ اژدہام ہے

رکہے خدا ہمیشہ سلامت تمہین حضور
یہ ذوات سے تمہارے ہی سب انتظام ہے

انصاف مین نظیر نہین اوسکا ہے کوئی
ہر ہر زبان پہ ذکر ہے کیا نیکنام ہے

خوان کرم پہ کچہہ بہی نہین اوسکے روک ٹوک
تحقیق کا گذر نہین یہان اذن عام ہے

ہو عمر مین ترقی میرے بادشاہ کے
اوسکے لئے دعا یہ میری صبح و شام ہے

قاصر زبان ہے وصف مین بادشاہ کے حضور
حافظ غزل سناتا ہے کرتا سلام ہے

رفیق - جناب شیخ ملک قادر صاحب اہلکار محکمہ انسپکٹر جنرل اسٹامپ کے جناب حبیب صاحب شاکر کو

ہر سمت اے رفیق یہی شور عام ہے
کلکتہ سے ورود حضور نظام ہے

دریا ہے فیض ملک حضور نظام ہے
بخشش ہمارے شاہ کی دنیا مین عام ہے

ملتی ہے بارگاہ خدا سے انہین مدد
انپر ہمیشہ سایہ خیر الانام ہے

ملک دکن ہمارا کرم سے ہے باغ باغ
ہر ایک کو خوشی و مسرت سے کام ہے

جود و کرم سے نے بندہ احسان بنا لیا
ہر ایک دل مین الفت شاہ نظام ہے

کیونکہ نہ اپنی جان رعیت کرے نثار
انکو فلاح خلق سے ہر روز کام ہے

خاموش اے رفیق کہ ہو مدح شاہ کیا
تو بینوا ہے وہ شہ عالی مقام ہے

لازم ادب ہے لکہکے دعا اسکو ختم کر
طول کلام باعث سودائے خام ہے

کر عرض تا بہ حشر وہ آبادیان رہے
یارب ہر ایک قلب مین جبکا مقام ہے

شمیم۔ جناب عبد الجبار صاحب قنوجی تلمیذ جناب رسا صاحب حیدر آبادی

نظام الملک آصف جاہ سادس — ہوئے رونق فزا با جاہ و اقبال

شمیم اب فکر کیوں تاریخ کی ہے — خوشی سے آئے شہ آج آ کے ہر سال

۱۳۱۷ھ

جناب مولوی محمد سلیمان صاحب مہدی تلمیذ [illegible]

سفر کر کے آئے جو با صد نشاط — نظام دکن شاہ عالیجناب

کہا سال تشریف مہدی نے یہ — قدوم نظام دکن با صواب

۱۳۱۷ھ

قمر۔ جناب محمد کریم حسن خان صاحب تحصیلدار تعلقہ یوکنڈہ ضلع [illegible] تلمیذ [illegible]

لکھتا ہوں یہ حکایت نادر کہ حسین ہے — کل حالت سفر شہ عالی مقام کی

نواب ویسرائے نے کلکتہ میں بدل — دعوت عجیب لطف سے کی ہے نظام کی

جام سلامتی کو اوٹھایا حضور سے — اور دل سے دی دعا یہ بڑی دھوم دھام کی

روشن رہے یہ نام گرامی حضور کا — قائم رہے مدام ریاست نظام کی

بلدہ میں خیریت سے بحکم خدا ہے آپ — دیکھو وہ آگئی ہے سواری نظام کی

ید اللہ۔ جناب سید ید اللہ محمد الحسینی صاحب

سپہ سفر بسلامت روی سپاہ و رفاہ — تو با مراد بیائی و دشمنانت خوار

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

بیا بکام دل از اقتدار ملک بر آمد

۱۳۱۷ھ

سعید از جناب میرزا غلام عباس صاحب اہلکار محکمۂ عدالت وکوتوالی و امور مذہبی و کار سرکار عالی صیغہ کورٹ آف وارڈز تلمیذ جناب سخیؔ مدظلہا

رباعی

اس شاہ اولوالعزم کی شان و شوکت
وہ دبدبہ و جاہ وہ عالی ہمت
پھر حوصلہ کب میرا ہے کیا منہ ہے سعیدؔ
تحریر کروں جو وصف اعلیٰ حضرت

قطعہ

نہ دیکھا زمانے میں آج تک ایسا
غریب پرور و فیض بخش و خیر خواہ دکن
دعا خدا سے یہ دن رات ہے سعیدؔ مری
جہاں میں شاد رہے حشر تک یہ شاہ دکن

غزل

شکر خدا کہ بانی مری اوسکا نام ہے
فرمانروائے ملک دکن جو نظام ہے
ہیں فلک بھی تابع فرمان مدام ہے
فضل خدا سے آپکا وہ احتشام ہے
خود شنگرازشہ کا فریدون سا حکمران
دارا لقب ہے جسکا وہ ادنی غلام ہے
والی دکن ہے دیکھے قابل جہان میں
انصاف و عدل و جود و سخا انتظام ہے
فضل خدا سے خوش ہیں شاہ دکن سعیدؔ
وردِ زبان وظیفہ یہی صبح و شام ہے

وفا از جناب محمد طفیل علی صاحب خلف منشی محمد لائق علی صاحب صدر دفتر صیغۂ عدالت دیوانی بلدہ

تلمیذ حضرت سخیؔ صاحب

رباعی

ایسی نہ زمانے میں سخاوت دیکھی
جز شاہ دکن ایسی نہ ہمت دیکھی
یوں تو ہیں سبھی اور سلاطین وفاؔ
ایسی نہ مروت نہ لیاقت دیکھی

ایضاً

کلکتہ سے آتے ہین شہ خوش اقبال | سلطان دکن ظل خدا ہے پئے استعمال
ہمراہ جلو مین رہین اقبال و حشم | نصرت سے کہو جائے پئے استقبال

غزل مدحیہ

کیونکر تیری ثنا ہو تو اعلیٰ مقام ہے | مین کیا ہون کیا زبان ہے میری کیا کلام ہے
ہر سمت دیکھتا ہون بہت انتظام ہے | کیا آج آمد شہ والا مقام ہے
جلسے کہین ہوے ہین تو کہین ناچ رنگ ہین | جس گہر مین آج دیکھئے لبریز جام ہے
ہر میکدے پہ بہیڑ ہے رندون کی آجکل | ملتی ذری جگہ نہین اک اژدہام ہے
تاخیر ہے کے دیتے نہین ساقی عبث ہے آج | ہان جلد دور دے کہ خوشی کا مقام ہے
کیا محتسب کا خوف ہے رندو پیو شراب | دن جشن کے ہین یہ نہین ماہ صیام ہے
نعلین بجاتے ہین خوشی سے جوان و پیر | کیونکر نہ دل کو رقص ہو گردش مین جام ہے
دیکھا نہ کروفر کبھی ایسا جہان مین | ابکے جو اہتمام ہے جو انتظام ہے
ہر روز روز عید ہے ہر شب شب برات | آئے حضور بلدہ مین کیا دہوم دہام ہے
جو آرزوے دل ہے وہ برآئیگی ضرور | جو چاہیے مانگ لیجئے دربار عام ہے
کیا فکر مجھکو رزق کی پہونچیگا خود بخود | مین مدح خوان شہ ہون ثنا میرا کام ہے
قدمون سے شہ کے لگی ہوی دولت زہی نصیب | اقبال اُنکے در کا مدار المہام ہے
رائج رہے الٰہی یہ ساری جہان مین | جاری یہانکے سکے ہین جو اُسکا نام ہے
تابندہ اُنکے بخت کا اختر رہے مدام | اپنی دعا خدا سے یہی صبح و شام ہے
مجھکو نہین ہے طول کلامی سے کچھ غرض | وقت دعا ہے اور غزل بھی تمام ہے

ق

جب تک کہ مہر و ماہ کا ہے نور جلوہ گر | جب تک کہ اس زمین پہ فلک کا قیام ہے
آب بقا کا نام ہے جب تک جہان مین | جب تک کہ عمر خضر علیہ السلام ہے
سبکی یہی دعا ہے الٰہی قبول ہو | قایم رہے مدام جو شاہ نظام ہے
آباد حشر تک رہے ملک انکا ای وفا | خادم ہین ہم دعا ہی دل سے مدام ہے

رسا جناب میر غلام علی صاحب تحصیلدار سابق اضلاع سرکار عالی

حضور عزم سفر پر جو بالضرور آئے | نوید نصر من اللہ و الغفور آئے
سوار مرکب نصرت پہ جب ہوئے سرکار | ان فتح تھے ضامن کہ با سرور آئے
جلال و شوکت و اقبال ہمرکاب ہوئے | دعائے خلق کے جوق سپہ وفور آئے
سوے دکن سے جو رونق فزائے کلکتہ | وہان کے لوگ بدست دعا شکور آئے
نظر بہ شوکت و شان نظام افسر ہند | بہ رسم پیش قدم چل کے دور دور آئے
بجوش شوق کہا ویسرائے نے ہاتھ ملا | خوشا نصیب ہمارے یہان حضور آئے
دیا زبان ستائش سے ویسرا اسپیچ | نظام ہند کے تارون مین مہر نور آئے
بجوش دل ملکہ نے کہی کہ آصف جاہ | محب وعدہ وفا صادق الامور آئے
رہی ہے ہمارے ملک و ویسرائے سے ہم رائے | مشیر عاقل و لقمان بھی نا تجور آئے
رئیس و والی و محبوب خلق ظل اللہ | ہزار شکر کہ با نصرت و ظفور آئے
خدا دراز کرے عمر شاہ آصف کی | بعیش و امن ہزاران سنہ و شہور آئے
دعا ہے میر غلام علی رسا یا رب | ہو مستجاب و مراد دلی ظہور آئے

خاکی جناب سید نصیر الدین صاحب ملازم نواب شمس الملک بہادر

جب سے مرید پیر مغان کا غلام ہے — کعبہ سے ہے غرض نہ کلیسا سے کام ہے
جب سے کیا سفر شہ آصف نظام ہے — نصرت کیساتہ شہرۂ آفاق نام ہے
ایفا کیا جو دعوت کرزن کو شاہ نے — دنیا مین اس خوشی کی بڑی دھوم دھام ہے
ہے ہمکو صبح و شام حصول ثواب حج — ہر طرف دل زیارت بیت الحرام ہے
کرتا ہون سیر عشق مین ظلمات و نور کی — رخسار زلف پیش نظر صبح و شام ہے
کیا خوف حاسدون سے ہے آصف نظام کو — حامی ازل سے رحمت خیر الانام ہے
ہر دم مزے اوڑاتے ہین عہد شباب کے — شیشہ بغل مین ہاتہ مین صہبا کا جام ہے
جلنے مین کائنات جہان کے یہ خاک کیا — سبکو فنا ہے باقی وہی ایک نام ہے

جلا جناب منشی محمد غوث صاحب خلف منشی محمد وزیر مرحوم تلمیذ جناب سخی صاحب حیدرآبادی

جسکی زبان پہ ورد محمد کا نام ہے — اوسکا کلام صل علے کیا کلام ہے
ساقی پلا شراب خوشی کا مقام ہے — جشن ورود خسرو ذی احتشام ہے
کس شاہ کے ورود کا پھر انتظام ہے — کیون غل مچا ہے شہر مین کیون دھوم دھام ہے
دل عید کا ہے جمع مین رندان بادہ نوش — ساقی شراب خانے پہ اک اژدہام ہے
ایمان وہ بیخودی ہے محبت مین ان دنون — مین کیا کہون کہ کون ہون کیا میرا نام ہے
جلا رہا ہون نشہ مین ہر دم علی علی — میرے زبان پہ ساقی کوثر کا نام ہے
پہلی وہ [illegible] — اس شہر کے نظام کا کیا انتظام ہے

آرام سے گذرتی ہے مخلوق شاد ہے — غم جسکو لوگ کہتے ہین وہ کسکا نام ہے

اے مرغ دل نہ پھنس کبھی پھندے مین عشق کے — زلفِ رسا کا ہاتھ مین اوس گل کے دام ہے

پیاسا نہ تیرے در سے کوئی جائے ساقیا — جاری ہے یہ فیض کہ تیرا ہی نام ہے

رندون کے دل ہین شاد کہ دن ہین بہار کے — منہ سے لگا ہوا مئے عشرت کا جام ہے

مانند شمع نظم نہ چمکیگی کسطرح — روشن ہے طبع اور ضیا میرا نام ہے

حفیظ۔ جناب محمد حفیظ الدین صاحب مصنف دو تصنیفہ نقل نویس محکمہ مجلس مالگذاری
تلمیذ جناب حکیم میر فرخندہ علی صاحب طاہر محافظ دفتر محکمہ ہذا

کیا مہرِ شاہ جلوہ گرِ خاص و عام ہے — روئے زمین بھی جس سے کہ ماہِ تمام ہے

رخسار و زلفِ یار سے دن رات کام ہے — ہر روز چاند رات ہمین صبح و شام ہے

دانتون مین لعلِ لب کی نہین پڑ رہی جھلک — الماس کے نگون مین زرِ گل کا کام ہے

پتلی کے آس پاس نہین ہے بیاضِ چشم — دستِ سیاہ مست مین سونے کا جام ہے

کلکتے سے وطن مین ہوے جلوہ گر حضور — برجِ شرف مین رجعتِ ماہِ تمام ہے

افراط جشنِ آمدِ شاہِ نظام سے — غم لیکے خاک ہو گیا وہ ازدہام ہے

ڈنکے زبانِ چوب سے کہتے ہین جابجا — سکہ دلون پہ شاہ کا ہے یا کہ دام ہے

کاٹا درازیِ شبِ ہجران کو آن مین — کیا اشہبِ خیال مرا تیز گام ہے

کیونکر نہ موتیون سے بھرے دامن حفیظ — دریا تمام ملک تو نیسانِ نظام ہے

قطعہ تاریخ

کلکتہ سے حضور کا عود اسطرح ہوا — جسطرح آفتاب ہو پھرے جانبِ وطن

شکلی شتال ماہ مبارک یہی سال یہہ	بیت الشرف محل ہے بہ عود مہ دکن ۱۳۱۸ھ

قدرت از جناب میر واجد علی صاحب نائب علاقہ اول مدار المہام بہادر دام اقبالہ شاگرد جناب حسرت صاحب

قطعہ

عدل میں ہیں ثانی نوشیروان شاہ دکن	نام سے ثابت میں کرتا ہون کہیں سب واہ واہ
ہم عدد دونوں صفت موصوف ہیں قدرت تو لکھہ	(میر محبوب علی) بیشک ہیں (عادل بادشاہ) ۱۳۱۸ھ

رباعی

تحریر وہ ہو ثنائے محبوب علی	سب بول اوٹھیں کہیں عجب بات نئی
قدرت ہو کسطرح محب اوسکا خدا	محبوب علی ہے خاص محبوب نبی

غزل

شغل ثنائے خسرو عالیمقام ہے	گویا میری زبان کو یہی ایک کام ہے
دل ایک ہے بدی سے محب نیکنام ہے	شر سے بری یہ عاشق خیر الانام ہے
آصف نہ رشک ان سے سلیمان کو کسطرح	کیا جاہ کیا جلال ہے کیا احتشام ہے
مخلوق اور شہ کی ہے تشبیہہ خوب ہے	تسبیح کے وہ دانے ہیں اور یہ امام ہے
دامن بہرے نہ گوہر مقصد سے کسطرح	دربار میرے شاہ کا دربار عام ہے
اشعار بے نظیر ہیں ابیات بے عدیل	بے مثل لا کلام انہیں کا کلام ہے
دو مصرعوں سے قند مکرر ہیں ان کے شعر	پڑہنے سے لب ہوں بند وہ شیرین کلام ہے

اختر جناب ابو السعد عبد الرشید صاحب خلف مولوی محمد سید صاحب مرحوم نبیرہ نواب محبوب نواز الدولہ بہادر مفتی اول دار القضا بلدہ شاگرد جناب ساحر صاحب

تاریخ ہجری

کیون گل کی مہک چمن چمن ہے
کیون شاخ پہ نغمہ زن ہے بلبل
کیون پھول پہ کھلکھلا رہے ہین
کیون سرخ لباس مین شفق ہے
ہر پھول ہے رشک نجم افلاک
چمن کو ہوا ہلا رہی ہے
آئی تو کہان سے اے صبا ہے
کہتی ہے نسیم مین کہون کیا
ارباب دکن کے ہین جو والی
سرکار نظام آ رہے ہین آج
دعوت تھی جو وہ لیانے کی
ان کے آنے کی یہ خوشی ہے
اختر کی دعا ہے تجھ سے یا رب
ہر بار یہین آئے تبارک
حامی سے تشنہ زمن ہون
کر سال ورود کوئی پوچھے

کیون باغ ارم بنا دکن ہے
خندان خندان ہے کس لئے گل
اور غنچے بھی مسکرا رہے ہین
سوسن کی زبان پہ شکر حق ہے
دھانی ہے ہر اک شجر کی پوشاک
تالی گویا بجا رہی ہے
لائی تو پیام لائی کیا ہے
غنچون کی چٹک سے خود ہے پیدا
وہ آتے ہین بندگان عالی
تشریف حضور لاتے ہین آج
جا کر وہین آئی ہے سواری
چو طرفہ بہار اختری ہے
جب تک ہے جہان مین روز اور شب
جانا آنا ہو یہ مبارک
حافظ ہر آن پنجتن ہون
کہہ دو کہ شہ نظام آئے

۱۳ ۱۶

تاریخ عیسوی

اللہ اللہ آمد سلطان آصف کی خوشی	جسکو دیکھو شاد ہے مسرور ہے خوشحال ہے
مجھسے اختر نے کہا تاریخ کا گر ہے خیال	کہدے اب تشریف خسرو عیسوی یہ سال ہے

۱۹۰۶ء

اختر جناب سید فتح اللہ صاحب خلف مولوی محمود صاحب مرحوم نبیرہ جناب نواب محمود نواز الدولہ بہادر

مفتی اول دارالقضاء بلدہ شاگرد جناب ساحر صاحب

تاریخ محمدی

شہ ذیجاہ آصف ملک آئے لارڈ کرزن سے	ہم یہ رابطہ یہ دوستی یارب مبارک ہو
دل اختر نے سال احمدی اس خیر مقدم کا	کہا کلکتہ کو شہ جا کر آئے اب مبارک ہو

۲۸ ۱۳ محمدی

تاریخ ہجری

للہ الحمد آج سلطان دکن تشریف لائے	ہر جگہ ہر سمت ہر سو تہنیت کی ہے صدا
سنئے اختر اس خوشی کا سنہ لکھیں ہیں آج	آئے کلکتہ کو جا کر شہ مبارک ہو سنا

۱۷ ۱۳ھ

تاریخ عیسوی

بحمد اللہ کہ دیدہ آمد شاہ دکن ہر کس	بہار آمد شدہ ملک دکن شک چمن گفتا
ز چرخ چار مین ہاتف باختر عیسوی تاریخ	حضور شہ نیک از کلکتہ آمد در دکن گفتا

۱۹۰۶ء

حکمت جناب میر کرم علی صاحب فرزند حکیم میر مراد علی صاحب شاگرد جناب محمد جمیل الدین صاحب

ندیم بادشاہ جمجاہ

۱۳۱ھ ۱۷

سواری شہ آصف ہیں سوئے کلکتہ	جو ہمعنان ہو خوشی ہمرکاب فتح و ظفر
کہی ہے میں نے یہ حکمت دعائیہ تاریخ	دکن کے شہ کو مبارک ہو ترا یہ سفر

۱۷ ۱۳ھ

تاریخ محمدی

وہ گھر گھر مسرت وہ ہر جا خوشی
وہ شہ کی وہ افواج شاہی کی آمد
وہ حکمت لب غنچہ پیرا احمدی سنہ
مبارک ہو ظل الٰہی کی آمد

۱۳۲۸ احمدی

تاریخ ہجری

در دکن آمد چو سلطان دکن
ہمہ شد صبح و ظفر عیش خوشی
وقت تشریف آوری سال نکو
گفت حکمت اے شہم خوش آمدی

۱۳۲۸ھ

ایضاً

بصد جاہ و حشم دعوت میں جا کر لارڈ کرزن کی
بخیر و عافیت شاہ دکن تشریف جب لائے
صدائے خیر مقدم میں جو صوت تہنیت آئی
شاہانہ سنہ سے حکمت کو مبارک ہو حضور آئے

۱۳۱۸ھ

تاریخ عیسوی

از بہار مقدم شاہی دکن گلزار شد
خاطر ہر خیر خواہ آصفی گل گل شگفت
عیسوی سال ورود شاہ ای حکمت سرور شد
در دکن آمد ز کلکتہ حضور اینک بگفت

۱۹۰۶ع

احمد جناب محمد محب الدین صاحب حیدر آبادی

منظور اس قصیدہ میں مدح نظام ہے
بے مثل لاکلام ہمارا کلام ہے
کلکتہ میں بخاطر شاہنشہ دکن
شاہانہ اہتمام ہے اور انتظام ہے
سنکر خبر کہ آتے ہیں اب شاہ نامدار
مشتاق ساری خلق ہے اک اژدہام ہے
پہونچی سواری شہ عالی بعز و شان
کلکتہ جنکے آنے سے جنت مقام ہے
دعوت کا اہتمام کیا وائسرائے خوب
منظور خاطر شہ عالی مقام ہے

ہمراہ شاہ کے ہیں ولیعہد خوش سیر
خورشید گر یہ ہے تو وہ ماہ تمام ہے

داعی ہے ہر شخص و منصور کا بیاں
اب قصد شاہ کا سوئے دار القیام ہے

کلکتہ سے سنا کہ بنارس کو چلے ہیں
وعدہ ہے اور شاہ کا کچھ دن قیام ہے

رشک ارم بنا ہے بنارس و بندرا
مشغول انتظام سے اور اہتمام ہے

وارد ہوا ہے شہنشہ والا تبار شکوہ
دیکھا کہ سارے شہر میں اک ہجوم و ازدحام ہے

راجہ نے کی ضیافت والا تبار ملک
راجہ جسکے خلق کا ہر خاص و عام ہے

سوئے دکن ارادہ عالی ہوا ہے اب
مشتاق بازدید کا ہر خاص و عام ہے

راجہ سے ہو خوش و محفوظ شاہ کا کام
راہی سوئے دکن وہ شہ نیک نام ہے

کلکتہ آکے شہر ہے سلطان باوفا
ثابت یہ ہو رہا ہے کہ شب سے قیام ہے

مشغول اہتمام ہیں حکام صبح و شام
مشغول بندوبست ہے اور انتظام ہے

ہے شاد و خوش جمیع رعایا سے شہر بھی
کیوں خوش نہ ہو یہ مرجع ہر خاص و عام ہے

کرتے ہیں صبح و شام زیارت بصد ادب
آن اولیا کی جنکا کہ جنت مقام ہے

ہوتے ہیں صبح و شام نیازات بیشتر
ہر وقت پخت و پز کا بڑا اہتمام ہے

حاصل نہ کیوں حضور کو ہو ثواب ہو
ہر شخص روزہ دار ہے ماہ صیام ہے

اب قصد شاہ کا ہے سوئے دار سلطنت
محظوظ آج صبح سے ہر خاص و عام ہے

خوشیاں منا رہے ہیں رعایا سے باوفا
بلدہ میں بھی عجیب غریب انتظام ہے

ہے رشک خلد شاہ کی آمد سے شہر یہ
کس شد و مد کے ساتھ ہوا اہتمام ہے

شہرہ یہی زبان زد ہر خاص و عام ہے
آتے ہیں اب حضور بڑی دھوم دھام ہے

خلقت ہے کو ناگوار جدائی بھی شاہ کی
دیدار دیکھنے کے لئے اژدہام ہے

فوجی سپاہ راہ مین ہین جا بجا کھڑے — فتح وظفر بناہین کیا احتشام ہے

ممکن نہین صبا جو نکلجاے راہ سے — کیا خوب بند و بست ہے کیا انتظام ہے

اللہ رے شوق دید جمال شہ دکن — شمشیر کو بھی دیکھیے تو بے نیام ہے

گلزار خلد سطح زمین دکن ہے آج — کیونکر نہو کہ آمد شاہ نظام ہے

حاضر ہین سب امیر و رؤساے نامدار — جسجاے ریل شاہ کا ہوتا قیام ہے

آتے ہین اب حضور کوئی دم مین دیکھیے — ہر لحظہ تار پہ بھی آتا پیام ہے

با صد خوشی جو وارد بلدہ ہوے حضور — کہتے تھے سب امیر رعایا سلام ہے

یہ شان یہ سواری سطوت کو دیکھکر — لرزان بحد ہین روح نریمان و سام ہے

جمشید اک نقیب ہے دربار عام کا — کاؤس میرے شاہ کا ادنی غلام ہے

کہتا تھا دیکھ دیکھ کے ہر شخص آپکو — ہے شکر حق کہ شاہ مرا شاد کام ہے

پہونچا محل مین شہنشاہ ذی وقار — آواز تہنیت سے عجب دہوم دہام ہے

ظل خدا کے آنے سے کرتا ہے جو خوشی — دنیا و آخرت مین وہی نیک نام ہے

محبوب خلق کیون نہو آصف جہان ہین — آوازہ جسکے عدل کا تا روم و شام ہے

تجار نے بجشن عقیدت بصد خلوص — ہر جا ہے روشنی کا کیا اہتمام ہے

آرائش اور روشنی شہر دیکھکر — کہتی تھی نیند آنکھ سے سونا حرام ہے

مخلوق کی زبان پہ یہی صبح و شام ہے — آئے حضور بلدہ مین کیا دہوم دہام ہے

طولانی بیان سے حاصل نہین محب — بس اس دعا پہ بس قصیدہ تمام ہے

آنا ترا دکن مین ہوا ہے شاہ میمنت — مسعود تیری ذات سے عالی مقام ہے

اقبال اوج پہ ہو ہوا خواہ کا ترے — دشمن کا تیرے دار جہنم مقام ہے

اقلیم ہند پر حکومت تری رہے
جبتک کہ آسمان و زمین کا قیام ہے

ما فوقنا خدائے حقیقی ہے سدا
ہر وقت سر پہ سایۂ خیر الانام ہے

اٹھو سبھی ہے نگاہ عنایت کا منتظر
وہ خانہ زاد اور تو شاہ نظام ہے

رقص جناب محمد سردار بخش صاحب جمعدار نقالان

آئے حضور بلدہ میں کیا دھوم دھام ہے
ہر سمت روشنی ہے عجب اثر دھام ہے

محبوب بادشاہ دکن انکا نام ہے
کیا نام ہے کہ روح روان انام ہے

آئے حضور آج پلا ساقیا شراب
سب جانتے ہیں عید کا روزہ حرام ہے

عکس ہلال و قوس قزح ہے زمین پر
یہ راہ میں کمانوں کے تختے تمام ہے

قندیلیں جھالروں کی ہیں ہر سو جھلا جھل
تار شعاع مہر کا جلوہ تمام ہے

مانی کی عقل نقش بدیوار ہو گئی
یہ وصف شہ کا معجزۂ ارتسام ہے

دو اشکے حور خلد کو تو کیجیو آب آب
گر ہنس پڑے تو برق کا قصہ تمام ہے

یوسف سے جیسے مصر ہوا منزل قمر
آصف سے برج نور دکن لا کلام ہے

ہر دل کا حفظ چاہئے احباب شاہ کو
محبوب ہے دلوں کا دل اسکا مقام ہے

جنسے روشنی سے راہ ہر اک تنک کہکشان
برج قمر ہر ایک در و قصر و بام ہے

تجھ سے ہلال عید سے دو عیدیں ہو گئیں
دونوں کی جان آمد شاہ نظام ہے

ماہ دکن کو دیکھا ہے قبل از ہلال عید
قربان ہلال ہے یہ وہ ماہ تمام ہے

شاہان شکوہ و دبدبۂ آصفی مدام
قائم خدا رکھے یہ دعا صبح و شام ہے

سلطان کا نثار غنچہ دہن تیرے وصف میں
گلریز ہے دہن مرا رنگین کلام ہے

عزت بڑہائیں رقص کی حضرت نہ کسطرح
ارباب رقص ہیں یہ قلندہی غلام ہے

جناب محمد رحمان بخش صاحب عرف چاند میان خلف محمد سرور انجش صاحب جمعدار نقارخانہ

فرمان ورود شہ بہ بلدہ
لعل و زر بخش روح و جان بخش
رحمان بخش این ورود را سنہ
بنوشتہ رونق جہان بخش

اکبر جناب محمد فضل حسین خان صاحب بکار کمشنر انعام تلمیذ حضرت بیدل

بصد طرب ز سفر شاہ ذی وقار آمد
بیار ساغر مے ساقیا بہار آمد
گرفتہ گوہر انجم فلک بدامن خویش
بفرق و تاج شہنشہ پے نثار آمد
بہر یکے ہمین پرسند بیشکار امروز
کہ زود آمد شہ بہ بستہ یا بتوار آمد
بصد مسرت و فرحت اہالیان دکن
گفتند شہ بہر سفر کشمیر یار آمد
پیش تیر نگاہش شد دکن امروز
بہین کنون دل اکبر پے شکار آمد

آشفتہ جناب خواجہ محی الدین صاحب صدیقی تلمیذ جناب بیدل صاحب

چھوٹے بڑے کے دل ہیں ہے الفت لگی ہوئی
آمد بہار آگیا سنہ عالی مقام ہے
آنکھیں لگی ہوئی ہیں سوئے ریل خلق کی
آنکا او سکے ہنسنے کیا انتظام ہے
کہتا ہے جو کہ دیکھتا ہے شب کو روشنی
آیا ہے نور شہر میں کیا اژدہام ہے
ہیں لنترون سے سارے مکانیں سجی ہوئیں
جلسہ بہی ہر ایک جگہ صبح و شام ہے
قطعے لکہے قصیدے لکھے اور رباعیات
یہ سب ظہور آمد شاہ نظام ہے
جو جلسے کہ چرخ چہارم سے لوٹتے
یہ سچ ہمیر ہے گردون سلام ہے
آشفتہ ہے بلند یہ چاروں طرف ندا
آتے حضور بلدہ میں کیا دہوم دہام ہے

احسان جناب میر احسان علی صاحب تلمیذ جناب حیدرآبادی تلمیذ حضرت بیدل

آئے حضور بلدہ مین کیا دہوم دہام ہے
مشتاق دید شاہ کا ہر خاص و عام ہے

کیون ہمقدین نہ فتح و ظفر ہو حضور کے
محبوب کا حبیب ہے محبوب نام ہے

دنیا عجب ہے ہستی ناپایدار ہے
رستم رہا نہ زال نہ حاتم نہ سام ہے

جود و سخا کی اسکے یہ ادنی سی ہے دلیل
دروازہ پر حضور کے کیا اژدہام ہے

احسان شعر خوب ہی لکھے ہین آپنے
اور کیون نہو کہ مدحت شاہ نظام ہے

شاکر۔ جناب سید خواجہ محی الدین صاحب تلمیذ حضرت بیدل

آئے ہین بادشاہ کی کیا دہوم دہام ہے
ہر اک خوشی سے کہتا ہے آتا نظام ہے

مے ہے سبو ہے ابر ہے اور وقت شام ہے
ساقی ہے اور نشاط ہے لبریز جام ہے

ایک بوسہ ہمنے مانگا تو کہنے لگے وہ خوش
کچھ اور بھی زمانے مین حضرت کو کام ہے

یوسف سے بڑھکے حسن کی شہرت ہوی تری
جسکے زبان پہ دیکھئے تیرا ہی نام ہے

کہتے ہین جسکو عرش زمانہ مین ہمنشین
مست نگاہ ناز کا ادنے مقام ہے

مختص سخن ہے یہ کہ سخنور سبھی کہین
اس کم سنی مین خوب مہذب کلام ہے

شاکر چلو کہ دیکھین ہم بھی جمال شاہ
آئے حضور بلدہ مین کیا دہوم دہام ہے

تشفی۔ جناب سید میر بادشاہ صاحب حیدرآبادی

ہر جا خوشی ہے راستو نمین اژدہام ہے
ملک دکن مین آمد شاہ نظام ہے

دنیا مین آج ایک ہمارا نظام ہے
شہرہ جہان مین عدل کا تا روم و شام ہے

صفدری۔ جناب میر وزیر علی صاحب خوشنویس ملازم مطبع صفائی اندرون بلدہ

اندرین ایام نیک انجام شکر ست
در دکن از فضل حق شاہنشہ آمد

صفدری این مصرعہ سالش بگفتہ
شاہ والا ہمت از کلکتہ آمد

۱۳۱۴ ۱۷

عجب در عالم عیش و طرب محوست یک عالم ۔ کہ شاہنشہ ز کلکتہ بدار السلطنت آمد

نوشتہ صفدری این مصرع تاریخ خوش آن ۔ ولہ ۔ ہمایون باد این شادی بدار السلطنت آمد

شکر ایزد شاہ آصفجہ ہوے رونق فزا ۔ ولہ ۔ ہین دکن ہین چار سو پیر و جوان خرسند آج

صفدری نے دست بستہ عرض کی تاریخ یہ ۔ شاہ عالی آئے کلکتے سے با فرزند آج

محشری ۔ جناب میر کفایت علی صاحب

شاہ و شہزادہ بفضل کردگار ۔ سوے دار السلطنت تشریف لائے

محشری نے عرض کی تاریخ یہ ۔ شہ مع فرزند کلکتے سے آئے

کیفی ۔ جناب ابوالرضا سید رضی الدین حسن صاحب تلمیذ حضرت مکیش صاحب مرحوم

شگفتگی گل ای باغبان مبارک ہو ۔ فروغ مہر بہار سے آسمان مبارک ہو

تن ضعیف کو تاب و توان مبارک ہو ۔ ہر ایک قالب بیجان کو جان مبارک ہو

ہر اک جوان کو مبارک ہو رای پیر کہن ۔ ہر ایک پیر کو بخت جوان مبارک ہو

امیدوارون کو مقصود ری خود مسعود ۔ عدو کو فتنۂ آخر زمان مبارک ہو

ہو میمنت نشۂ بادۂ صبوحی مستو ۔ خدائے گریۂ شب صوفیان مبارک ہو

ادا شناس و کرشمہ تلاش عاشق کو ۔ طفیل عشق سے النفات بتان مبارک ہو

مبارک ہو ہی زمین فخر فرش راہ نیاز ۔ سپہر علتبۂ شاہ زمان مبارک ہو

دکن آصف سادس نظام ملت و ملک ۔ یہ نام لینا تجھے ای زبان مبارک ہو

اسے میرے ہم وطنو اعنی اہلیان دکن ۔ سفر سے آمد شاہ زمان مبارک ہو

قدوم شہ سے مشرف ہوا ہے کلکتہ ۔ اسے بھی شرف سعادت نشان مبارک ہو

خوشی کا دن ہے خوشی کی گھڑی ہے ہمنفسو ۔ ہر ایک لحظہ ہر اک پل ہر آن مبارک ہو

وہ دن ہے آج کہ ہے روز عید اس سے تجمل — خوشی سے کہتے ہیں پیر و جوان مبارک ہو
ہیں شاد شاد ہر اک سمت آج ہر کہ و مہ — نکل رہا ہے زبانوں سے ہان مبارک ہو
ہنسی خوشی سے میرا بادشہ وطن آیا — اے دوستو کہو آپس میں ہان مبارک ہو
فراخ حوصلہ و قدح خوار کیفی کو — شراب مدح شہ کامران مبارک ہو

صغیر — جناب محمد حبیب الدین صاحب تلمیذ حضرت میکش صاحب

شاہ دکن و آصف گردون وقار کا — فتح و ظفر تو اونکا اک ادنا غلام ہے
تاریخ طرح مصرعہ میں یہ کہدیا صغیر — آئے حضور بلدہ مین کیا دھوم دھام ہے
میر محبوب علیخان شاہ آصف فتح جنگ — آئے کلکتہ سے با فتح و ظفر اور شاد شاد
ہے دعا یہ اس صغیر ناتوان کی روز و شب — آپ اور فرزند نیک اختر ہمیشہ شاد باد

مسرور — جناب محمد ابراہیم صاحب تلمیذ حضرت میکش صاحب

دیرینہ کار مثل سکندر نظام ہے — مشغول خلق شاہ کا ہر ایک کام ہے
کلکتہ سے نصرت و فتح و ظفر کے ساتھ — آئے حضور بلدہ مین کیا دھوم دھام ہے
آصف کا وصف کیون نکرے ویلسری [illegible] — جاہ و حشم مین جم سے بھی بڑھکر نظام ہے
شام و عراق و روم پہ کچھ منحصر نہین — مشہور سب جہان مین آصف کا نام ہے
نعل سمند شاہ کی تعریف کیا لکھون — گو وہ ہلال رنگ پہ ماہ تمام ہے
اوراق آسمان و زمین پر ہین وصف سے — لیکن مدیح شاہ دکن ناتمام ہے
اک روز اسطرف بھی کرم کی ہو اک نظر — یہ جان نثار آپ کا ادنی غلام ہے
مسرور ہی فدا نہین لطف عمیم پر — بلکہ نثار فیض ہر اک خاص عام ہے
سرسبز بارور رہے نخل مراد شاہ — مسرور کی دعا یہ خدا سے مدام ہے

محمد احمد صاحب تلمیذ حضرت مسکین تہانوی

آئے ہین میرے شاہ سفر سے بہنسی خوشی
جسکے سبب تباہی دکن کی نجات ہے

صبا یہ حق سے مانگے عادا ب بصد خوشی
ہو عمر اونکی جتنی خضر کی حیات ہے

معزز- جناب غلام محی الدین صاحب تقی تلمیذ حضرت مسکین صاحب

زاہد کو ذکر مذہب و ملت دوام ہے
ہمکو تو اپنے یار کی یاری سے کام ہے

کب خواہش دلی ہے کہ مشہور خلق ہونا
قایم رہے تو اس سے ہی بس اپنا نام ہے

دنیا مین بامراد ہون عقبےٰ مین سرخرو
اللہ سے دعا یہ میری صبح و شام ہے

کچھ بھی نہین بگڑتا رقیب اب بہا کرین
ہمکو تو اونسے خوب پیام و سلام ہے

اک دل ہر ایک ہوکے سبھی کہہ رہے ہین آج
آئے حضور بلدہ مین کیا دہوم دہام ہے

ہم دے رہے ہین دعا اوس جناب کو
وہ والی دکن جو ہمارا انتظام ہے

اوس شوخ سے یہ کہدے صبا آج جاکے تو
عاشق کا چند روز مین قصہ تمام ہے

او شوخ کچھہ تو رحم ہو مجھہ خستہ حال پر
کیون ظلم مجھہ غریب پہ کرتا دوام ہے

ہم عاصیون کو خوف نہین روز حشر کا
حامی ہمارا نبی وہی خیر الانام ہے

کیونکر نہ جان فدا کرے ہر ایک یا تقی
روز ازل سے اونکا معزز غلام ہے

راوق- جناب حافظ عبد العزیز خان صاحب تلمیذ جناب مسکین صاحب

کیا جشن آمد شہ گردون مقام ہے
زاہد کے ہات مین بھی صراحی جام ہے

مصرع یہی زبان زد ہر خاص عام ہے
آئے حضور بلدہ مین کیا دہوم دہام ہے

شہر ہے چار سمت یہی دہوم دہام ہے
بلدہ مین آمد شہ ذی احترام ہے

دلمین ہمارے الفت خیر الانام ہے
دوزخ کا خوف ہمکو نہ جنت سے کام ہے

ہر وقت اپنو ورد زبان تیرا نام ہے
تیری ہی یاد مجھکو بس اب صبح و شام ہے

وحشت بڑھی ہوئی ہے جنون کا ہی زور و شور
سر پر سوار عشق علیہ السلام ہے

شہ کے رخ و جبین سے ہے روشن ہوکیون جہان
خورشید یہ ہے اور وہ ماہ تمام ہے

دولت تری کنیز ہے وہ بادشہ ہے تو
اقبال کیا ہے اک ترا ادنے غلام ہے

اللہ عمر خضر دے شاہ نظام کو
راوق ۔ دعا ہماری یہی صبح و شام ہے

سلیس ۔ جناب مومن علی صاحب تلمیذ مولوی حکیم قاسم شریف صاحب کاشف آغائی ابو العلائی

ورد زبان خلق یہی صبح و شام ہے
شاہ دکن ہمارا عجب نیک نام ہے

کلکتہ سے دکن مین جو آئے نظام ہے
ہر سمت تہنیت کی مچی دھوم دھام ہے

شمس و قمر کی عمر ہو اپنے حضور کی
اللہ سے دعا یہ میری صبح و شام ہے

تیری بہادری و شجاعت کو دیکھکر
حیرت زدہ جہان مین سہراب سام ہے

اک گھاٹ شیر و بکری کو پانی پلا دئے
کیا خوب بادشاہ کا یہ انتظام ہے

خوش لہجگی پہ آپکے اے آسمان وقار
لونڈی ہے مشتری تو ثریا غلام ہے

کہتے ہین بار بار یہ مصرع سلیس ہم
آئے حضور بلدہ مین کیا دھوم دھام ہے

قطعہ

کسکی آمد ہے شور کیسا ہے
بحر فیاض انس و جان تو نہین

جوش زن بہر دید دل ہے میرا
آصف اعظم جہان تو نہین

رشید ۔ جناب سید رشید الدین حسن صاحب قادری خلف مولوی سید عزیز اللہ حسین صاحب برہانپوری

والی ہین سب کے شاہ دکن آصف زمن
ہر ایک کام انکا مفید الانام ہے

عزت سخا و جود کے معدن کرم کے ہین
حاتم بھی جنکے سامنے ادنی غلام ہے

خوش حال انکے وقت مین ہین ڈی کمال آ
آرام خلق کا بھی بہت انتظام ہے

ویران ہند کے ہوے اکثر دیار وشہر
آباد فضل حق سے یہ ملک نظام ہے

کلکتہ کے سفر سے مظفر مع حشم
آئے حضور بلدہ مین کیا دھوم دھام ہے

ہے اتفاق اسپہ سبھی خاص وعام کا
شہ کا سفر مفید خواص و عوام ہے

مداح وجان نثار ہے شہ کا وزیر فوج
مشہور سارے شہر مین وہ نیکنام ہے

پاتا ہون یومیہ مین خزانہ سے شاہ کے
آرام سے گذرتی ہے راحت مدام ہے

باخیر و عافیت رہین سلطان ای رشید
ہردم میرا وظیفہ یہی صبح و شام ہے

قطعہ دیگر

حاکم ہو ملک شعر کے اے شاہ خوش بیان
ہر اک کلام آپکا بالا کلام ہے

انداز بھی سنئے ہین مضامین بھی نئے
بندش کلام کی بھی نئی لاکلام ہے

احسن جناب محمد حسن صاحب تلمیذ حضرت شوق جعفری

ہزار مژدہ بسوے چمن بہار آمد
برائے اہل دکن باد عطر بار آمد

زفیض باد صبا باغ سبز و مثمر شد
ببین کہ شاہد تا میہ در بہار آمد

بفرط مکنت وجاہ و وقار سوے دکن
ہزار شکر خدا شاہ نامدار آمد

بسوے ملک دکن از حصار کلکتہ
بفضل خالق کونین شہریار آمد

زچشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ
بطمطراق بصد زیب شہسوار آمد

ورود کرد کنون شہریار و شہزادہ
خوشی بقلب یہی خواہ بار بار آمد

بحفظ دامن بسازو ویراق اے احسن
کہ سوئے تخت بشادی بے شمار آمد

حلیم جناب جنار دہن تریا صاحب فرزند راے سورج تریا صاحب حیدر آباد دکن

شادی رچی ہے بلدہ مین کیا دھوم دھام ہے — ہے روز جشن کیون نکرے خاص و عام ہے

خوشبو گلون سے آتی ہے رونق فزا ہوا — آئے حضور بلدہ مین کیا دھوم دھام ہے

گل تو کھلا ہے باغ مین گلشن بنا دکن — اچھا ہوا سفر یہ خوشی صبح و شام ہے

شمع جمال پہ تیری حورین کرین خوشی — یہ روشنی جہان مین ہو ہر دم قیام ہے

آصف کو جان و مال سے اپنے نہین دریغ — توصیف کر رہے ہین کہ شاہی کلام ہے

شہرت ہے انکے علم کی ایسی جہان مین — ذی علم و پر ہنر ہے بہت نیکنام ہے

بشاش ہے رعیت و حکام شاد ہین — اس عدل پہ صدا ہے کہ خیر الانام ہے

جبتک ہے آسمان کے لئے گردش سعید — خرم رہے نظام دعا ہے غلام ہے

مدح حضور مین ہے دعا گو حکیم آج — مضمون غزل کا میرا دعا پر تمام ہے

فراق جناب ابو الحسن سید عبد اللہ صاحب تلمیذ حضرت لایق

ملک دکن مین آج جو یہ انتظام ہے — کیونکہ نہو کہ شاہ یہان کا نظام ہے

شاہ دکن کی کیون نہ ہو شہرت جہان مین — عادل ہے اور شجیع ہے ذی احتشام ہے

ہے روشنی کہین کہین جلسہ مشاعرہ — شاہ دکن کے آنیکی کیا دھوم دھام ہے

سایہ دکن پہ انکا رہے تا ابد مدام — لاریب سایہ حق کا یہ ای خاص و عام ہے

احباب تیرے شاد ہون دشمن ہون پائمال — اللہ سے یہ اپنی دعا مستدام ہے

عمرت دراز باد کہ تا دور مشتری — خالق سے التجا یہ میری صبح و شام ہے

جانے سعید کیجئے یا کیجئے سیاہ — دل سے فراق آپکا اے شہ غلام ہے

فدوی جناب کملا پت راے صاحب فرزند راے سورج پرشاد صاحب شاگرد حضرت حشم حیدرآبادی

تہنیت کے ما مین آج یہ میرا کلام ہے — مالک دکن کا شاہ حضور نظام ہے

فیاض وہ حضور ہین میرے کہ آجکل
دولت سے جنکے پرورش خاص و عام ہے

ملنے گئے تھے شاہ مرے ویلسرے سے
جنکا کہ سارے ہند مین خوش انتظام ہے

لایق ہین اور قابل تحسین آپ ہین
کرزن جو ویلسرئے بہادر کا نام ہے

کیون عمدگی سے شاہ کی مہمان داریان
جس سے کہ خوش دکن کا ہر اک خاص و عام ہے

کلکتہ سے خوش آئے ہمارے جو کجکلاہ
اوسکی خوشی مین چار طرف دہوم دہام ہے

صورت سے ہر بشر کے بشاشت کا ہے ظہور
اور جا بجا لوگون کا ازدحام ہے

ہر کوچہ و گلی مین ہوئی روشنی ہے آج
ہر ایک کے مکان مین بھی انتظام ہے

دعوت کہین ڈنر ہے کہین احتشام ہے
ٹی پارٹیز کا بھی کہین اہتمام ہے

باغ دکن بنا ہے ارم سے بھی کچھ سوا
جنت کو آج میرا یہان سے سلام ہے

شہ کو رکھے خدا خوش و خرم تمام عمر
عمر خضر عطا ہو دعا سے غلام ہے

شہ کی بہادری و دلیری کو کیا کہون
ہر روز سر عدو کا ہے شہ کی حسام ہے [?]

جاہ و جلال عیش و مسرت کے واسطے
ہر ایک کا فرض ہے یہی التزام ہے

واللہ نہین سماتے ہین جامہ مین اپنے آج
فدوی قدیم سے جو غلام نظام ہے

نظیر جناب کرورہ گردہاری پرشاد صاحب شاگرد محمد نصیر الدین سالک شاہ [illegible]

آئی بہار باغ مین عشرت مدام ہے
ورد زبان سے میرے خوشی کا کلام ہے

مشہور نام پاک سے اہل دکن ہین کیا
گلشن مین گل کے آنے سے کیا ازدحام ہے

آباد حشر تک یہ چراغ دکن سے ہے
ہر دم خدا سے عرض یہ کرتا غلام ہے

بلبل چمن مین چہچہے کرتی ہے کسقدر
اس گلستان مین شاد گل لالہ فام ہے

مخفی نہ ہے بات چہوٹی ذری سنئے منعمو
گل کاربار خلق مین مشہور یہ دام ہے [?]

زرِ سرخ گر ہوا تو نظر آتی ہے بہار — حضرت یہ زر کی روشنی ہر ہر مقام ہے
دیکھو تماشہ سیم کا جلوہ ہے کس قدر — آئے حضور بلدہ میں کیا دھوم دھام ہے
کرنا نگاہ غور یہ قدرت کے کام مین — سب زر کی روشنی اسکا مجھو بینام ہے
در پردہ ہے نظیر نظیری خلق مین — تو شعر یہ غزل ہے کلام اختتام ہے

جوش جناب غلام محی الدین صاحب قاضی گھن پوره

اے ہمایون آصف و مسعود بخت — ہے دعا یہ ہر گھڑی ہر آن و وقت
اخترِ فتح و ظفر رخشان رہے — تا ابد تمکو مبارک ہوئے تخت

قطعہ تاریخ اردو

آئے سفرِ کلکتہ سے — وہ شاہ نہین جنکا ثانی
الف الہام سے سن ہے عیان — لو آ گئے ظلِ رحمانی

قائل جناب شیخ احمد صاحب تلمیذ حضرت لائق صاحب

رباعی

اے ظلِ خدا بحرِ سخاوت کے گہر
اللہ سے ہر لحظہ ہے قائل کی دعا
سچ ہے کوئی بارگاہ دیکھا ہی نہین
جیسی ہے رعایا سے محبت اون کو

ایضاً

وہ کانِ عطا شاہ دکن نیک سیر
سلطان کو سیر یہ مبارک ہو سفر
آصف سا یہین بادشاہ دیکھا ہی نہین
ایسی کسی شاہ کو دیکھا ہی نہین

صبر جناب محمد وزیر علی صاحب حیدر آبادی

لا ساقیا مے کہ جشن شاہان آئے — وہ مے دے کہ محتسب کا ایمان آئے
مے پیکے جہان بخش ہو کر سیراب — ہوں طرح سے اگر شاہ سلطان آئے
اے ابرِ کرم خوشی کا برسا برسات — صدکانِ سخا و بحرِ فیضان آئے

دعوت گئے ویسرا نے کلکتہ مین — آصف وہان جا کے شاد و فرحان آئے
با جاہ و جلال و عز و شان و عظمت — محبوب علی دکن کے سلطان آئے
با فوج جری و جان نثار و چالاک — سلطان معہ جملہ خیر خواہان آئے
جو کچھ تھے دلوں مین اونکے ارمان نکلے — ملک میزبان سے مہمان آئے
آصف کے جناب رب نکالے ارمان — شہزادۂ شہریار دستادان آئے
کثرت سے خوشی منا رہی ہے خلقت — وہ ظل آلہ خوش خرامان آئے
آنکھین کئے رہ مین ہم سلیمانی فرش — قربان گئے دل کہ جسم اور جان آئے
شاہنشہ کو جب صبیر دیکھا یہ کہا — ہے شکر وہ ثانی سلیمان آئے

قطعات جناب جلیس صاحب تلمیذ[٩] کاشف[١٣] صاحب

گوہر یکتائے تاج تاجدار — بحر فیاض سخائے روزگار
باعث جود و نوال آصفی — میر محبوب علیخان نامدار

قطعہ

ہست از تو التجائے کردگار — روزی عمرش کن ہر یوم صد ہزار
بر عدو غالب بماند تا ابد — میر محبوب علیخان نامدار

قطعہ

آمد شاہ خوبیٔ خورشید — کردی سب دور اضطراب دکن
روشنی ہر جگہ پہ کیون نہ ہے — رونق افزا ہے آفتاب دکن

قطعہ

آمدہ از مقام کلکتہ — نیر ماندش بجائے گلبرگہ
شد صد و یکہزار سفدہ سال — شد ورود حضور در بلدہ

تہنیت جناب محمد بختیار الدین صاحب شاگرد جناب جلیل صاحب

بکر و فر سفر باز شہریار آمد — ہزار مژدہ بباغ دکن بہار آمد

بشان و شوکت و عظمت ز سیر کلکتہ
خوشا بابت سبب نصرت شہم سوار آمد

بشاہِ آصفِ عادل وہم ولیعہدش
طعام دعوتِ داعی چہ خوش گوار آمد

چو دید داعیِ آصف جلوس آصف جاہ
بگفتا بر تو نثارم بصد وقار آمد

کہ ذات صولت و نصرت وہم شجاع و شکوہ
سپہرِ کابِ شہ با چنین نثار آمد

کسے بگوش رساند خدایا کین مژدہ
کہ با ملکِ امانی بشہر برار آمد

خوش است شاہ زبیہ سخنورے یکتا
نہاد جلسہ شعرے زود استوار آمد

بہر کمال و جلالت وہم سہام گری
بشوق بوسئے اقدام تاجدار آمد

غریب نذر جستہ بحرِ شرف و ورود
غزل نوشتہ بحضرت امیدوار آمد

برہان - جناب محمد برہان خان صاحب فرزند فیض اللہ خان جمعدار رسالہ مرزا ثابت علیخان بہادر شاگرد حضرت فہمی تخلص

عالم میں وہ شجاع و لاور نظام ہے
ترکون کی جسکے سامنے ترکی تمام ہے

نوشیروان ہے عدل میں حاتم ہے بذل میں
لائق ثنا کے جسکے وہ والا کلام ہے

دیکھا ہے ہمنے آصف عادل کے عہد میں
ہر گھر دکن کا رشکِ دار السلام ہے

گردون سے ہمسری نہ ہو کیون اس زمین کو
آیا دکن میں غیرتِ ماہِ تمام ہے

شاہ کریم و عادل و منصف کیواسطے
جتنا سوا ہو شہر کا کم اہتمام ہے

ملک دکن بنا ہے نمونہ بہشت کا
یہ دھوم ہے کہ آمدِ شاہِ نظام ہے

آصف رہے مدام سرور و نشاط میں
جبتک جہان میں ساقی و مینا و جام ہے

اللہ عمر نوح دے شاہ نظام کو
فرزند کو بھی اسکے جو عالی مقام ہے

برہان کی یہ دعا ہے کہ آصف کو ہو بقا
جبتک جہان میں خالق اکبر کا نام ہے

قدرت جناب محمد قدرت اللہ صاحب فاروقی

بشہر خویش مبارک چو شہریار آمد
ز شوق و نصرت و فرحت سپہ نثار آمد

ای عندلیب سخنور بیا بسرعت خوش
ہزار مژدہ بباغ دکن بہار آمد

حضور دارد گلگشت چون شدہ آدم
بہبود و روز بانہا کہ تاجدار آمد

پیشوای سلطان دلیر لشکر ہند
برہنہ سر و پیادہ بانکسار آمد

بانقیادی بیاد حشم با نشین
شوم فدای قدرت بانتظار آمد

خوشا نصیب کہ شاہ دکن بصد اجلال
بپاس خاطر احقر و تابعدار آمد

خوش است شاہ دکن خوش بدار اخلاق
ز لطف شاہ ولایت بذوالفقار آمد

نمود ضیغم خوشدل مشاعرہ خوشتر
بشرف آمد سلطان شاندار آمد

شدہ بزمرۂ شعرای این علغلہ قدرت
بسان طوطی ثنا خوان شہریار آمد

ایضاً جناب قدرت اللہ صاحب قدرت

اعزاز و احترام سے آمد نظام ہے
نصرت کنیز شاہ زمانہ غلام ہے

انتیس آج ماہ مبارک صیام ہے
آئے حضور بلدہ مین کیا دھوم دام ہے

گھر گھر ہے شہرہ اور زبان زد یہ عام ہے
آئے حضور بلدہ مین کیا دھوم دام ہے

ٹیشن سے لیکے تا بملک پیٹھ دو طرف
پیدل سوارلین کا کیا اہتمام ہے

گاڑی مین بادپا کی سوار ہو کے چلے حضور
تھے خوش خرام جیسے فدا خود خرام ہے

تھی روشنی عجیب تجالت وہ نہار
حیرت سے کہتے لوگ یہ دن ہی یا شام ہے

ہے لطف و پیار شہ کا رعایا پہ ہر گھڑی
اور سب رعایا دل سے فدائے نظام ہے

جلسے کے سرپرست مہاراجہ شاد ہیں
بانی مشاعرہ سخن ضیغم ہمام ہے

لکھنا تھا حکم لکھیہ یا قدرت سے نے یہ غزل ۔۔۔ کرنا شریک غزلون مین جنم کا کام ہے

احمد جناب احمد حسین صاحب تلمیذ جناب جوہری صاحب

شہ کے جانے سے تھی دکن پہ خزان ۔۔۔ اور سب تک رہے تھے راہ نظام
والپسی دیکھہ دل نے کھل کے کہا ۔۔۔ مثل خورشید آیا شاہ نظام

۱۳۰۹ ف

ایضاً

آئی بہار ساقی معطر مشام ہے ۔۔۔ لبریز تو ملون مین مئے لالہ فام ہے
دو چار جام دے مئے گلگون کے ساقیا ۔۔۔ موزون ہو طبع آمد شاہ نظام ہے
محسن ہے خیر خواہ خلایق ہے یہ نظام ۔۔۔ مین مدح خوان ہون مدح سرائی کا کام ہے
کثرت سے ہین دکن مین مسرت نمائیان ۔۔۔ آئے حضور بلدہ مین کیا دھوم دھام ہے
کلکتہ جا کے آیا جو دل شاد با مراد ۔۔۔ حامی ازل سے شاہ کا خیر الانام ہے
مثل شب برات منور ہوی ہے شب ۔۔۔ خلقت کا بہر سیر پڑا اژدہام ہے
آنے سے شہ کے رشک ارم بنگیا دکن ۔۔۔ عید مہ صیام کا مہ یہ نظام ہے
بےمثل و بے نظیر ہے جاہ و جلال مین ۔۔۔ محبوب رب سے ملتا ہوا جسکا نام ہے
احمد دعاے خیر مین مصروف ہو مدام ۔۔۔ آصف کا جاری خلق مین کیا فیض عام ہے

نفیس جناب بھوانی پرشاد صاحب وکیل درجہ اول

صل علے کا چار طرف شور عام ہے ۔۔۔ آئے حضور شکر خوشی کا مقام ہے
لکھتا ہون مدح شاہ دکن بس ادب کیساتھ ۔۔۔ اے خامہ سر جھکا کہ ادب کا مقام ہے
ایسا فریس باعدل و عادل نہین ہوا ۔۔۔ نوشیروان کا صفت ارسطو کا نام ہے
دنیا کے شہ ستارے ہین بیشک یہی ہے شمس ۔۔۔ شاہ نظام خسرو عالی مقام ہے

آزردہ دل فگار پریشان ہی سب جہان
خلقت خدا کی جیسے یہان شاد کام ہے

فن سپہ گری مین عدالت مین بے بدل ہین
مداح جسکا ایرلنڈ و روم و شام ہے

دیکھا نہ جسنے خسرو جمشید و کیقباد
سرتاج سب کا آج وہ شاہ نظام ہے

بندوق جان ستان ہے جگر دوز ہے سہم
دشمن کا خون بہانے کو تشنہ کی حسام ہے

شاہ جہان مین غاشیہ بردار ہے نشہ
فغفور خدمتی ہے تو خاقان غلام ہے

اقبال دست بستہ جلو مین ہے صبح و شام
باندھی ہے یہ کنیز ظفر کا پیام ہے

آمدیدہ ہوتے ہند مین دنیا و کاخ دین
قایم اسکی ذات سے دار السلام ہے

بیداد جو کریگا سزا پائیگا ضرور
اس شاہ دادگر کا یہی حکم عام ہے

فضل خدا طفیل نبی و علی نفیس
ہو حکمران جہان شہ دلے غلام ہے

سائل جناب بندہ علی صاحب تلمیذ حضرت شایق

ملک دکن مین آج جو یہ اہتمام ہے
شاہ دکن کے آنے کی سب دھوم دھام ہے

ہر سمت ہر طرف یہی مشہور عام ہے
والی دکن کا آصف گردون مقام ہے

فتح و ظفر ہمیشہ معاون رہین ترے
ہر خاص و عام کی یہ دعا مستدام ہے

قطعہ

کام آئنگا ہین دولت و تلوار و فوج سے
اسپیچ مین جو شاہ کا اپنے کلام ہے

جاتا نہین کلام ہمین اسمین کچھ ذرا
جو شاہ کا مرام وہ اپنا مرام ہے

سایہ سے چار یار کے شاہ دکن مرا
عادل سخی بہادر و ذی احتشام ہے

عمرت دراز باد کہ تا دو مشتری
سائل کے حق سے عرض یہی صبح شام ہے

دریا جناب گوبرن لال صاحب فرزند رائے جیبی پرشاد وکیل معتمد مرلینو سن ڈیٹنگ کلب شاگرد رستم صاحب

ایسا نہ کوئی دہر میں عالی مقام ہے — جیسا ہمارے ہند میں شاہ نظام ہے
باعث ہے فخر ہند کا اور اہل ہند کا — عاشق ہزار جان سے ہر خاص و عام ہے
کلکتے سے ہوے ہیں جو واپس بعز و شان — آمد کا شاہ کے یہ ہوا اہتمام ہے
صد بانیں کمانیں ہیں آراستہ ہے شہر — آئے حضور بلدہ میں کیا دھوم دھام ہے
جس چوکڑے میں شاہ ہیں رونق فزا ہی — اور سیر عجب لطف ہے اور احتشام ہے
آئی سواری شاہ کی باکر و فر ہے آج — سڑکوں پہ بہر دید عجب ازدحام ہے
بزمیں رچی ہیں آج دکن میں ہزار ہا — چلتا ہر ایک بزم میں عشرت کا جام ہے
قایم رہے ریاست شاہ دکن بدیہ — درگاہ کبریا میں یہ عرض غلام ہے
جب تک فلک پہ نجم ہیں اور مہر و ماہ ہیں — قایم رہے نظام دعاے عوام ہے
اہل دکن کے سر پہ یہ دایم رہیں نظام — وردا کی بس دعا یہ صبح و شام ہے
کہتے ہیں پھر کتا مطلع ثانی بوصف شاہ — بہتر ہی زمین شعر تیراز ارتسام ہے

مطلع ثانی

بذل عمیم شاہ بہر خاص و عام ہے — نیکی میں اپنے شاہ ہرا نیک نام ہے
خرم رہیں وہ آل و اولاد و ملک سے — حق میں حضور کے یہ دعاے مدام ہے
کاٹے سر عدوے حضور نظام کو — صمصام کو ازل سے یہی اقتسام ہے
اہل دکن و اہل ہنود و یہود کو — حضرت کی ذات پاک سے بس انتظام ہے
روک اب زبان کو اپنی تو در تا ادب کیا — شعرا کا یاں یہ اسلیے سے اعلی کلام ہے

شمس جناب مرزا شمس الدین بیگ صاحب خلف مرزا ظہور بیگ صاحب مرحوم
سابق سررشتہ دار مجلس عالیہ عدالت

کہتے ہین جن و دیو و ملایک بشر سبھی ‫ — ‬ آئے حضور بلدہ مین کیا دہوم دہام ہے

لاکھون چراغ سیکڑون قندیل بھی ہین ‫ — ‬ پولس کا بھی دورویہ عجب انتظام ہے

سنکر خبر کہ آتے ہین وہ شاہ نیک نام ‫ — ‬ آئے تھے پیشوائی کو سب خاص و عام ہے

موتی گلی سے اسٹیشن ریلوے تلک ‫ — ‬ لوگون کی دہوم دہام کا اک اژدہام ہے

ہردم دعا یہ شمس کی ہے روز و شب خدا ‫ — ‬ قایم رہے نظام کا جو احتشام ہے

فرحت جناب بالا پرشاد صاحب تلمیذ مولوی محمد سلیمان صاحب مہدی

آئی بہار شہر مین اب دہوم دہام ہے ‫ — ‬ کلکتہ کے سفر سے جو آیا نظام ہے

رستم دلاوری مین ہے کسریٰ ہے عدل مین ‫ — ‬ بحر کرم ہے ابر سخا لا کلام ہے

کوئی سبب تو ہے جو رعایا ہی جان نثار ‫ — ‬ ہر شخص کی زبان پہ ہے آیا نظام ہے

گردون بھی بار منت شہ سے ہے سرنگون ‫ — ‬ اتنی ترقیون پہ تو اب فیض عام ہے

یارب تو بخش تخت سلیمان حضور کو ‫ — ‬ میری دعا خدا سے یہی صبح و شام ہے

جب تک کہ تخت و تاج ہو شہ تاجور رہے ‫ — ‬ جب تک جہان مین ہو کہ جہان کو قیام ہے

فرحت کی یہ دعا ہے کہ قایم رہے مدام ‫ — ‬ آصف دکن کا جو شہ عالی مقام ہے

فاضل جناب علی رضا صاحب تلمیذ مولوی حبیب اللہ صاحب عالی مہتمم صدر شفاخانہ سرکار عالی

ذی رحم بادشاہون مین ایسا نظام ہے ‫ — ‬ جو شخص ہے وہ شکر لطف و سخا کا غلام ہے

ملکون مین اوسکے جود و سخاوت کا نام ہے ‫ — ‬ فیض و کرم زمانہ مین اوس شہ کا عام ہے

ہم جان و دل سے شاہ کے لیے مطیع ہین ‫ — ‬ ہم مقتدی ہین اوسکے وہ اپنا امام ہے

جھکتے ہین سر بڑے بڑے سرکشون کے یان ‫ — ‬ وہ ذی حشم ہے شاہ وہ ذی احترام ہے

رتبہ رہے بلند فزون اوسکی عمر ہو ‫ — ‬ جب تک جہان مین چرخ برین کا قیام ہے

شہر دکن بنا ہے جو یون غیرت چمن — قطعہ بند یون ہر طرف جو روشنی کا انتظام ہے
چھوٹا بڑا تماشہ کو نکلا ہے گھر سے آج — ہر سو تماش بینون کا اک اژدہام ہے
دلکو یہ فکر تھی کہ ندا آئی غیب سے — شہ کے سفر سے آنیکی یہ دھوم دھام ہے
قابل کی یہ دعا ہے سلامت رہے مدام — محبوب بادشاہ دکن جسکا نام ہے

جاہ - جناب میرزا اصغر علیصاحب تلمیذ حکیم میر عنایت علی صاحب حمید

ہر سمت روشنی سے بڑا اژدہام ہے — آئے حضور بلدہ مین کیا دھوم دھام ہے
کلکتہ سے پھرا جو باقبال و فتحمند — آصف خطاب و سکا ہی محبوب نام ہے
یہ وہ سخی ہے جسنے گدا کو کیا امیر — حاتم بھی جسکے در کا گدا لا کلام ہے
کاک شاع نیک کہ مین حق پرست ہم — زندانہ اسطرح کا ہمارا کلام ہے
افعال بھی ہین شاہ مرے بادشاہ کے — شہ کا کلام بھی تو ملوک الکلام ہے
ہو جاہ پہ کرم کی نظر اے شہ دکن — مشہور گو سخا مین شہا تیرا نام ہے

قطعہ جناب غلام جیلانی صاحب شاگرد جناب لمعہ صاحب

خلقت مین چار سمت یہی شور عام ہے — آئے حضور بلدہ مین کیا دھوم دھام ہے
عیش و طرب کا شہر مین سب انتظام ہے — اب آمد آمد شہ عالیمقام ہے
کیون فخر خادمی کا نہ حاصل ہو آپ سے — دل سے جو اس نظام کا ادنی غلام ہے
خلق خدا کو کیون نہو آرام خلق مین — سایہ فگن دکن پہ جو شاہ نظام ہے
جود و عطا کی مجھپہ بھی ہو جائے یک نظر — سرکار کا تو لطف و کرم سب پہ عام ہے
حق نمک ادا کیا اسے مست اور کیا — شاہ دکن کا تو بھی اک ادنی غلام ہے

تمت

رفعت - عالیجناب راجہ راجان مہاراج آصف نواز ونت بہادر صدر محاسب صاحب سرکار عالی

جور و جفا کا نام اگر لطف عام ہے
بس دور ہی سے آپکو میرا سلام ہے

کیا قدر و منزلت مرے آگے ہما کی ہو
سر پہ جو میرے سایۂ شاہ نظام ہے

رتبہ یہ ہے بلند مرے بادشاہ کا
دربان ہے دارا اوسکا سکندر غلام ہے

شاہان دہر پر ہے فضیلت نظام کو
تسبیح مین بھی دیکھو تو افضل امام ہے

پہلو دبا کے بیٹھے ہین اغیار تیرے پاس
خلوت مین چل کہ تجھسے مجھے کوئی کام ہے

روشن جہان ہو گیا جسدم اوٹھی نقاب
رخسار یار ہے کہ یہ ماہ تمام ہے

سب شغل کر رہے ہین مگر ایک ہم نہین
خالی ہی میکدہ مین کوئی اور جام ہے

ظاہر ہے خال و خط سے ترے یار دلربا
دانہ وہ مرغ دل کے لئے ہے یہ دام ہے

مین تو فراق یار مین روتا ہون رات دن
برسات کا زمانہ مرے گھر مدام ہے

رخسار کے قریب مزہ دے رہی ہے زلف
سب کہہ رہے ہین کیسی سحر کیسی شام ہے

رفعت کے گھر وہ آئین شباب کس طرح
بیفائدہ خیال ہے سودائے خام ہے

ضیغم - خاکسار محمد عبد اللہ خان داماد آنریبل نواب شمس الامرا مرحوم بانی جلسۂ مشاعرہ

کلکتہ سے جو آئی سواری نظام کی
اللہ رے خوشی سے خوشی خاص و عام کی

باغ دکن مین آئی بہار طرب فزا
زاہد کے دل مین ہے ہوس صراحی و جام کی

واعظ ہے جوش بادۂ عشرت سے بیخبر
بھولا ہوا ہے بحث حلال و حرام کی

دیکھو جو محتسب کو تو مست نشاط ہے
مطلق خبر نہین ہے غم انتقام کی

اک اک ہے جام عیش سے ایسا چھلکا ہوا
رندوں کی کچھ نہ پوچھئے اونکی تو بن پڑی
سرشار ہیں شراب مسرت سے خاص و عام
بے اختیار جملہ نمک خوار خوش ہوے
مصرع یہ ہر بشر کی زبان پر خوشی سے تھا
میں ہوں کسی شمار میں کیا حوصلہ مرا
اے شاہ تجھ پہ ناز سیادت کو کیوں نہ ہو
دم مارے تیرے سامنے لقمان کیا مجال
ہندوستان پہ الٹی ایام کیا کرے
وہ شاہ کہ جسکی بزم کا ساغر جہان نما
کانپے ہیں رو سیہ فلک فرط خوشی سے
انعام و جود و داد و دہش بخشش و کرم
حق پرور ہیں امین عدل میں انصاف شاہ دین
دشمن خراب خستہ ہوں اور دوست شاد ہوں
ضنیم تو لطف شاہ کا امیدوار ہے
سجن و عاقبت ضنیم سے
کہا اک سے تو دل شاد ہو کر
آمد سفر شاہ مثل خورشید
این مصرعہ خوش نوشتہ کا ضنیم

اپنی نہ ہے خبر نہ خبر صبح و شام کی
ہر دم پڑے ہیں دھن میں مے لالہ فام کی
ایسی خوشی ہے آمد شاہ نظام کی
صورت جو دیکھی شاہ ذوی الاحترام کی
ہو عمر شاہ خضر علیہ السلام کی
مدحت لکھوں جو آصف عالی مقام کی
اک دم میں گئی ہے شے فیض عام کی
سحبان کو تاب کب ترے آگے کلام کی
ہے دست عدل شہ میں زمام انتظام کی
توقیر اوسکے سامنے کیا جم کے جام کی
لرزاں ہوں جس جگہ جنبش اوسکے حسام کی
جوہر پہ سب ہیں ذات میں شاہ نظام کی
شہرت ہے روم و شام آج جس کے نام کی
اپنی تو بس دعا ہے یہی صبح و شام کی
لائے خبر ضرور وہ اپنے غلام کی

قطعہ تاریخ

شہ یاور دل لقب تشریف جب لائے
مبارک پہ حضور والدہ آئے

رباعی

دل شاد و طرب ناک ہر یک گردید
فرمود مراجعت سحر آمدید

۱۳۰۹ ف

الله
العظمۃ

غزل ریختہ قلم سحر کار معجز نگار خضر سر چشمہ سخن مسیحای جان

بخش ہنر و فن ادا بند معانی طرز شناس سخندانی خدیو

قلمرو خوش مقالی خسرو ملکِ نازک خیالی مالک ازمۃ

التقریر والتحریر سلطان فلک سریر سکندر شوکت سلیمان رفعت

السّلطان المعظم والخاقان المفخم بعید الہم قریب الہمم نظامِ امور الاُمم

ملاذ العرب والعجم نظام الملک والملۃ والدین ظل اللہ فی الارضین

قدر قدرت اعلےٰ حضرت نظام الملک آصفجاہ

نواب میر محبوب علیخان بہادر فرماندہ دکن

خلد اللہ ملکہ و اقبالہ و ضاعف مجدہ و اجلالہ و افاض علی العالمین برہ

احسانہ و ابد فی الملوک سلطانہ بحرمت جد الحسین و الحسن

مثل خورشید قیامت ہے تابان دیکھا — جو سنا تہا نہ کبھی وہ شب ہجران دیکھا

خواب مین ہمنے نہ کیا جلوۂ جانان دیکھا — دیکھنا تہا جسے او دیکھہ کبھی عنوان دیکھا

دلکو دلدار کا بس تابع فرمان دیکھا — ہمنے کافر اسے پایا نہ مسلمان دیکھا

داد دی ہے اوسنے ہی راہ انصاف — باوفا ہمنے تو محبوب علیخان دیکھا

جہانتک کرون دیوار سے اغیار کو ساتہ — نہین دیکھا نہین دیکھا تجھے ہان دیکھا

جسکی خلقت مین ہے سختی نہین کیون دلگیر — ہمنے کھلتے نہ کبھی غنچۂ پیکان دیکھا

دل وہ دل ہے جسے پہلو نے دلارام ملا — آنکھہ وہ آنکھہ ہے جسنے رخ جانان دیکھا

پاس جاکر جو سر راہ کیا مین نے سلام — پھر اوسنے وہین سوے نگہبان دیکھا

دل کی وحشت نے بڑی سیر دکھائی ہمکو
کوہ پر کوہ بیابان پہ بیابان دیکھا

اوسنے دامن سے کسی ورنہ آنسو پونچھے
اثر گریہ ترا دیدۂ گریان دیکھا

مجھہ سے انکار ہے غیر سے ہو وعدۂ وصل
دیکھا دیکھا تری قربان مری جان دیکھا

ابتدا مین تو محبت نے دکھائی کچھہ لطف
عاقبت جی کا ضرر جانکا نقصان دیکھا

چھیر کر دل کو مرے آپنے دیکھا تو سہی
یہ تو فرمایئے کس چیز کا ارمان دیکھا

ہم نہ کہتے تھے کہ جانباز محبت ہم ہین
کسطرح ہوگئی جی جان سے قربان دیکھا

جور کو لطف سمجھہ لیتے ستم کیسا ہے
اک زمانے کو ترا بندۂ احسان دیکھا

مجھہ سے کیا پوچھتے ہو تم مرے دل کی حالت
کیا نہین خونکا قطرہ سر مژگان دیکھا

اوٹھہ کھڑے ہوتے نہ کیون ہم کہ بری تہے آثار
فتنہ خیزیکا تری بزم مین سامان دیکھا

ہم جتاتے تہے تجہے راہ محبت مین بہت
پہنس کے الفت مین مزا اے دلِ نادان دیکھا

زلف وہ لف پہر اوسکا نہو سودا کیونکر
اچھے اچھونکو یہان چاک گریبان دیکھا

عشق میں دل کو رہی ظاہر و باطن تکلیف
داغ کو ہمنے عیان درد کو پنہان دیکھا

چشم مشتاق کو تم آنکھہ دکھاتے کیون ہو
اچھی صورت کو گنہ کیا جو مری جان دیکھا

ابھی لپٹا تھا گریبان سے مرے دست جنون
ابھی دامن سے اوسی دست و گریبان دیکھا

سہل جو عشق میں تھا کام وہ مشکل پایا
جسکو دشوار سنا تھا بہت آسان دیکھا

خاک سے کسکے کدورت ہے کہ اکثر ہمنے
اک جگہ اوسکو جھٹکتے ہوے دامان دیکھا

آنکھہ بدلی نظر آتی ہے زمانے سے تری
دیکھنا ہمنے نئی ترا خوب پہچان دیکھا

آنکھہ کیا بند ہوئی کھل گئین آنکھین اپنی
عدم آباد مین کچھہ اور ہی سامان دیکھا

اونکے قابو میں بھی رہتا نہیں بیتابی سے
لیکے دل ہمنے بہت اونکو پریشان دیکھا

اوسکا مشتاق ہون کر آدمی بیت پہ
جسکو لوگون نے عوض گریہ کے خندان دیکھا

اس زمانے مین ہے نیرنگ زمانہ کیا کیا
ہمنے آصف کو کبیدہ تر پریشان دیکھا

بحکم کاتب قدیم مطبع رکاب سعادت اقدس
ناچیز محمد [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بشر سے شرح جلال و جمال مشکل ہے — یہ فرض اس سے ادا ہو کہاں مشکل ہے
جب اونکے شان و مراتب ہی ہیں وافت — تو مدح سبھی اصحاب و آل مشکل ہے

فیض کلام اوسیکا انعام عام ہے جس نے حضرت موسیٰ کو کلیم کا معزز خطاب عطا فرمایا ہے یہ وہ پرتاثیر معجزہ ہے جسکا مظہر مسیحائی کا وارث قرار پایا ہے - کلام ہی وہ چراغ ہے کہ ظلمت و نور دونوں جسکے پرتو ہیں - کلام ہی وہ باغ ہے کہ غزل و مرثیہ دونوں جسکے سبزہ خودرو - کلام ہی وہ دور خدا آئینہ ہے کہ خوشی و ماتم دونوں جسکے تصویرین ہین - کلام ہی وہ تحریر ہے جسمین مسرت والم مثل خط توام دولکیرین - کلام ہی وہ محل سرا ہے جسکے حقیقت و مجاز دو منظر ہین - کلام ہی وہ شہباز ہے جسکے مدح و ذم دو شہپر ہی وہ جادو ہے جو محبت کو مستحکم کرتا ہے - اور یہی کلام ہے یہی وہ اعجاز ہے جو آتش عشق دلوں میں مشتعل کرتا اور یہی مرہم - یہی عروس [illegible] کا زیور

یہی مجلس تعزیت مین نوحہ گر۔ یہی ایجاد دو عالم کے لئے کُن کا حکمنامہ لایا
اسی نے کنتُ کنزاً سے اوسکا سبب سمجھایا۔ اللہ رے کلام ہیچ ہے
یہی مایۂ ہدایت ہے اور یہی پایۂ ضلالت۔ یہی موجب ملامت ہے
اور یہی باعث سلامت۔ مبارک ہین وہ لوگ جو اسکی خیر سے بہرہ ور اور اسکے
شر سے پرہیز ہین۔ الشعراء تلامیذ الرحمٰن گو موجودہ شعرا کی شان مین ہو
تاہم حیثیت بھی باعث افتخار ہے۔ گو ہر سخن جادو نہو تاہم اِنَّ مِنَ
البیان لسحراً سے کسکو انکار ہے۔ جوہر کے خواستگار کو کوہ نوردی
سے عار ہو تو ہیرے کی آلائش کیا دریا مین کیجاے۔ غواص کا دل اگر
آب شور سے ملول ہے تو کیا موتیون کی جستجو مین جنگل جنگل ہو کرین
گہا کر۔ اس لئے لازم ہے کہ دانا ہر کلام کو عزیز سمجھے اور جس طرح مجاز کو حقیقت
کا زینہ جانا جاتا ہے۔ عام شاعری کو خاص کا آئینہ مانے۔ لال پیارا
تو لال کا خیال پیارا۔ ایک کی تلاش مین ہزار کو دیکھے یہ کیا خار سے بچنا اور
گل کو دیکھنا۔ منظور صلح ہے تو کل کو دیکھنا۔ مگر شکر ہے کہ جس زبان نے
شاہجہانی عہد مین جنم لیا آصف جاہی زمانہ مین دربارداری کی قابلیت
پائی۔ یہ وہی بچہ ہے جو دلّی مین نابالغ تھا حیدرآباد مین جوان پھلا پھولا
بادشاہ وزیر امیر فقیر سب اوسکے مربی اور سرپرست ہین دربارون مین
قصیدے جشنون مین مبارکبادین۔ شادیون مین سہرے۔ تقریبون مین تاریخین

جلسون مین غزلین تقریرین افراد تحریرین ابیات مشاعرون مین مصرعے ماتمون مین مرثیے ۔ غرض ہر جا اسیکا جلوہ ہے سچ ہے قدر دان شاہون نے بیج بویا شوقین رعایا نے درخت پالا حیدرآباد دکن کے چند مشاعرون مین سے ایک یہی جلسہ عرس شریف ہے جو چودھوین ماہ رجب کو حضرت قدوۃ مرتبت ہادی سبیل طریقت رافع رایات شریعت محیط اعظم رحمت الٰہی ابر سطیر فیوضات ناعتناہی مولانا مولوی حافظ میر شمس الدین محمد فیض رح لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون کی مزار پر انوار پر سالانہ ہوتا ہے اور پانچ چیزون کا گواہ عادل اور شاہد کامل ہے ۔

اول آصف زمانہ شہریار فرزانہ نظام الملت والدین مفخر السلاطین خلد اللہ ملکہ کا اس طرف میلان ۔

دوسرے عامہ رعایا کا رجحان کہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِینِ مُلُوکِہِم ۔

تیسرے حضرت صاحب مزار کا فیض و تصرف ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ۔

چوتھے عمائدین و اعزاے بلدہ کی دلی رغبت جیسے امیر اول نیر ہردل عالیجناب شوکت مآب نواب آصف یاور الملک بہادر دام اقبالہ اجلالہ اور وزیر بے نظیر بلند نظر فلک رخش ہلال ۔کالیجناب راجہ راجایان مہاراجہ راجہ کشن پرشاد بہادر وزیر افواج سرکار نظامیہ

و پیشکار دولت آصفیہ دام دولتہٗ۔
پانچوین جناب فصاحت اقتران معجز بیان محمد فیاض الدین خان صاحب فیاض سلمہ اللہ تعالےٰ کی عقیدتمندی اور شوق کہ اس سے مافوق مبالغہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اس سالانہ مشاعرہ اور جلسۂ عرس شریف اور اسکے معاونین کو ہمیشہ قایم اور بامراد رکھے۔ آمین

یارب العالمین

مصرعہ ہاے طرحی

کمان را زہ کن وزہ را کمان کن — قافیہ زبان

بغل مین ہم جناب فیض کو تصویر کہتے ہین — قافیہ زنجیر

جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا — قافیہ انسان

مصرع طرحی

کمان را زہ کن و زہ را کمان کن

اخگر
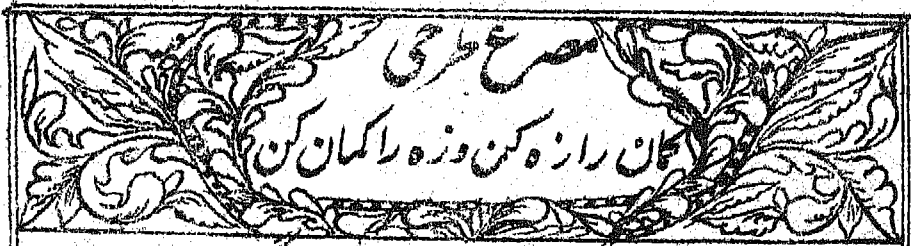
اخگر - جناب مرزا قاسم علی بیگ صاحب صیغہ دار مجلس مالگزاری سرکار عالی -

زچشم خویشتن خود را نہان کن ۔ نشان بے نشانی را عیان کن

شب وصلت بامن خوش بیامیز ۔ لب اندر لب دہان اندر دہان کن

جفا تا کے دل سنگین خود را ۔ نگہے بر حال ما ہم مہربان کن

بجسم عاشقان جانے بیفزا ۔ بیانی زان لب معجز بیان کن

بہر نقشے ترا رنگیست پیدا ۔ بہر رنگے کہ می خواہی نہان کن

شنو افسانۂ بیتابئ دل ؎ ۔ زمانے گوش خود بر داستان کن

جو بستی عہد خود بر دست گردون ۔ دلم بشکن جفا تا می توان کن ؎

بہائے بوسۂ لعل تو جانست ۔ چہ ارزان است قیمت را گران کن

نگاہ التفاتی گاہ گاہے ؎
بسوے اخگر آزردہ جان کن

الفت

الفت - جناب مولوی جمال الدین صاحب

بتجریدش فناے این و آن کن ۔ بتحمیدش زبان را زرفشان کن

برون را با درون ہم رنگ گردان ۔ زبان را دل کن و دل را زبان کن

زمین گلستان خواهی خسانی — وداع صحبت و نام و نشان کن

تماشای نگاه دوست داری — بشوق دل ز دیده خونچکان کن

بهار زلف و خط و خال و رخ بین — خوشا نظارهٔ این گلستان کن

جبین و ابروی و چشم و مهر و دهان — زگلزار رخش سیر جنان کن

جهان جاودان گر طمع داری — براه عشق پوی و ترک جان کن

بجز عشق اید چو از صحب الفت
طلب نصرت ز فیض ذی امان کن

جناب سید امیر صاحب

بچشم دل تماشای جهان کن — چو رمز خویش سر او نهان کن

نگه کن بر جمال او نگه کن — بیاد وصلش هر سو راز بان کن

جناب ابو الحیات محمد عبد الحی صاحب فرزند محمد حسین صاحب فارغ سابق سرکردهٔ پولس بلده

بانغ

دهن بگشا زبان را گلفشان کن — جهان را هم نوای بلبلان کن

پیام قتل من آورده باشی — چرا دم در کشی قاصد بیان کن

به چشم زاهد اعجاز تکلم تو — جوان و پیر را پیر و جوان کن

صراحی کرده هم من وقف تیغ است — اگر باور نداری امتحان کن

بهار است و چمن در خنده ریز است — بیا بلبل بگلشن آشیان کن

۶

بیک بوسه دل من می نیرزد
اگر قیمت گران است قیمت را گران کن
اگر قیمت کارے بر نیاید
تو خواہی آہ کن خواہی فغان کن

ز آہ آتشین گر سوخت باغ
لبت را بر لب آتش فشان کن

ترکی - جناب ترکی علی شاہ صاحب

بہر طورے کہ خواہی با من آن کن
نمیگویم چنین کن یا چنان کن
قلم در نعت پیغمبر روان کن
زمین شعر را بر آسمان کن
سخن سر کن ز زلف مشکفامش
سر صفحہ را عنبر فشان کن
سبک شو از غم قید تعلق
بردن از گردن این طوق گران کن
بر خش کامرانی گر نشینی
نظر بر حالت افتادگان کن
خرامان شو پئے گلگشت گلشن
چمن را رشک گلزار جنان کن
غم مجنون مخور اسے مرغ مجنون
بفرقم ہمچو مجنون آشیان کن
نقند آمیخت زہرت چنانند
حذر از دشمن شیرین زبان کن

بپیش بر خوان مرا اوستاد ترکی
نخستم یا گرامی امتحان کن

نقی - جناب آقا مرزا محمد نقی صاحب بن مرزا قاسم علی مرحوم فائز تخلص -

خلاف عہد خود اسے آسمان کن
بحق نامہربان را مہربان کن

نگہ ہم چنین کن یا چنان کن — بجرمت آنچہ می گنجد ہمان

جفا کش عاشقی چون من نیابی — بہر جورے کہ خواہی امتحان ک

غمین دیہ ہجرم آخر چند داری — نشاطے از وصلم ایجان شادمان ک

اگر داری سر آتاج بازی — بیا مرغ دل ما را نشان کر

تو گفتی قیمت یک بوسہ جان است — چرا ارزان کنی قدرے گران کر

غمان شد دہ بہجر دوست محبوب — دلا گر وصل میخواہی فغان کر

لقی تا باشد اندر جسم جانت
دعاے آصف دوران بجان کن

جناب تفضل حسین صاحب

دکان را کن مکان گھر را دکان کن — کمان را زہ کن و زہ را کمان کن

دلا پھر بوستان ہجون سے پڑھنا — گلستان کا سبق پہلے روان کن

بھی تیار لوح و عرش و کرسی — پکیا تھا لفظ اے اللہ میان کن

کبھی رنڈی سنے پاس اپنے بلا کر — زراہ مہربانی مہربان کن

تفضل جبکہ تو ہوجاسے بوڑھا
نہ ایسے وقت میں عورت جوان کن

نتیجہ جناب منشی تلجارام صاحب ناظم اول عدالت گرگشت ضلع لنگگو

اگر تو ناوک کن و ابرو کمان کن — دلم را صید ایجان جہان کن

تفضل

دلم را ناوکت چون کرد تسخیر　　بقتر اکم شکارا اے مہربان کن

براہ الفت ثابت قدم کیست　　بیا برخیز و بر ما امتحان کن

نقاب از چہرۂ زیبا برافگن　　تسلئی دل ما بیدلان کن

مضامین رخ مہوش نبشتہ
زمین شعر جو حصر آسمان کن

حافظ — جناب سید یوسف علیصاحب خوشنویس —

حافظ

به تعظیم سر بر پا بر سنان کن　　نگویم این مکن اے یار آن کن

نسیم صبح نور افزاے باغست　　مسلسل دور مے ساقی روان کن

چو داری پاے خود در منزل عشق　　نہ خوف خنجر و باک سنان کن

کمند زلف را افگندہ بر دوش　　شکار مرغ جان عاشقان کن

ز تیغ ابروت دل کشتہ مجروح　　ز مژگان خنجر دیگر روان کن

ستم کیش و جفا اندیش شوخ است　　خدایا سنگدل را مہربان کن

خدا از لطف دادہ دولت حسن　　زکات بوسہ نذر سائلان کن

ہواے سیر باغ حسن دارم　　چمن آراستہ اے باغبان کن

ز پہلو رفت یار غمگسار است　　کف افسوس مال آہ و فغان کن

شدم در ہجر تو بس ناتوان زار　　بوصل خویش از سر نوجوان کن

بلہو لعب عمرت رفت حافظ　ق　ز دیدہ اشک خونین را روان کن

مشو نومید این درگاہ فیض است ۔۔۔ نہ گاہے باز در دل این گمان است

مطالب انچہ داری حاصل آید
دعاے خویش بر این آستان کن

خاطر

خاطر - جناب شاہ محمد محی الدین صاحب قادری امداد الٰہی -

نمیگویم چنین کن یا چنان کن ۔۔۔ الٰہی ہر چہ میخواہی تو آن کن

ترا پرورد دست شاہ اے باز ۔۔۔ برو بر شاخ سدرہ آشیان کن

نشان بے نشان در خود بیابی ۔۔۔ نخستین خویشتن را بے نشان کن

بیا از بہر صید آہوے دل ۔۔۔ نگہ را تیر کن ابرو کمان کن

نظر بر عیب خود کن طالب حق ۔۔۔ بیا اخفاے عیب دیگران کن

برخ آویز یک گیسوے مشکین ۔۔۔ برین گنجینہ مارے پاسبان کن

چرا حق گفتی اے خاطر چو منصور
درین دار حرب کف لسان کن

خلیق

خلیق - جناب مولوی سید محمد صاحب قادری تلمیذ جناب خلق

نہ غافل باش فکر قوت جان کن ۔۔۔ ہمیشہ ذکر او ورد زبان کن

نہ بینی غیر او در جملہ عالم ۔۔۔ نظر سوے زمین و آسمان کن

ز تیغ لہو کردی قتل انفاس ۔۔۔ مثال زخم چشمت خون فشان کن

جناب سرور عالم تو گاہے ۔۔۔ نگاہ لطف بر ما مجرمان کن

مشرف ساختی ملک عرب را ارادہ گہ سوے ہندوستان کن
دل بے درد ہم پر درد گردد گہے ایدل ز درد دل فغان کن
خلیق از خود تو بگذر ہین خدارا
نشان بے نشانی را نشان کن

رضا

رضا جناب محمد رضا حسین صاحب فاروقی میر منشی محکمہ تعمیرات وصفائی قلعہ محمد نگر گلکنڈہ

دلا خواہد اگر جان ترک جان کن بگوید انچہ عشق او ہمان کن
بتوصیف گل او تازہ جان کن بمدح شکرش شیرین زبان کن
اگر خواہی تماشاے میانش میان چشم عنقا آشیان کن
چو داری میل آن ابرو و مژگان گذر اول سر تیغ و سنان کن
دہم جان را بیک دیدار رویت اگر باور نباشد امتحان کن
بہجرش صبر تا کے ایدل از آہ تہ و بالا زمین و آسمان کن
پریشانی من اے کاکل یار بہ سمعش موبمو بارے بیان کن
تصور بستہ با گلزار رویش
تماشا ہا اے رضا سیر جنان کن

رمز

رمز ـ جناب راے بہاری لال صاحب تلمیذ حضرت فیض

برندی کوشش ترک عز و شان کن خدا خواہ و خودی را بے نشان کن
بدل ذکر الٰہی ہر زمان کن نہ غوغا ہمچو مرغ صبح خوان کن

ز فرق فرقدان بگذر بعزت — دل اندر عشق آن عرش آشیان کن

سر از پیر زمان ناپایدار است — بر انداز و مقام لامکان کن

دران فرزانه مستانه بظاهر — گذر در حلقهٔ دیوانگان کن

چو دل شد مستقل کن هر چه خواهی
کنون گویم چه رہبر این کن آن کن

رشید

رشید۔ جناب محمد رشید الدین صاحب خلف پاس صاحب

دلم پامال رفتارت که جان کن — نگارا هر چه دل میخواهد آن کن

بیا قاتل بسر خنجر روان کن — سبکدوشم ازین بار گران کن

بسازان نکهت زلف معنبر — معطر مغز جان عاشقان کن

برخ گلگونه درکار است اے شوخ — بہار یاسمین را ارغوان کن

کلام شمع گر خواہی شنیدن — خموشی را درین محفل زبان کن

قدم رنجه بنا اے رشک خورشید — زمین خاکساران آسمان کن

شب وصل است اے شمع دل افروز — برون پنبه به محفل از دہان کن

رشید از فیض تو امید دارد
کرم اے قبله گاه دستان کن

رہبر۔ جناب ملک محمد حبیب اللہ صاحب حافظ دفتر معتمد صرف خاص بلدی

نمیگویم که پاس این و آن کن — مناسب آنچه میدانی همان کن

نہادم سرکش با دست بردار — بحالم نیست گویم این و آن کن
زمشغولی دنیا باش فارغ — نہ او قات عزیزت رائگان کن
بہارا اے عندلیب آمد بگلزار — قریب باغ طرح آشیان کن

غلام خواجہ اجمیر زاہد است
بدو اے خواجہ لطف جاودان کن

زاہد۔ جناب حاجی احمد حسین صاحب

خیالش را بدل دامن کشان کن — زچشم تر سرشک خون روان کن
لبے بگریستی اکنون فغان کن — زمین پرکردہ پر آسمان کن
بلند و پست یکجا شعر بنویس — زمین را ہمنشین آسمان کن
زبانت گر نفہمد آن ستمگر — شکست رنگ خود را ترجمان کن
شود سرسبز نخل وصل دلدار — سرشک از چشم در بیخش روان کن
شوی مشہور در عالم بغربت — مثال کیمیا خود را نہان کن
اگر آرزوے فتح باب است — کلید نالہ در قفل دہان کن
اگر خواہی نشان خود بعالم — ہمیشہ نام او ورد زبان کن

نژاد او نہ زاہد طبع عالی
زمین این غزل را آسمان کن

چو عنصر استخوان مشعلش بیان کن — نہان این ماہ زا نا مہربان کن

زنندت گر بلب مهر خموشی
جرس آسا ز چاک دل فغان کن

حدیث سوزش دل شمع مانند
ز اشک گرم پیشش ترجمان کن

اگر آن سرو از پیشت گذر کرد
ز چشم تر پیشش جوی روان کن

بده یک بوسه نقد جان دهم من
اگر باور نباشد امتحان کن

ز زلف خود مزن برهم جهان را
حذر از سوزش آه و فغان کن

وعده جان دهن عیسی کلامت
ازان لب یکدو حرف خوش بیان کن

بیا در خانه یا از دل برون شو
خدارا یا چنین کن یا چنان کن

بیا سا باید دل از آهے کشیدن
کنون زاید را تیر از کمان کن

سلام ۔ جناب غلام خواجه معین الدین چشتی صاحب عرف خواجه میر شاگرد شمشاد لکهنوی

سلام

ز خود بگذر نه فکر این و آن کن
انا الحق را حجابے درمیان کن

ترحم را دواے درد جان کن
نگاه لطف بر خسته دلان کن

بیا صیاد صید مرغ جان کن
نگه را تیر و ابرو را کمان کن

تمیز سیم و مس گردد به معیار
عدو را نیز با من امتحان کن

پریشانم ز عشق زلف جانان
مگو ناصح چنین کن یا چنان کن

غزلها در این پرده نهان است
دلا این پند را اکنون چنان کن

سلام این خانه تاریک دل را

سنو را ز خیال بد رہان کن

سلیم

سلیم - جناب محمد نظام الدین صاحب -

نگه را تیر و ابرو را کمان کن — شکار مرغ جان اینجان جان کن
نمودم سینهٔ خود را نشانه — تو نوک سهم مژگان را سنان کن
اگر بر ترش شکل خواب تلخ است — بیا اے نازنین در دل مکان کن
نظر کن سوے من از چشم الطاف — دل پر رنج و غم را شادمان کن
صدف آسا لبت را زود بکشا — لسان چون ابر نیسان دُرفشان کن
مگو اصلا کلام تلخ با کس — ز شیرین گفتگو دل شادمان کن
بکن شانه بزلف عنبر افشان — رخت را رونق باغ جنان کن
نگویم این کن و آن کن تو جانان — پسندت آنچه می آید همان کن
چه می گردی بدر ها بهر روزی — طلب از درگه روزی رسان کن

به دیوارے اگر پندے نبشت است
سلیم آن پند را خاطر نشان کن

ساجد

ساجد - جناب عبدالرحیم خان صاحب شاگرد جناب عصر

نگه را تیر و ابرو را کمان کن — دل این بے نشانے را نشان کن
نمیگویم که با من این و آن کن — چه در دل آیدت جانان همان کن
منم عاجز گدا اے درگه تو — نگاه لطف بهر خسروان کن

تو میدانی نہان و آشکارا — مگو از من کہ حال دل بیان کن
الٰہی نور حسینی د توانا ہو — نظر بر بیکسی ناتوان کن ہو

شو اہد دین و دنیا از تو ساجد
مگر در عشق خود ہیں کامران کن

شور - جناب منشی گل محمد صاحب تلمیذ حضرت فیض سقیم گلبرگہ -

شور

نمی گویم چنین کن یا چنان کن — مرا لیکن بعشقش امتحان کن
بہجران بت کافر چہ نازمس — فغان کن اے دل نالان فغان کن
تو خود شد حاضر و غایب برابر — زبان را دل کن و دل را زبان کن
مباش از سازش دل غافل اے چشم — تو در عشق اعتبار راز دان کن ہو
ببینم در چشم خود آن جان جان را — تلاش یوسفے در کاروان کن ہو
بیا ساقی بدہ دارو ے جان بخش — قدح پیر کردن را جوان کن

اگر کیفیت دل خواہی اے شور
بصد جان خدمت پیر مغان کن

شوق - جناب غلام محمد صاحب عرب -

شوق ۱

نگویم نالہ و آہ فغان کن — دل من اینجا آستان سست آن کن
دل و ایمان و دین نذر بتان کن — خدا را بعد از من تسلیم جان کن
بنا ے کار برا ے فغان کن ہو — بہر آن نکتے کہ او گوید بیان کن

بجای نیک تسخیر جهان کن	شهنشاهی بزیر آسمان کن
بیا ساقی که فصل گل در آمد	بجام اندر شراب ارغوان کن
سرت گردم به نطق روح پرور	دل ناشادمان را شادمان کن
عزیز من به جست و جوی یوسف	بدیده سرمه گرد کاروان کن
ز طفلی خادم میخانه هستم	کرم بر من تو ای پیر مغان کن
رموز عاشقی مانند موسی	دلا معلوم از چوب شبان کن
سرے دارم که آرم زیر تیغت	اگر باور نداری امتحان کن

اگر داری سر عشق بتان شوق
خدارا زود ترک خانمان کن

شرف

شرف۔ جناب سید شاہ روشن علی صاحب شطاری مقیم راجپور۔

تو هست و نیست صورت را نهان کن	مقام خویشتن در لامکان کن
عرض جوہر بمعنی هست واحد	ز ذات و صفاتش این و آن کن
بگو قاصد به پیشش حال زارم	مضامین دلم در دہ زبان کن

بر آر از آه فرقت دود غم را
دل خود را شرف آتش زبان کن

عزیز

عزیز۔ جناب عزیز بیگ صاحب سجادہ تکیہ مغل فقیر شاگرد جناب عصر

کرم بر من خداوند جهان کن	دل سنگین آن بت مهربان کن

حذر کن اے عدوے دوست صورت
فدا جان را برائے دوستان کن

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
بباغ دل نشین سیر جہان کن

جوان بخت و جوان دولت جوان سال
رئیسم را شہنشاہ جہان کن

صبا پیغام آرزو از مدینہ
عزیزا رو بسوئے کاروان کن

فقیر - جناب لطیف علی شاہ صاحب

دلا حمد خداوند جہان کن
بہ نعت مصطفٰے شیرین زبان کن

احد در شان احمد جلوہ کردہ
بچشم حق ببین و امتحان کن

زراز نحن و اقرب آگہی دہ
مرا با حق تعالے راز دان کن

بگفتا ساقی مہروے سرمست
بنوشی جام سر حق نہان کن

شنو ارشاد من اے فقیر مسکین
نہان گشتہ بحق خود را نہان کن

فاضل - جناب مولوی قطب الدین محمود علیہ صاحب ابو العلائی

تماشاے رخ پر نور آن کن
بوجد آمی و بدر وای و فغان کن

لکیلا تعتدی فی الخلق سلمیٰ
جمال خویش پنہان از جہان کن

نہ انکار تو شوقم در ترقیست
خدارا چارہ دل ایجوان کن

بتا خواہم کہ گردی نرم برمن
فباللہ العزیز المستعان کن

بشفقت ہمچو پیران ناتوانم
خدارا رحمتے اے نوجوان کن

بالطاف و کرم دستم گرفتہ
خرامان قصد سیر بوستان کن

مترس از بار عصیان فاضل زار
نظر بر فضل خلاق جہان کن

قاضی

قاضی - جناب احمد علی صاحب صدیقی تلمیذ حضرت فیض -

ز کار دو جہان این کن نہ آن کن
تماشائے رخ و زلف بتان کن

نگہ را تیر و ابرو را کمان کن
بایقان جان من دفع گمان کن

ادیم طائفی نعلین پا کن
پئے ما انچہ جامی خواند آن کن

مرا غیر تو نبود یار و یاور
اگر باور نباشد امتحان کن

بہ پیری تا کے افسوس جوانی
رضا جوئی یار نوجوان کن

چو خضر جان پئے مردہ دل ما
بر آب زندگی کشتی روان کن

لب قاضی بہ مے آلودہ گردان
بیا ساقی مرا رطب اللسان کن

قانون

قانون - جناب مرزا فتح اللہ بیگ صاحب -

چرا گویم تو بر من این و آن کن
ترحم بر دل این خستہ جان کن

جفا کردی کنون بر عکس آن کن
ز وصل خویش مارا شادمان کن

بگو قاصد بہ آن عیسے دوران
علاج خاطر این ناتوان کن

قیام

قیام - جناب حاجی محمد قیام الدین صاحب میر منشی دفتر سیاہہ دیوانخانہ مبارک

نگویم چنین کن یا چنان کن … بدل ہر چہ کہ می آید ہمان کن
ندارم تاب ہجرانت سر مو … مرا آزادے آرام جان کن
مسیحا شو دمے با غمزہ و ناز … علاج درد جان ناتوان کن
خدارا بر من بیدل ببخشاے … نگاہے بر من بے خانمان کن

بوصل خویش روزے از رہ لطف
قیام دل حزین را شادمان کن

کاشف

کاشف - جناب سید ابراہیم صاحب مدرس فارسی تعلقہ بیجاپور ضلع ملدرگ

نگویم نہان کن یا عیان کن … غرض خطبے بعالم ہر زمان کن
ازین بہ دعوت ایمان نباشد … کہ در ناقوس اواز اذان کن
مدار کار من شد بر توکل … چہ گویم من چنین کن یا چنان کن
وفایم بین چہ باشد و فایم تو … مرا از ہر چہ خواہی امتحان کن
غم در حسن تا کے اے ستمگر … ترحم بر ضعیف و ناتوان کن
مرا از بوسۂ لب زندگی دہ … اگر بیمرم بہ اعجاز جوان کن

مطلع
بیا اے سرو سیر بوستان کن … زمین باغ را رشک جنان کن
بیا اے جلوہ گر شو اہ خوبے … ز حسن خود زمین را آسمان کن
بدیدارش ز ہر تن دیدہ باشد … بوصف او ز ہر عضوے زبان کن

بیفشان بال و پر اے مرغ روحم | بیا بر شاخ سدره آشیان کن

جهان زور است کاتب پر فریب است
رها خود را ز دام کن فغان کن

مزاج

مزاج ـ جناب حکیم محمد مظفر الدین خان صاحب تلمیذ حضرت فیض رح

حذر اے همصفیر از باغبان کن | برون از باغ طرح آشیان کن
بیا ساقی عیان سر نهان کن | بده یک جام و سیر دو جهان کن
چو ماه نو روان کن کشتی مے | زمین میکده را آسمان کن
بکش اے شیخ جام مے به پیری | تماشاے بهار اندر خزان کن
اگر خواهی شوی آگه ز اسرار | عمل بر گفتهٔ پیر مغان کن
خودی بگذار دایم با خدا باش | بشهر عشق ترک این و آن کن
نشان بے نشانے را نشان کن | مکان لامکانے را مکان کن
بکن سیر چمن اے یار گل رخ | ببین آئینه سیر گلستان کن

مزاج انجام به باید ز آغاز
چو شد دل نذر جانان فکر جان کن

معلی

معلی ـ جناب محمد مظفر الدین صاحب مددگار صدر مهتمم شیفا خانجات ممالک محروسه سرکار عالی

خودی بگذار و خود را بے نشان کن | مکان کن ترک و عزم لامکان کن
نفس را در هوایش بادبان کن | روانه کشتی عمر روان کن

به بزم او نشین چون شمع خاموش / زبان بند از بیان این و آن کن

اگر خواهی نجات از سختی مرگ / دلا نام نبی ورد زبان کن

بگیر از هر لباسے بوے یعقوب / تلاش یوسف اندر کاروان کن

ز باطل بگذر و حق گو چو منصور / مقام دار را دار الامان کن

بشو خاک غبار خاکساران / گذر بر چرخ هفتم آسمان کن

غلط کن شربت دیدار بے کیف / علاج جان زار عاشقان کن

فکن بر دوش خود این طرهٔ ناز / بدام زلف تسخیر جهان کن

چمن زار دل پر داغ ما را / شگفته از بهار بےخزان کن

اگر خواهی ثواب حج معلی
طواف خانهٔ پیر مغان کن

محب - جناب غلام محبوب خان صاحب مددگار دفتر خزانه صرف خاص سرکار عالی

سرشک خون ز چشم تر روان کن / غبار غم بشو دل خوش ازان کن

بگلگشت چمن می آید آن گل / چمن آراسته اے باغبان کن

فدای یک صنم در عاشقانت / گرت باور نباشد امتحان کن

فرود از بام آ اے مهر خوبے / زمین خانه ام را آسمان کن

بدرد دوریش ایجان محزون / بکا کن ناله کن آه و فغان کن

همیشه راز خود سربسته بیدار / سکوت خویش را مهر زبان کن

بخواند یا براند هرچه خواهد	سر تسلیم خود برآستان کن
بلطف بوسهٔ لب هاے شیرین	زبان بندی ذوق عاشقان کن

بفکر تست چون صیاد هردم
محب زین باغ بیرون آشیان کن

مخدوم

مخدوم - جناب خواجه محمد مخدوم میان صاحب جاگیردار شاگرد جناب عصر

نشین یاد خداوند جهان کن	مکان بگذار سیر لامکان کن
زند هرکه لاف دوستی را	بمیدان محبت امتحان کن
نشان خواهی اگر زان بے نشانی	تو نام خویشتن را بے نشان کن
بمیدان محبت باش صادق	دل و جان را فداے دلستان کن
مراد خویش اگر خواهی بیابے	مراد و داد خواهان را روان کن
غنیمت صحبت پیر مغان دان	به میخانه بیا مے را روان کن
مآل کار بر آغاز دریاب	مرو کج سر طریق راستان کن
بکن پیر طریقت هرچه گوید	تو از شک بگذر و دفع گمان کن
برو ملک قناعت را بدست آر	تو شاهنشاهی کون و مکان کن

ز خدمت میشود مخدوم خادم
خدا را خدمت اهل دلان کن

منیر

جناب محمد منیر الدین صاحب محافظ دفتر محکمهٔ ڈپٹی کمشنر انعام صوبه گلبرگه

معلی - جنا
خودی بگذ
نفس راد

بیک تیر نگہ دل را نشان کن   کمان را زہ کن و زہ را کمان کن

عدوے دین ہر دم در کمین است   بہر لمحہ بہر دم الامان کن

گنہگارم ازین محجوب و زارم   کریما لطف بر من ہر زمان کن

منیر الدین طرح نازک افتاد
بہمت خویش فکر خود ہم روان کن

مہدی

مہدی۔ جناب مرزا مہدی صاحب

بیا اتمام کار بیجان کن   کمان را زہ کن و زہ را کمان کن

بیا در خانہ ام اے مہر رخشان   زمین کلبہ ام را آسمان کن

ز حسن نو بہارے خویش روزے   بیا ویرانہ ام را گلستان کن

ز زہر ہجرتت تلخست کامم   ز یک بوسہ بہم شکر فشان کن

بقتلم چیست عذرے زود برخیز   مژہ را تیر و ابرو را کمان کن

ز وصف گلرخان مہدی چہ حاصل
بیا برخیز فکر آب و نان کن

نشتر

نشتر۔ جناب جمال الدین صاحب شاگرد جناب عصر۔

بیا بر ما نظر شاہ جہان کن   ز وصلت یا محمد شادمان کن

ز باد جور افتادست ویران   دل ویرانہ ام را گلستان کن

ببزم عیش و عشرت ساقی من   ز جام بے خودی تو بے نشان کن

ترا هر مشکلی گر پیش آید ۔ دلا نام نبی ورد زبان کن

بدرگاه تو نشتر عرض دارد
شریک خادمان کن

نعیم

نعیم ۔ جناب

نگر مستانه سوی عاشقان کن ۔ بجام دل شراب ارغوان کن
شب وصل ست جعد عنبر فشان کن ۔ دماغ ناز بو بیش عطردان کن
بقتلم تیغ و خنجر را چه حاجت ۔ ز مژگان تیر و از ابرو کمان کن
کجائی ای جنون فصل گل آمد ۔ عطایم طوق و زنجیر گران کن
عزیز از تو ندارم جانم ای جان ۔ یقینت گر نباشد امتحان کن
شوم قربان تو در عید قربان ۔ بحلقم خنجر بران روان کن
شهید کربلای ناز هستم ۔ سرت گردم سر من بر سنان کن
بمحراب خم ابروی آن بت ۔ نماز ای دل ادا چون مسلمان کن
گدای بارگاهت هستم ای جان ۔ بحالم یک نظر چون خسروان کن
اگر سیر ارم شد آرزویت ۔ بیا در کوچهٔ خوبان مکان کن ۔
بدیده آئی و رفتن زود خواهی ۔ فدایت جان توقف یک زمان کن

بنه بر سر نعیما بار الفت
اگر پیری دے کار جوان کن

یوسف

یوسف۔جناب یوسف حسینی صاحب شاگرد جناب سخنور صاحب

خرام خویش آشوب جہان کن — تہ و بالا زمین و آسمان کن
بکن فریاد بہر بخت خفتہ — دلا بیدارش از خواب گران کن
جدا اگر میشوی از من ستمگر تو — مرا تعویذ مرگ ناگہان کن
نمانی روسیہ روز مصیبت — گذر در کوچۂ روشن دلان کن

غریب و بے زر است و پاشکستہ
نظر بر یوسف بے خانمان کن

تضمین از شعراے باوقار بر مصرع طرحی

الفت	زبان را دل کن و دل را زبان کن	کمان را زہ کن و زہ را کمان کن
یانیغ	بیا دیوانہ ابرو کمانے تو	کمان را زہ کن و زہ را کمان کن
رشید	کرشمہ زابرو مژگان چنان کن	کمان را زہ کن و زہ را کمان کن
شور	برابر طرہ شکن از سر ناز	کمان را زہ کن و زہ را کمان کن
شوق	بیا چون تیر گر تو راست ہستی	کمان را زہ کن و زہ را کمان کن
فقیر	بزن تیر نظر را بر نشانہ	کمان را زہ کن و زہ را کمان کن
محب	کمان ابرو شکار مرغ جان کن	کمان را زہ کن و زہ را کمان کن
مفتون	بہ آماجت دلم امیدوار است	کمان را زہ کن و زہ را کمان کن
مہدی	پے قتلم بیا و قصد جان کن	کمان را زہ کن و زہ را کمان کن
مخدوم	تہ و بالا زمین و آسمان کن	کمان را زہ کن و زہ را کمان کن
نعیم	چہ خواہی صید قصد مرغ جان کن	کمان را زہ کن و زہ را کمان کن

مصرع طرحی

بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

الفت - جناب مولوی محمد جمال الدین صاحب -

الفت

نہ اسباب کمال و دانش و تدبیر رکھتے ہین — ہم اپنے نیک و بد کو تابع تقدیر رکھتے ہین

سخن کو اوسکی ہم پہلو سروش غیب کا سمجھو — اشارات اوسکے سر غیب کی تعبیر رکھتے ہین

کلام شیخ کے نکتوں کو کیا سمجھے کوئی اوسکے — مضامین بے بہا وسعت طلب تفسیر رکھتے ہین

کسی شیرین زبان مہوش کا آشفتہ ہے دل اپنا — روان خون آنکھ سے ہم مثل جوئے شیر رکھتے ہین

طفیل مرشد کامل زر قلب اپنا ہے بے غش
کب الفت دلمین پروائے زر و اکسیر رکھتے ہین

انصاری - جناب محمد عبد الحکیم صاحب شاگرد جناب فارغ -

انصاری

عداوت کیوں جہاں سے بت بے پیر رکھتے ہین — محبت کی ہمارے سر پہ ہم تقصیر رکھتے ہین

خدا جانے شکار دل حسین کس طرح کرتے ہین — کمان رکھتے ہین یہ ظالم نہ کوئی تیر رکھتے ہین

ہوئی جب چار آنکھیں دلمین بجلی ہوئی پیدا — نگاہ ناز مین یہ بہت عجب تاثیر رکھتے ہین

نہ موت آئی ہجر اونکو اور تیرا وصل ہوتا ہے — تری عاشق بھی اوبت کیا بری تقدیر رکھتے ہین

نہ آنچ آئی دل دشمن کو جلکر خاک عالم ہو — ہمارے نالۂ سوزان ہی کیا تاثیر رکھتے ہین

امیران دکن سب قدردان ہین اپنے انصاری
مگر نوکر نہیں ہوتے عجب تقدیر رکھتے ہین

اسد

اسد - جناب میر مصطفےٰ علی صاحب نبیرۂ میر خورشید علیخان صاحبزادہ مغفور شاگرد جناب

محبت ابرو کی عاشق دلگیر رکہتے ہین
سپاہی ہین اسد ہم اسلئے شمشیر رکہتے ہین

چلا آئیگا خود ہی بے بلائے میرے گہر وہ بت
ہمارے نالۂ شبگیر اگر تاثیر رکہتے ہین ؎

کیا ہمین تنکو عشق نے کشتہ بس مردن
لحد پر کیمیا گر کل کی جا اکسیر رکہتے ہین

کریگا کیا فلک جسے دیا ہی کچہہ تو لے لیگا
نہ مقطوع ہی اسد کوئی نہ ہم جاگیر رکہتے ہین

ادیب

ادیب - جناب سید غلام غوث صاحب قادری و شطاری -

جو اوس نور خدا کی دلمین ہم تصویر رکہتے ہین
عجب جلوی ہین آنکہونمین عجب تنویر رکہتے ہین

مجاہد نفس کے کب خنجر و شمشیر رکہتے ہین ؎
صدا ضرب ہو اور نعرۂ تکبیر رکہتے ہین

یہہ کیا نام خدا ہے نام پاک احمد مرسل
کہ جسکا ورد ہر دم ہر جوان و پیر رکہتے ہین

کبہی تو جاکے رکہدینگے در اقدس پہ سر اپنا
اگر ہم بخت یاور اور خوش تقدیر رکہتے ہین

غنی دولت سی ہین جو فقر کی دولت سنبہالی ہین
ہوس منصب کی اور کب خواہش جاگیر رکہتے ہین

ہماری معصیت کب زاہدا حکمت سے خالی ہے
کہ نقد مغفرت لینے کی یہہ تدبیر رکہتے ہین

ادیب قادری ہون مجکو کافی ہے یہی نسبت
کہ لاج اپنے مریدون کی جناب پیر رکہتے ہین

احمد

احمد - جناب حسین شریف صاحب خلف حاجی شیخ احمد صاحب صوبہ دار میجر سردار بہادر

خدا کے فضل سے ہم بہی بڑی تقدیر رکہتے ہین
نبی معشوق رب اور غوث اعظم پیر رکہتے ہین

فرشتون کو دکھا کر قبر مین بیہوش کر دینگے
بغل مین ہم رسول اللہ کی تصویر رکھتے ہین

کوئی کیا ہمکو بھٹکا ئیگا بھٹکین گے نہ بھٹکین گے
تمہارے عشق کی گردن مین ہم زنجیر رکھتے ہین

لیا ہی رحمت خالق نے ہمکو اپنے دامن مین
گنہگاران امت بھی بڑی تقدیر رکھتے ہین

ہمین کیا ڈر ہے احمدؔ پرسش روز قیامت کا
کہ اپنے دل مین حب حضرت شبیر رکھتے ہین

پاس۔ جناب محمد حفیظ الدین صاحب تلمیذ حضرت فیض

پاس

شرف دنیا مین ہم اور دین مین توقیر رکھتے ہین
خوشا طالع کہ فیض اوستاد آغا میر رکھتے ہین

ستمگر لیس جسدن ہے کمان و تیر رکھتے ہین
ہون قربان ہونگی جوان و پیر رکھتے ہین

ہمیشہ گلرخونکو ہے لحاظ کشتۂ ابرو
عوض پھولونکی میری قبر پہ شمشیر رکھتے ہین

دماغ مہر و مہ افلاک پر ہے ہین نئے یہ مانا
مگر کیا رخ سے آگے عزت و توقیر رکھتے ہین

شباب مین معصیت کی بوجھ سے زلفونکی دیوانے
کہ گردن پر بہار منت زنجیر رکھتے ہین

جو تو غایب ہو مجھسے تو بس جھگڑا آگیا گذرا
خدا کو ہم ہی حاضر اسے بت بے پیر رکھتے ہین

رخ سادہ لب شیرین ہے ہو شیر و شکر کیونکر
غضب ہے الفت ابرو مین شیری کھیر رکھتے ہین

نہین ہے وصل کی شب پر تو مہتاب کی پروا
تمہارے دونو عارض چاند کی تنویر رکھتے ہین

جو سنتے ہین مری بیتابی دل کاتب اعمال
تڑپ کر بات تو خامہ دم تحریر رکھتے ہین

زبان چلتی نہین ہے معرکہ مین شعر گوئی کے
دہن مین سیف گویا صاحب تقریر رکھتے ہین

مکر یا چھوڑ دو عیسیٰ مسیحا کی گواہی سے
شفا دلیا کا نوشتہ عاشق دلگیر رکھتے ہین

ولہ

پری شیشہ مین اُترے یا وہ تسخیر رکھتے ہین
یہ جادوگر شرابی میکدے مین پیر رکھتے ہین

امید مہر کب ہے یا الٰہی ماہرویون سے
نظر کو ہر مہینے مین بسان تیر رکھتے ہین

عجب ضد ہی جوان کو آرزو ہے پیر ہو نیکی
جوانی کی تمنا از سر نو پیر رکھتے ہین

سرا سے بے ثبات دہر مین کیا خاک ٹھہرے
عبث منعم خیال منزل و تعمیر رکھتے ہین

نہ کچھ اُڑتے اُڑتے آرہی ہے بو مشمم گل کی
کہ آہنگ پریدن بلبل تصویر رکھتے ہین

حمد اللہ اکبر اونکو مشتاق شہادت سے
چھُری سے ہاتھ رک رک کر دم تکبیر رکھتے ہین

سُنہری رنگ و اکشتہ لب کے تپانے کو
مسی تانبے کی دُنیا مین ہین اکسیر رکھتے ہین

خیال انگشت نمائی ہے خواب گوشے کا
معبر خفتہ قسمت یاد کیا تعبیر رکھتے ہین

کدھر جاتی ہو جھکر یا شقون اے گل رعنا
قبا کے ساتھ ہم بھی دست دامنگیر رکھتے ہین

وہ باز آتے ہین کب دل مرغ جان مبتلا پر دل سے
ہمیشہ اک نہ اک فتراک مین نخچیر رکھتے ہین

مریدی لاتخف اسے پاس ہے اسناد بخشائش
غلام غوث اعظم خلد کی جاگیر رکھتے ہین ؎

باغ

باغ — جناب ابو الحیات محمد عبد الحی صاحب —

نہین آنکھون مین سرمہ یہ بہت بے پیر رکھتے ہین
برای قتل عاشق ہمان شمشیر رکھتے ہین

اگر سو جائین چار آنکھین تو آجائی یقین مجھکو
ہم اپنی دونون آنکھون مین تری تصویر رکھتے ہین

تصدق کچھ ترے لایق نہ تیری نذر کے قابل
فقط اک جان ناشاد و دل دلگیر رکھتے ہین

خدا نے حسن مین بھی دی ہی مقناطیس کی قوت
حسین جذب دل عشاق کی تاثیر رکھتے ہین

ادہر داغونکی گلکاری اُدہر رضوان کی آرایش
ہم اپنا دل بھی کیا غیرت کشمیر رکھتے ہین

نتیجہ عشقبازی کا ہی آخر خاک مین ملنا
ہم اپنی لوح مرقد پر یہی تحریر رکھتے ہین

ملای آنکھ کیا تجھسے کلیجہ ایسا کس کا ہے
نگاہین تیغ رکھتی ہین تو مژگان تیر رکھتے ہین

اونھین دیکھا تھا مین نے خواب مین رنجیدہ تھی مجھسے
خدا جانے کہ ایسے خواب کیا تعبیر رکھتے ہین

نہ کیون اونکی خطائین بخشدی جائینگی محشر مین
تہِ دل سے جو مہر شبر و شبیر رکھتے ہین

مہیا دلکی بہلانیکا سامان ہجر مین عاشق
تڑپ آہ و بکا و نالۂ شبگیر رکھتے ہین

سنا ہی طوق منت کا گلے مین اوسنے پہنا ہے
جنونکا زور ہے ہم پاؤن مین زنجیر رکھتے ہین

نہ اپنی عقل پر تکیہ نہ قسمت پر بھروسا ہے
نہ ہم تقدیر رکھتے ہین نہ ہم تدبیر رکھتے ہین

محبت دلمین رکھنے کو کہا مین نے تو فرمایا
تجھے تیری قسم پہلو تو اپنا چیر رکھتے ہین

ذریعہ ہمکو بخشایش کا بارغ خوب ہاتھ آیا
ہم اپنا حامی محشر جناب پیر سمجھتے ہین

تمیز ۔ جناب ہدایت محی الدین خان صاحب

تمیز

عجب تاثیر آنکھوں مین بت بے پیر رکھتے ہین
نظر مین اپنی پوشیدہ ہزارون تیر رکھتے ہین

ذرا سوچ اور سمجھکر ظلم کرنا اے فلک مجھ پر
مرے نالے بھی او ظالم بڑی تاثیر رکھتے ہین

بنایا خاک تیری بس شعلہ مزاجی نے
عوض دلکی ہم اپنے سینہ مین اکسیر رکھتے ہین

ترک ۔ جنابہ اقبال بیگم صاحبہ شاعرہ پردہ نشین۔

ترک

گرفتاری کا سودا عاشق دلگیر رکھتے ہیں
کہ گردن میں کمند اور پاؤں میں زنجیر رکھتے ہیں

ہے کیا حاجت بھلا کوس و علم کی ہم فقیروں کو
کہ ہم آہ سحر اور نالۂ شبگیر رکھتے ہیں

شہیدان نگہ سے پوچھئے لذت تڑپنے کی
بڑے ہی شوق سے گردن تہ شمشیر رکھتے ہیں

وہ آنکھیں ہیں بلا اور وہ نگاہیں ہیں غضب دیکھو
دو ترک مست ہیں ترکش میں اپنے تیر رکھتے ہیں

بتاؤ گی ہمارے خواب کی تعبیر کیا اے ترک
کہ خواب مرگ ہی ہم خواب کی تعبیر رکھتے ہیں

تقی۔ جناب مرزا محمد تقی حسین بیگ صاحب شاگرد جناب نفیس

تقی

سلامی پاس ہم خاک در شبیر رکھتے ہیں
ملیگی کیمیا اکدن جو یہ اکسیر رکھتے ہیں

کھڑے ڈیوڑھی پہ سب اہل حرم فریاد کرتے ہیں
لحد میں شاہ لاش اصغر بے شیر رکھتے ہیں

کہا عابد نے ہی یہ سلسلہ امت کی بخشش کا
گلے میں طوق ہے اور پاؤں میں زنجیر رکھتے ہیں

کہا سر پیٹ کر زینب نے خالق کی دہائی ہے
لعین سبط نبی کے حلق پہ شمشیر رکھتے ہیں

مددگار حسین ابن علی تن تن کے کہتے ہیں
خدا چاہے تو فوجوں کو تہ شمشیر رکھتے ہیں

ادھر سر کھولے سب اہل حرم فریاد کرتے ہیں
ادھر جلاد نیزہ پر سر شبیر رکھتے ہیں

یہی دولت یہی حشمت یہی اپنی بضاعت ہے
تقی ہم اپنے دل میں الفت شبیر رکھتے ہیں

ولہ

گلے میں طوق ہماری پاؤں میں زنجیر رکھتی ہیں
تری زندانیوں میں ہم بڑی توقیر رکھتے ہیں

وہ دل ہاتو نسنے تہا جی آپ میرے گہر چلے آے
مرے نالے ہی آہ دم عجب تاثیر رکھتے ہین

پہر کہاتے ہین سب اللہ اکبر کہکی مسجد مین
وہ جبدم ہاتھ کانو پر دم تکبیر رکھتے ہین

خیال ابرو جانان شب فرقت جو آتا ہے
گلے پر ہم خود اپنے ہاتھ سے شمشیر رکھتے ہین

بنا ہے ہوا ہین جو آرزو مند شہادت ہین
کہ اب نام خدا وہ دوش پر شمشیر رکھتے ہین

یہہ مرنے کی خوشی ہے جوش الفت اسکو کہتی ہین
تفتی ہم شوق سے گردن تہ شمشیر رکھتے ہین

تفضل — جناب تفضل حسین صاحب —

تفضل

برادر رکھتی ہین کوی نہ ہم ہمشیر رکھتے ہین
تجہی کو سرپرست اپنا بت بے پیر رکھتے ہین

جو ہم افیون کہاتے ہین تو اوسکی ناشتی کو بہی
اوٹھا کر ایک پوری اور تہوڑی کہیر رکھتے ہین

پکڑتی ہین دوگانہ اور روپے لیتے ہین دولے
بڑے وہ صاحب قسمت ہین جو ہمشیر رکھتے ہین

وزیر فوج کی ڈیوڑہی پہ جاکر ای تفضل ہم
تعجب ہی کہ ابتک ویسی ہی تقدیر رکھتے ہین

جوہر — جناب منشی بلجا رام صاحب ناظم اول عدالت سمستان پرگنہ ضلع لنگسگور موصوف نشہ اقدام

جوہر

بہت کچہہ ملین ہان یا وہ بت بے پیر رکھتے ہین
خدا کے گہر مین ہم اک پیکر تصویر رکھتے ہین

دل وحشی کو جو دیوانہ پن اوس بت کی گیسو کا
صدا ناقوس کی سب نالہ زنجیر رکھتے ہین

کہنچے جاتی ہین دل عشاق کے از خود تری جانب
یہہ چشم پر فسون ہی واہ کیا تسخیر رکھتے ہین

وہ دریا پر نہانے یون چلے پہیلا کے بالون کو
کہ جیسے دوش پر دام اپنے ماہی گیر رکھتے ہین

لب سوفار نے تیرے مشبک کر دیا پہلو — جگر مین ہم ہزارون زخمہاے تیر رکھتے ہین
یہہ سر حاضر ہے تیری نذر کو اے قاتل عالم — خوشی سے اپنی گردن ہم تہ شمشیر رکھتے ہین

جعفری

جعفری - جناب سید عباس حسین صاحب -

جو بد باطن ہین اپنی سینہ مین کینہ کو بھرتے ہین — کدورت دل مین کب اپنی صفا تخمیر رکھتے ہین
عجب اللہ نے بخشا ہی اوسکو حسن کیا کہیے — کہ دل مین عشق اوسکا سب جوان و پیر رکھتے ہین
جو دیکھا خواب مین سر پیچ باندہا آپنے سر پر — سحر کو قتل ہوسکے ہم یہی تعبیر رکھتے ہین
جفائین سہتی ہین لاکہو پہ منہہ سے اُف نہین کرتے — کچھہ ایسا ضبط تیرے عاشق دلگیر رکھتے ہین

نہین ہے نار سقر سے جعفری کچھہ ڈر ہمین ہرگز
کہ اپنے ہات مین ہم دامن شبیر رکھتے ہین

حسرت

حسرت - جناب سید مخدوم محمد محمد الحسینی متعلی درگاہ حضرت حسین شاہ ولی صاحب قدس سرہ

کبھی پریشفتہ ہین عشق دامن گیر رکھتے ہین — ہمیشہ دلمین انکھونمین وہی تصویر رکھتے ہین
ہوا ہی موم دل اوس سنگدل کا ہمپہ رحم آیا — ہمارے نالہ ہا دل عجب تاثیر رکھتے ہین
ہموسکے وقت سے پائی ہے ہمنی عشق کی دولت — ازل سے اپنے قبضہ مین یہی جاگیر رکھتے ہین
تڑپنے کو سیکڑون خنجر جگر پہ کہاے ہین ہم نے — ہم اپنے دل مین غمزون کے ہزارون تیر رکھتے ہین

کسیکی آتش فرقت نے حسرت کو جلایا ہے
ہوا ہے خاک دل پہلو مین ہم اکسیر رکھتے ہین

حافظ

حافظ - جناب سید یوسف علی صاحب خوشنویس -

رخ روشن پہ گیسو اوسکی کیا تحریر رکھتے ہین
نظر مین سورۂ اخلاص کی تفسیر رکھتے ہین

خدا جانے رقیبون نے سکھایا کیا ہی کچھہ اون کو
وہ سیدھی بات مین اولجھی ہوی تقریر رکھتے ہین

ہوا ہے عشق زلف و ابروِ دلدار کا جب سے
گلے مین طوق ہے اور پاؤن مین زنجیر رکھتے ہین

بہلا ہم دو نہ دو دو ایک ہی بوسہ محبت سے
کمو بیشی کی کچھہ سایل نہین تقصیر رکھتے ہین

نہین ہین صاف دل ہمسے تو کہدین مٹ گیا قصہ
وہ ہر اک بات مین پہر ہیہ کیون تقصیر رکھتے ہین

کہا ہنسکے اسے ناصح کہ عشق آسان [illegible]
ولی افتاد مشکل اب نہین تدبیر رکھتے ہین

ازل مین لکھدیا حافظ جو تہا تقدیر مین لکھا
بتا دو اب مٹانے کی کوی تدبیر رکھتے ہین

حشمت - جناب سید حشمت علی صاحب اہلکار صدر دفتر سپہ خانہ ملک سرکار عالی حشمت

نہ دا [illegible] کیلیے ہم آہ پر تاثیر رکھتے ہین
یہہ نہان شمع کا سر کاٹنے گلگیر رکھتے ہین

کہان اپنے نصیبے مین ایسے کہان تقدیر رکھتے ہین
فقط اک آسرا ہم آپ کا یا پیر رکھتے ہین

عنادل باغ سے اے باغبان کسطرح جاینگی
کہ ہم موج صبا کی پاؤن مین زنجیر رکھتے ہین

بنا ہی دل مرا اک سیمتن کے ہجر مین کشتہ
نہ ہم تجہسے ہوس حاجت اکسیر رکھتے ہین

ہلاتی ہین شب فرقت مین قصر چرخ دولابی
تمہارے دل جلے کب آہ بے تاثیر رکھتے ہین

کلیجہ تہام کر مین گر گیا چار آنکہہ ہوتے ہی
نظر مین یہہ بت سفاک گویا تیر رکھتے ہین

ہمارے منہہ پہ کردی کسنے یارب مہر خاموشی
زبان گویا ہی پر کب طاقت تحریر رکھتے ہین

بنے ہین جیسے سودای سر زلف پریشان مین
رگونکی جا تن مین صورت زنجیر رکھتے ہین

بتون کے ظلم کی کیا داد چاہین حشر مین حشمت
نہ دستاویز پاس اپنے نہ کچھ تحریر رکھتے ہین

نہ گیسو چشم و ابرو بت بی پیر رکھتے ہین
پئے صید غزالان حرم زنجیر رکھتے ہین

پڑے ہین گرمی خون سے دم شمشیر پر چھالے
خدا جانے دہان زخم کیا تاثیر رکھتے ہین

بھلا دیکھین تو سبقت کون کرتا ہے سر میدان
جگر ہم ہات مین وہ چتونون مین تیر رکھتے ہین

ہمین بس یہ فضا سینہ پر داغ کافی ہے
تری خواہش نہ ہم ای گلشن کشمیر رکھتے ہین

کہان جائیگا محشر مین ہمارے ہاتھ سے قاتل
شہادت پر ہم اپنی خون بھری شمشیر رکھتے ہین

وہ دل تھامے ہوے بارنگ کاہیدہ جو آتی ہین
اثر کیا کہربا کا نالۂ شبگیر رکھتے ہین

اگرچہ ذبح کرتے ہین محبت ہی ہے کچھ دل مین
مری آنکھون پہ دامن وہ دم تکبیر رکھتے ہین

رخ روشن کی پرتو نے بڑہائی ہے چمک ایسی
تمہارے داغ چیچک ماہ کی تنویر رکھتے ہین

یہ جسکا جلوہ کون و مکان ہے روبرو اپنے
نظر مین ہم اوسی محبوب کی تصویر رکھتے ہین

ہنوز ہین کیون گنہگاران خدایا مورد رحمت
وہی بخشش کے قابل ہین جو کچھ تقصیر رکھتے ہین

جو ہے حشمت علی شاہ مردان کی غلامی مین
نگاہ لطف اوس پر حضرت شبیر رکھتے ہین

خاطر

خاطر۔ جناب شاہ محمد محی الدین صاحب قادری امداد اللہی میسوری

خط او خنجر کی عارض پہ وہ تحریر رکھتے ہین
محشے سورہ والنور کی تفسیر رکھتے ہین

جناب فیض کے مدت سے گرچہ معتقد ہین ہم
وہ جلوہ دیکھلین دیکھین کہان تقدیر رکھتے ہین

مدد گر غیب سے ہو جائے کیا جائے تعجب ہے	جناب حضرت امداد سا ہم پیر رکھتے ہین
خوشی ہین خواب غفلت کی تجھے فردا لائیگی	سمجھتے خوب ہین جو تو نتا تعبیر رکھتے ہین تو
رکھی ہین خاکساری سے ترے نقش قدم پر سر	ہین مفلس گرچہ پر ہم ہاتھ مین اکسیر رکھتے ہین
جو تقدیر الٰہی ہے وہی پیش آئیگی آخر	نصاری گرچہ لاکھون دانش و تدبیر رکھتے ہین

سجز لای نہ چھوڑینگے اوسی گھر اپنے خاطر ہم
فغان نیم شب آہ سحر تاثیر رکھتے ہین

خواجہ۔ جناب خواجہ عثمان اللہ صاحب نبۂ جناب عصر

خواجہ

زمین و آسمان و عرش و کرسی ایک کر ڈالے	ہمارے نالۂ شبگیر وہ تاثیر رکھتے ہین
نہ ہم گردش مین آئینگے اگر وہ لاکھہ دی چکر	ہزارون جیب ہین تجھہ جیسے چرخ پیر رکھتے ہین
دکھا ہین کیون نہ اپنی خنجر ابرو کے وہ جوہر	سپاہی جو ہین خواجہ ڈاب مین شمشیر رکھتے ہین

خورشید۔ جناب حاجی حافظ خورشید احمد صاحب نقشبندی گوپاموی [illegible]

نظر اغیار کی جانب نہ ہم دلگیر رکھتے ہین	ہمیشہ آنکھہ کے آگے تری تصویر رکھتے ہین
نگہہ رکھتی ہین وہ آنکھون مین اپنے تیر تیز اتنی	کہاں کش اس طرح ترکش مین اپنی تیر رکھتے ہین
نظر کی قید کی انکو عجب تدبیر سوجھی ہے	کہ وہ چہرہ پہ اپنے زلف کی زنجیر رکھتے ہین
شکست شیشۂ ناموس عاشق کی نہین پروا	دل اپنا سخت پتھر یہ بہت بے پیر رکھتے ہین
ہوی روشن رموز حسن رعنا آمد خط سے	تمہارے مصحف رخ کی یہ ہم تفسیر رکھتے ہین
تمہارے عشق و ہدان مین گھر بہنے لگے آنسو	ہمارے دیدۂ تر بھی عجب تاثیر رکھتے ہین

بڑہایا حسن نے اونکے غرور خود نمائی کو
نظر مین کب کسیکی اپنے وہ توقیر رکھتے ہین

نہین کچہ خوف دلکو ہے ہمارے روز محشر کا
وسیلہ ہم جناب حضرت شبیر رکھتے ہین

خمار

خمار۔ جناب ابو المعنی سید منتخب الدین صاحب شاگرد جناب بیکش

ترے ملنے کی خواہش او بت بے پیر رکھتے ہین
ہزاروں حسرتین دل مین ترے دلگیر رکھتے ہین

ہمین قایل کرو ایجان عبث کیون روٹہہ بیٹہے ہو
ہماری کیا خطا ہم کونسی تقصیر رکھتے ہین

اگر وہ قتل پر راضی نہین ہوتے نہونے دو
گلا خود کاٹ لینگے ہاتھہ مین شمشیر رکھتے ہین

ہے کچہ تو دال مین کالا چھپاتے ہین وہ کیون مجھسے
مجھے معلوم ہے جو غیر کے تحریر رکھتے ہین

اگر نالے کرین تو اک جہان کو جلا بیٹہین
ہم اپنی آہ سوزان مین عجب تاثیر رکھتے ہین

بڑے سمجھانے آئے ہو کہو تو یہ ہمین سے پہلے
زبان مین شیخ صاحب آپ کیا تاثیر رکھتے ہین

جفا کرنے پہ وہ خوش ہین تو ہم راضی رضا پر ہین
جو وہ تدبیر کرتے ہین تو ہم تقدیر رکھتے ہین

غم و اندوہ و حرمان حسرت و یاس تمنا کے
سوا اشفاق تیرے اور کیا جاگیر رکھتے ہین

ہم اپنے دل کے آئینہ مین عکس یار لیتے ہین
بہت نادان ہین وہ کاغذ کی جو تصویر رکھتے ہین

خدا جانے ہمین کیا کچہ ملیگا قتل ہونے سے
گلا جو خود بخود جا کر تہ شمشیر رکھتے ہین

خمار اک چال چلنا محتسب آتا ہے وہ دیکہو
[illegible] کہ بوتل مین مے تطہیر رکھتے ہین

خلیق

خلیق۔ جناب مولوی سید محمد صاحب قادری تلمیذ جناب خلق

[illegible] رضا کا [illegible] تقدیر رکھتے ہین
اٹھا کر طاق مین اپنے ہر اک تدبیر رکھتے ہین

وہ کب پروے املاک عزت و توقیر رکھتے ہین — ہین دولت ہی سے خوش ہم عشق کی جاگیر رکھتے ہین

ہوے ہم خاک پاے یار دولت ٹھوکرون مین ہے — نہ اب پروا مال او نہ خواہش جاگیر رکھتے ہین

ملک آتے نہین جس گہر مین شور ہو تو صد حسرت — کہ خود ہم قصر دل مین غیر کی تصویر رکھتے ہین

نگہ سے قتل عالم کر رہی ہین پر وہ ظاہر مین — نہتے ہین نہ وہ خنجر نہ وہ شمشیر رکھتے ہین

سنا جب سے شفاعت شرط ٹھہری ہے گناہونکی — حفاظت سے ہم اپنا نامۂ تقصیر رکھتے ہین

خلیق اپنے ہر اک بگڑی ہوی کیونکر نہ بن آئے
مریدون کی خبر جب غوث اعظم پیر رکھتے ہین

دارا — جناب نواب عظام الدولہ بہادر۔

دارا

جو آمادہ مژہ ابرو کمان کے تیر رکھتے ہین — تو ہم بھی وحشئ دل صورت نخچیر رکھتے ہین

تشفی کو دل مضطر سے بہت تدبیر رکھتے ہین — جو ہم پہلو مین جانان کے سدا تصویر رکھتے ہین

نہایت قتل ہونے سے بسمل ہین اے قاتل — سر و گردن تہ خنجر دم تکبیر رکھتے ہین

ملیگا کب بجز گور و کفن انکو پس مردن — جو دنیا مین خیال منصب و جاگیر رکھتے ہین

ہے کافی جان لینے کیلئے اک جنبش ابرو — برہنہ کیون وہ پہر ہر سے لئے شمشیر رکھتے ہین

نرالا بانکپن کچھ چشم بد دور ان بتون کا ہے — تنچہ داب مین اور ہات مین شمشیر رکھتے ہین

خدا کے فضل سے امید ہے جنت مین جانیکی — ہم اپنے ہات دارا دامن شبیر رکھتے ہین

رفعت۔ مہاراج آصف نواز ونت راجہ مرلیمنوہر بہادر صدر محاسبہ سرکار نظام

جہان فرہاد و مجنون منصب و جاگیر رکھتے ہین — اوسی سرکار مین ہم بھی بڑی توقیر رکھتے ہین

پسند آیا ہی دل تجکو تو لے حاضر ہے محبت کیا
جگر و بات کا ہم اسے بت بے پیر رکھتے ہین

ستاتا ہی فلک ہمکو جتا دیتے ہین ہم تجکو
ہمارے نالہ و افغان بڑی تاثیر رکھتے ہین

جدہر دیکہا ادہر صورت تری ہمکو نظر آئی
ہمیشہ اپنی آنکہوںمین تری تصویر رکھتے ہین

بتا ای ڈہب خدا سے ملنے کے ہمکو تو واعظ نے
وصال یار کی بہی یہ کوئی تدبیر رکھتے ہین

کہان جائین کدہر جائین بتا دے ای صنم ہمکو
خیال زلف کی ہم پاؤنمین زنجیر رکھتے ہین

اشارہ شاہ کا ہو تو تصدق سر کرین اپنا
بغل مین جان نثاری کیلئے شمشیر رکھتے ہین

پہنچتا فیض ہے ہمکو جناب داغ سے رفعت
اوسی سے ہم سخن گوئی مین طرز میر رکھتے ہین

رحیم ـ جناب محمد رحیم الدینخان صاحب خلف جناب محمد فیاض الدینخان صاحب فیاض

رحیم

خیال ابرو کا تیرے اسے بت بے پیر رکھتے ہین
سپاہی ہین ہمیشہ ہات مین شمشیر رکھتے ہین

ہوا ہے شہرۂ آفاق چرچا خوش ادائی کا
تمہاری دید کی خواہش جوان و پیر رکھتے ہین

مری ہی خاک کو تودہ بنایا کرتے ہین اکثر
وہ جبسے ہاتہین اپنے کمان و تیر رکھتے ہین

محبت جس سے کی ہمنے ہوا وہ دشمن جانی
عجب قسمت ہماری ہے عجب تقدیر رکھتے ہین

نہ مقتل سے کبہی باہر رکھینگے پاؤن ہم اپنا
ترے پاس ادب سے پاؤنمین زنجیر رکھتے ہین

گل اندام ہوکے رہتی ہین ملاقاتین ہمین اکثر
خط گلزار مین اپنا خط تقدیر رکھتے ہین

بہار آئی تو دیوانے تیری زلف پیچان کے
بہلا دیکہین تو کیسی پاؤن مین زنجیر رکھتے ہین

رحیم اپنا یہہ مقطع ہے عطیہ فیض صاحب کا

ہم آل نمخہ اپنے واسطے جاگیر رکھتے ہین

رحیق - جناب مرزا انور علیصاحب شاگرد جناب بیکش

رحیق

عجب کچھ عشق کے مجنون تری توقیر رکھتے ہین
کہ وہ زندان سے الفت خواہش زنجیر رکھتے ہین

فنا ہو جائیگا ہمکو اگر کوئی ستائیگا
کہ ہم نالو نہین ای صیاد وہ تاثیر رکھتے ہین

مکر رکھتے ہین وعدہ کیا تھا کس نے آنیکا
بتادو کیا ہماری آپ کچھ تحریر رکھتے ہین

گلا کٹ جائیگا میرا تو ابرو کے اشارے مین
مری گردن کو وہ ناحق تہ شمشیر رکھتے ہین

بھلا کیونکر ہو ہمکو خوف فرداے قیامت کا
کہ ہم دل مین ازل سے الفت شبیر رکھتے ہین

کسیکی خاک پاکو کیمیا سمجھا رحیق ہم نے
سوا اسکے نہین ہم اور کچھ اکسیر رکھتے ہین

رضا - جناب محمد رضا حسین صاحب فاروقی میر منشی محکمہ صفائی قلعہ محمد نگر گلکنڈہ

ہم اپنے دل مین اوس دلدار کی تصویر رکھتے ہین
کہ جسکے در پہ سر کبیر جوان و پیر رکھتے ہین

گلی پر اپنے عاشق کے وہ جب شمشیر رکھتے ہین
ہنسی لب پر زبان پر نعرۂ تکبیر رکھتے ہین

گلے عشاق کے کٹتے ہین ہر اک بات پر صدہا
زبان کی جا وہ منہ مین مگر شمشیر رکھتے ہین

نہووے فاش تا سر دہان اپنا اسی باعث
ادا سے بات وہ منہ پر دم تقریر رکھتے ہین

سخن سے اونکے مردے زندہ زندے مردے ہوتے ہین
الٰہی وہ عجب معجز نما تقریر رکھتے ہین

لگا دیتی ہین یکسان بحر و بر کو آگ اکدم مین
ہمارے آتشین نالے عجب تاثیر رکھتے ہین

عجب کیا ہی پری پیکر جو ہو نامہ کا ہر اک حرف
نظر مین اونکی صورت ہم دم تحریر رکھتے ہین

کبھی ہرگز نہ ثانی جسکا نقاش ازل سے بھی
رضا ہم دل کے آئینہ میں وہ تصویر رکھتے ہیں

رمز۔ جناب رامی بہاری لعل صاحب شاگرد حضرت فیض

رمز

بلا کی توڑ یہ میرے سخن کے تیر رکھتے ہیں
بندھی فتراک دل سے نظم کی زنجیر رکھتے ہیں

عیاں وہ دام گیسو مثل آہو گیر رکھتے ہیں
نہاں آنکھوں کی ترکش میں نظر کے تیر رکھتے ہیں

کسیکو زعم منصب کا کوئی جاگیر رکھتے ہیں
مطالب ہم تو اپنے بر سر تقدیر رکھتے ہیں

کہیں عزت مشائخ کی بت بے پیر رکھتے ہیں
بغل میں رکھتے ہیں ایسوں کو بے توقیر رکھتے ہیں

زر و زن کی ہوس دنیا میں سب دلگیر رکھتے ہیں
جوان ہی اک نہیں سو سو برس کے پیر رکھتے ہیں

ہے چھوٹی حرص کب لطف جوانی پیر رکھتے ہیں
کہیں اڑنے کی طاقت طایر تصویر رکھتے ہیں

بغل میں لے کھڑے ہیں رمز نعلین مبارک کو
سر آنکھوں پر جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں

رحیم۔ جناب منشی محمد عبدالرحیم صاحب خلف منشی محمد امجد صاحب ناظم محکمہ منصب ریاست بھوپال

رحیم

ازل سے جذبۂ دل کی وہ ہم تاثیر رکھتے ہیں
کہ قبضہ میں ہمیشہ اک بت بے پیر رکھتے ہیں

فنا سے عالم باقی بقا سے عالم فانی
حیات جاودانی کی عجب جاگیر رکھتے ہیں

ازل سے مشرب حیرت پرستاں عشق بازی ہے
کہ ہم آئینہ دل میں تری تصویر رکھتے ہیں

خمار بادۂ وحدت بہار عالم کثرت
خیال صوفی بدمست کی تاثیر رکھتے ہیں

ازل سے بادۂ وحدت کے ہیں بدمست او ساقی
مئے عرفاں سے پر ہم ساغر تقدیر رکھتے ہیں

ازل سے نالۂ دل بہار سو ہم گل مین ؟
عجب تاثیر رکھتے ہین عجب تاثیر رکھتے ہین

فنای عاشقان عین بقا ہے غور سے دیکھو
حقیقت زار کی پیش نظر دلگیر رکھتے ہین

رحیم اب رحمت خالق طفیل بادشاہ صاحب
نہ کیونکر ہم یہ موہوم ہی عجب تقدیر رکھتے ہین

زار - جناب محی الدین حسین صاحب تلمیذ حضرت فیض -

زار

عداوت ہمسے او رغیرون سے خوش تقریر رکھتے ہین
ملا کر زہر قاتل مین وہ شکر شیر رکھتے ہین

کرین کیا ہائے نکل سکتے نہین پہندے سے زلفونکے
گلے مین پاؤنمین ہاتہومین ہم زنجیر رکھتے ہین

نہین جز دید کوی کام ارباب مراقب کو
منقش صفحۂ دل پر تری تصویر رکھتے ہین

ہو حسین رنگ الفت رنگ ہم اونسے جالینگے
کرین کیا آپ تو خود سے گل تصویر رکھتے ہین

تکلف برطرف انصاف سے کہتا ہون یہہ سب سے
الگ ہی جادۂ شعر و سخن جو میر رکھتے ہین

ادا ناز و کرشمہ غمزہ سب خونریز عاشق ہین
کہان زیب کمر وہ ڈاب مین شمشیر رکھتے ہین

نظر برق غضب سے قہر ہے ابرو کی جنبش بھی
پئے خونریزی عاشق کمان و تیر رکھتے ہین

نہین غم مجکو مرنیکا خوشی سے ذبح کیجے گا
کمر مین آپ خنجر ہاتہ مین شمشیر رکھتے ہین

مدینہ طوف نجف بغداد و مکہ زاد تشریفا
یہی پانچون علاقے زار ہم جاگیر رکھتے ہین

ساقی - جناب محمد تقی حسین بیگ صاحب شاگرد جناب مزاج -

ساقی

نہین ہم دلمین خوف خنجر و شمشیر رکھتے ہین
ازل سے عشق ابرو محبت بے پیر رکھتے ہین

نہ پوچھو تم تمنائین دل بیتاب کی جو ہین
سر و گردن پر اے خنجر و شمشیر رکھتے ہین

بڑی سفاک ہین وہ ظلم سے کب باز آتے ہین
ہمارے سامنے اغیار کی تصویر رکھتے ہین

دل عشاق کو تسخیر کر لیتے ہین یکدم ہین
حسینان جہان کیا حسن عالم گیر رکھتے ہین

وہ دل ہاتھون سے تھامے خود چلے آئی شب وعدہ
ہمارے آہ و نالے بھی عجب تاثیر رکھتے ہین

یہی دل چاہتا ہے بس تصدق جایئے ساقی
عجب انداز سے وہ دوش پہ شمشیر رکھتے ہین

سخنور

سخنور۔ جناب محمد یعقوب علی صاحب اہلکار دفتر معتمد تعمیرات سرکار عالی

سپر سینہ کئے کیا انتظار تیر رکھتے ہین
کلیجہ شیر کا ظالم ترے نخچیر رکھتے ہین

ہمین کو پھونک دیتی ہین مثال سحر برگشتہ
اثر الٹا ہمارے نالۂ شبگیر رکھتے ہین

تمہارے وصل کی امید بھی اعجاز کرتی ہے
مقید ہم دل وحشی کو بے زنجیر رکھتے ہین

ہماری عشق مین کیونکر نہ بگڑی بات بن بن کر
بھلی تدبیر کرتے ہین بڑی تقدیر رکھتے ہین

ہماری بخت مین لکھا نہ بخت غیر کا لکھا
گلہ تجھ سے بہت اے خامۂ تقدیر رکھتے ہین

ہوا ہی قتل کوی رشک سے ہم کیون نہ مر جائین
چڑھی ہی آستین وہ خون بھی دامنگیر رکھتے ہین

خدا کے فضل سے منظر کوی خالی نہین مجھ سے
تجھے دل مین تری آنکھون مین ہم تصویر رکھتے ہین

مسخر کرتے ہین چلے کے نیرا نام عالم کو
یہی ورد زبان ہم آیۂ تسخیر رکھتے ہین

سخنور ان بتان شوخ کو تو جانتا کیا ہے
ق نہین پھر خدا ہی ہاتھ مین شمشیر رکھتے ہین

بلا ہین سادگی ہی مین یہ سفاک باطن ہین
ادا مین تیغ رکھتی ہین نظر مین تیر رکھتے ہین

کرون کیا مانع آہ و فغان ہی نازکی اونکی
کہین عاشق لحاظ آسمان پیر رکہتے ہین

سلیم

سلیم۔ جناب محمد نظام الدین صاحب۔

ارادہ صید کا وہ آدل دلگیر رکہتے ہین
کمان ابروے پر خم سے نظر کا تیر رکہتے ہین

وہ دن ہو کونسا دل تہام کر مجہسے وہ کہہ بیٹہین
تری نالے ہی اے ظالم عجب تاثیر رکہتے ہین

انہین منظور ہی آباد کرنا غیر کے گہر کو
ہمارے خانۂ دل کو وہ بے تعمیر رکہتے ہین

خدا کی یاد کبہی ہے کہا نکا غیر کا مذکور
فقط تجہہی سے ہم عشق اے بت بے پیر رکہتے ہین

گرہ اپنی دل دلگیر کی کہلتی نہین ہیہات
یہہ کیسا پیچ قسمت کا یہہ کیا تقدیر رکہتے ہین

کمینون سے سلیم امید عزت کی نرکہہ ہرگز
خیال عزت کا اہل عزت و توقیر رکہتے ہین

سلام

سلام۔ جناب خواجہ سید معین الدین صاحب چشتی عرف خواجہ پیر شاگرد شمشاد لکہنوی

طبیعت مین تلون کیا بت بے پیر رکہتے ہین
عدو کو شاد رکہتے ہین مجہے دلگیر رکہتے ہین

ارادتمند کیا سرمایۂ توقیر رکہتے ہین
تصور مین جناب شیخ کی تصویر رکہتے ہین

قضا کیونکر نہ منہہ چومے تمہارے جان نثارونکا
گلے کو کس مسرت سے تہ شمشیر رکہتے ہین

عجب کیا ہی اگر ہمسے زمانہ کو ہی نفرت ہو
پرون ہی برے ہم ہین بری تقدیر رکہتے ہین

سنا کر ہمکو توامین رہے یہہ غیر ممکن ہے
مرے نالے ہی اے پیر فلک تاثیر رکہتے ہین

قیامت ہو نہ برپا کیونکر یہہ جو گوش یار تک پہنچین
کہ رنگ برق میرے نالۂ شبگیر رکہتے ہین

تصور سے لیا کرتی ہین کار وصل اے گلرو
خیالی خوب کہتے ہین ہم تری تصویر رکہتے ہین

بہت ہی کوششین کین ہمنے لیکن وہ نہ ہات آیا
سلام اب انحصار کار بر تقدیر رکہتے ہین

سکر۔ جناب محمد عبد القادر صاحب شاگرد جناب مطلب مرحوم۔

انہین آنکہونمین ہم تو فیض کی تصویر رکہتے ہین
جدہر ہون دیکہتا تشریف میرے پیر رکہتے ہین

ہماری چشم مین اے مردموی شکل مرشد کی
خوشا قسمت ہماری ہم بڑی تقدیر رکہتے ہین

اثر جب عشق کا تیرے پڑا بیدرد کہہ او ٹہا
ترے آہ و فغان ہر دم ہی تاثیر رکہتے ہین

شکایت ہے تو اپنے سے کرین قبلہ گلہ کس کا
دیا دل آپکو تسیر مجہے دلگیر رہتے کہتے ہین

جناب فیض سے مطلب برآیا سکر کا مستو
فقط بے کیف و کم ہم صورت تصویر رکہتے ہین

سید۔ جناب سید حسین صاحب شاگرد جناب عصر۔

قسم اللہ کی یہ آشنا مطلب کے ہین سارے
محبت کب کسی سے یہ بت بے پیر رکہتے ہین

ترے ہاتون مگر اے جذب دل اسکی صفائی ہو
کدورت آئینہ رو مجہہ سے بے تقصیر رکہتے ہین

انہین پر ہے عیان یہ راز جو اہل تصور ہین
کہ دل کے آئینہ ہین کس طرح تصویر رکہتے ہین

چہری ہی پہیر لی آئی نہین قاتل کو اے سید
تماشا دیکہئے با این ہمہ شمشیر رکہتے ہین

شور۔ جناب گل محمد صاحب شاگرد حضرت فیض۔ موصوف لیہ انگلبرگہ

ترے در پر ہین جو بے توقیر رکہتے ہین
تجہی سے التجا طفل و جوان و پیر رکہتے ہین

تصور دل مین تیرا اے بت بے پیر رکھتے ہین
ہم اس آئینہ خانہ مین تری تصویر رکھتے ہین

اوسی کے فیض صحبت نے کیا حیوان کو انسان
سگ جانان کا اپنے نام ہم قطمیر رکھتے ہین

بنے پھرتے ہین قیدی یار کی زلف مسلسل کے
ہم اپنے پاؤن مین جھنکارتی زنجیر رکھتے ہین

بنا لیتے ہین سنکر کو مقرا اک بات کہنے مین
ترے عشاق بھی کیا پر اثر تقریر رکھتے ہین

دعائے مغفرت پہلے خدا سے مانگتے ہین وہ
چھری جب سے گلے پر جب دم تکبیر رکھتے ہین

جناب فیض کی تربت کی چٹکی خاک کافی ہے
نہ دست غیب ہی ہمکو نہ ہم اکسیر رکھتے ہین

نہ آنکھون مین مروت ہی نہ کچھ دل مین ترحم ہے
خدا جانے یہ بت کس خمیر سے تخمیر رکھتے ہین

دل و جان سے ہون غش جسپر جناب یوسف مصری
عزیزو لکھی ہم نقشہ مین وہ تصویر رکھتے ہین

سما جاتے ہین ارباب نظر کی صاف آنکھون مین
عجب وہ پاس اپنے سرمہ تسخیر رکھتے ہین

بن آتی ہی نہین تدبیر جب قسمت بگڑتی ہے
اگرچہ عقل و دانش صاحب تدبیر رکھتے ہین

تمہاری ساری باتون مین جو ہی اے شور شیرین
کہان لطف سخن ایسا نصیر و میر رکھتے ہین

شایق - جناب غلام حسین خان صاحب شاگرد جناب عصر

شایق

پھنسانے کی دلونکی وہ نئی تدبیر رکھتے ہین
کمند اک ہاتھ مین اک ہاتھ مین زنجیر رکھتے ہین

نہ کچھ تقریر رکھتے ہین نہ کچھ تحریر رکھتے ہین
یہ اخوان زمانہ بھی عجب تقدیر رکھتے ہین

ہمین تو نام سے بھی عار ہے اس دار فانی مین
نہ ہم منصب ہی رکھتے ہین نہ ہم جاگیر رکھتے ہین

نہین ہے دخت رز یہ اوس مین شیشہ کی او سما شے
کسی رشک پری کی دل مین ہم تصویر رکھتے ہین

نگاہون سے کیا بسمل ادا اون سے کیا کشتہ — بظاہر تیر رکھتے ہین نہ وہ شمشیر رکھتے ہین
نہین ہے خوف روز حشر کا اسے واعظو ہمکو — کہ ہم دست ہوس مین دامن شبیر رکھتے ہین
نہ پریونکی ہمین خواہش نہ حورونکی تمنا ہے — نظر مین ہم تری جادو بھری تصویر رکھتے ہین
سمائے اپنے جامہ مین نہین شوق شہادت سے — گلا اپنا خوشی سے ہم تہ شمشیر رکھتے ہین

غزل شایق کی سنکر بات سینہ پر رکھا اوسنے
کہا اشعار بھی تیرے عجب تاثیر رکھتے ہین

شوق — جناب غلام محمد صاحب عرب

چھری خنجر کٹاری اور نہ وہ شمشیر رکھتے ہین — نگاہ ناز کا دل پر فقط بس اک تیر رکھتے ہین
قضا ہوتی ہین اکثر اس لئے اپنی نمازین بھی — چھری ہر دم گلے پر وہ دم تکبیر رکھتے ہین
پسیجے دل نہ اوسکا یہ کبھی ممکن نہین دیکھو — کہ نالے بھی ہمارے کچھ نہ کچھ تاثیر رکھتے ہین
ہزارون کو جلا دیتے ہین اک اوسکی جنبش لب سے — وہ انداز مسیحائی دم تقریر رکھتے ہین
ملا لینگے نہ ہم کیا روز محشر فرد عصیان سے — ہم اپنے پاس بھی اپنا خط تقدیر رکھتے ہین
سزا دو آج ہی کیون انتظار روز فردا ہے — اگر ہم جرم کوئی قابل تعذیر رکھتے ہین تو
یہ طفل اشک بھی کیا نیک قسمت ہے ذرا دیکھو — خوشی سے اسکو آنکھوں مین جوان و پیر رکھتے ہین
نہ نکلیگا کسی طرح ہین جانیگی یہ رنج ہجران سے — بہر صورت تجھے یہ ہم کب نالہ شبگیر رکھتے ہین
حقیقی بیشتر کرین مشرب کے عدو و شکوہ شوق — ہمارے ہاتھ کی کوئی اگر تحریر رکھتے ہین
خدا کا خوف یا خلق و مروت اوسکے بندون سے — ایمان کی کہنا بت جسے پیر رکھتے ہین

عدو کے سر پہ حکم نادری کی تیغ جڑ دینگے — ہم اپنی ہاتھ مین بازی کے اٹھون پہر رکھتے ہین

ملی ہے حضرت آغا کے در کی شوق جاروبی
یہی منصب ہمارا ہے یہی جاگیر رکھتے ہین

شوق

شوق جناب ابو المعالج میر عبد الرؤف صاحب جعفری اہلکار دفتر تعمیرات

لگی پر کہکے بسم اللہ وہ شمشیر رکھتے ہین — ہم اب آنکھوں مین اس صیاد کی تصویر رکھتے ہین

قصور معرفت کی معترف ہین قابل عظمت — تمہاری بات کانون پر دم تکبیر رکھتے ہین

شب فرقت مین دل تھامے ہوے وہ دوڑ کر آئے — اثر کیسا ہمارے نالۂ دلگیر رکھتے ہین

ولای غیر کے انکار سے آمین اشارہ ہے — جو عابد بات کانون پر دم تکبیر رکھتے ہین

فدا ہین جس پہ ہر دم وہ نظر آتا ہے پہلو مین — بجای دل ہم اپنے یار کی تصویر رکھتے ہین

زبانین بند ہین اہل سخن کی اف رے لسانی — غضب کی آپ بھی جادو بھری تقریر رکھتے ہین

ہر اک سے جھک کی ملنا ہی نشان سرفرازی ہے — جو ذی عزت ہین پاس عزت و توقیر رکھتے ہین

اشارے جان ستان ہین ناوک افگن ناوک مژگان — نظر عشاق پہ بھی چتونون مین تیر رکھتے ہین

کہان سے لائین جمعیت سوائے داد و فریادی — وہ خوش رکھتے ہین غیرون کو ہمین دلگیر رکھتے ہین

سنا جب اوسنے عاشق سر فدا کرنیکو حاضر ہین — کہا جھنجھلا کے ہم بھی ہاتھ مین شمشیر رکھتے ہین

ملا ہے عہدہ منشی شوق اک معشوق عاشق تن
کرین سب رشک جسپر ہم بھی وہ تقدیر رکھتے ہین

شکور

شکور جناب

جو دل میں شوق مژگان بت بے پیر رکھتے ہیں
جگر میں چشم میں پہلو میں نوک تیر رکھتے ہیں

نہیں معلوم یارب کیا یہ بت تسخیر رکھتے ہیں
محبت انکی جو ہر دم جوان و پیر رکھتے ہیں

تصور دل میں سینے میں رہا کرتا ہے مژگان کا
کلیجے سے لگا کر ہم تمہارے تیر رکھتے ہیں

ستمگر ان بتوں کو کسقدر اللہ اکبر ہے
چھری گردن پہ رکھتے ہیں تو بے تکبیر رکھتے ہیں

تامل کسلئے ہے آؤ بسم اللہ مقتل میں
خوشی سے ہم گلا اپنا تہ شمشیر رکھتے ہیں

ڈراتا ہے ہمیں کیوں جنبش ابرو سے اے قاتل
کہاں ہم ناتوان تاب دم شمشیر رکھتے ہیں

رہا کرتا ہے ہر دم سامنا صف ہائے مژگان کا
ہمیشہ قتل پر لبیک میرے تیر رکھتے ہیں

تری تصویر بھی کیا صانع قدرت نے ڈھالی ہے
خوشی سے اوسکو آنکھوں پر جوان و پیر رکھتے ہیں

فلک ہم خاکساروں کو ستانے سے ہے حاصل کیا
نہ ہم کچھ صاحب ثروت ہیں نے جاگیر رکھتے ہیں

شمس جناب منشی عبید الرحیم صاحب اہلکار محکمہ آبکاری بلدہ شاگرد سخنور صاحب

حسین کیونکر بناتے سبکو یہ نخچیر رکھتے ہیں
نہ یہ بندوق رکھتے ہیں نہ یہ شمشیر رکھتے ہیں

یہ کشتے اونکی مردوں میں نہ زندوں میں شمار اونکا
تری عشاق بھی ظالم عجب تقدیر رکھتے ہیں

کسی سے کہہ نہیں سکتا ہے مضمون ہماری قسمت
ہم اپنی ناصیہ پر کچھ عجب تحریر رکھتے ہیں

کوئی کیا رکھ سکے زندان عالم سے قدم باہر
کہ اونکی حکم کی سب پاؤں میں زنجیر رکھتے ہیں

تری تصویر [illegible] اپنی ہستی کی صورت پہ
مری جان جس مرقع میں تری تصویر رکھتے ہیں

ہم اوسکے ساتھ سوتے رات بہر یہ خواب دیکھا ہے
مزہ ہی پیراہن سے حاجت تعبیر رکھتے ہیں

ہنسی آتی ہے ہمکو شمس باتونپر رقیبوں کے

یہ گویا بات مین اپنی ہی تقدیر رکہتے ہین

شاہق - جناب میر امیر علی صاحب -

بھلا کیونکر نہ حسن مہر و مہ آنکہون سے گرجاے
کہ ہم پیش نظر ہر دم تری تصویر رکہتے ہین

بشر ہو کیا ہتو نکی دل کہنچے جاتی ہین سینہ سے
ہمارے نالہ ہاے دل عجب تاثیر رکہتے ہین

ہدف کیونکر نہون قلب و جگر سینہ مین عاشق کے
کہ ابرو و مژہ کے وہ کمان و تیر رکہتے ہین

پریشان ہو جو دل اپنا تو اوسکی زلف برہم ہے
ہمارے نالہ پر درد کیا تاثیر رکہتے ہین

تصور مین تری ابرو کے خون اب جوش کہاتا ہی
گلا ہم آپ اے قاتل تہ شمشیر رکہتے ہین

زمین ملک سخن کی آج ہی زیر نگین اپنے
مغزز شاعرو ہین کیون نہون جاگیر رکہتے ہین

تمناے شہادت بیچلی ہے کوے قاتل مین
سنا ہے آجکل وہ ہاتہ مین شمشیر رکہتے ہین

جگر مین داغ لب پر آہ اشک خونی آنکہون مین
عجب البتہ حال تمہارے عاشق دلگیر رکہتے ہین

تمہارا حسن روز افزون سبب ہے ناتوانیکا
عصاے آہ ہاتہ مین جوان و پیر رکہتے ہین

کلیجے منہ کو آجاتے ہین اہل درد سننکر
عجب تاثیر اپنے نالہ شبگیر رکہتے ہین

ترے روے کتابی کی ثنا لکہی ہے شاہق نے
جو تم قرآن رکہتے ہو تو ہم تفسیر رکہتے ہین

شیدا - جناب سید یعقوب صاحب سلحدار

موصوفہ از مقام راۓچور

محبت عاشقون سے کب بت بے پیر کہتے ہین
اگر رکہتے بہی ہین تو اونسے توقیر رکہتے ہین

چلی جائینگے جنت مین وہ سید حضرت زاہد
جو باطن مین ہمیشہ الفت شبیر رکہتے ہین

شاہق

وہ ابرو کو دکھا کر مجھسے محفا ہین یہ فرماتے	تمہارے قتل کرنیکو یہہ ہم شمشیر رکھتے ہین

گریبان چاک میرا دیکھکر وہ رشک گل بولا
ہمارے حضرت شیدا عجب تقدیر رکھتے ہین

شرف

شرف - جناب حاجی سید روشن علیصاحب عطاری شاگرد جناب عصر

خدا ہی سے خودی کو دور ہم باہیر رکھتے ہین	تصور مین رسول اللہ کی تصویر رکھتے ہین
بھلا فرمائیے لفظ کریمی کے ہین کیا معنے	اگر افعال پوچھو قابل تعذیر رکھتے ہین
ہمیشہ دیکھتے رہتے ہین رنگ قدرت بیچون	بغل مین اپنے ہم محبوب کی تصویر رکھتے ہین
بجھاتی ہین چراغ امید کا وہ بعد مردن بھی	بجای گل ہماری قبر پر گلگیر رکھتے ہین

جناب عصر علامہ سے ہی حاصل سند مہری
شرف ملک سخن کی آج ہم جاگیر رکھتے ہین

شریف

شریف - جناب محمد شریف صاحب شاگرد جناب عصر

وہی ملک سخن کی آجکل جاگیر رکھتے ہین	بغل مین جو جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین
اگر منہ آئینہ کی کہا ہین یہ بیعزتی پیشہ	ہمارے سامنے اغیار کیا توقیر رکھتے ہین
گریبان چاک جامہ سے کہین باہر نہین ہوتے	لحاظ خاطر والا کو دامن گیر رکھتے ہین
ضیاء چشم فلکے واسطے نسخہ مجرب ہے	بجاے سرمہ ہم خاک در شبیر رکھتے ہین
وہ کانا بوسی کرتا ہے یہ تھا یون پر اترا تا ہے	ہم آسمین کچھ تو ساز ہم اور زہ گیر رکھتے ہین

لٹائین کیون نہ گھر بیٹھے سخن کی رات دن دولت

اشرف ان روزون ہم ملک سخن جاگیر کہتے ہین

صمیم۔ جناب مرزا بسم اللہ بیگ صاحب

صمیم

آنکھین اپنی کیا کیا بہت سے پیر کہتے ہین
تغافل عاشقان شہ سنان و تیر کہتے ہین

جس آئینہ رخسار کا آنکھون مین پرتو ہے
اوسیکے دل مین ہم آنکھون پر تصویر کہتے ہین

نہو پروا صمیم اپنے کو فردا سے قیامت سے
عنایت حال پر اپنے شہ شبیر کہتے ہین

طاہر۔ جناب سید شاہ علیصاحب محافظ دفتر مجلس مالگزاری سرکار عالی

طاہر

زیادہ چشمہ خورشید سے تنویر کہتے ہین
ہم اپنی آنکھ مین محبوب کی تصویر کہتے ہین

دیا ہی جسکو فاقہ نے لباس عقل وہ ہر دم
برای چاک قسمت سوزن تدبیر کہتے ہین

سیہ پوشی کر یہ آنکھ کی دیتی شہادت ہے
کہ اپنے گھر مین ہردم ماتم شبیر کہتے ہین

ہی کیونکر خفتہ بخت اپنا عہد طفلی سے
کہ ہم جھولے کے بدلے گردش تقدیر کہتے ہین

کبھی بھولے سے بھی طاہر نہ سیتی یاد کروانا
کہ نا کس گردن استاد پہ شمشیر کہتے ہین

عصر۔ جناب میر احمد علیصاحب تلمیذ حضرت فیض

عصر

اجل کیا عشق ابرو تجسے پیر کہتے ہین
جو ہو سو ہو گلا اب تو تہ شمشیر کہتے ہین

وہ آجاتی ہین جب دم کشتہ ابرو کے پہلو مین
لبہا کے سبزہ و گل قبر پہ شمشیر کہتے ہین

سنا ہی جو گیا بر گسنبر تیغ شیرون کا
ہی اک نذر لے لو دل و لگیر کہتے ہین

نہ چشم کم سے دیکھو منعمو ہم خاکساروں کو
وہی عزت سے بیٹھ آتے ہیں جو توقیر رکھتے ہیں

فنا کے بعد بھی سایہ ہیں تلواروں کی چھاؤں
شہید خنجر ابرو بھی کیا تقدیر رکھتے ہیں

مریدان فرو او کی صف آرا ہوتے ہیں جب ہم
کماندار اچھے اچھے ترکشوں میں تیر رکھتے ہیں

نہ کیونکر جان بلب ہوں شربت دیدار کے پیاسے
تمہاری بھی باتیں زہر کی تاثیر رکھتے ہیں

ہمیشہ دل کی آئینہ میں شکل اپنی مشکل سے
خدا کی راہ میں بیٹھی نظر تصویر رکھتے ہیں

چمن میں ہیں سرو فقیر پہ آزاد یا ہو کے
خزاں میں بھی بہار گلشن کشمیر رکھتے ہیں

تنم چکمن سپاہی رند و دم درگیش کا معتوبی
نہیں عمال از اپنا قابل تطہیر رکھتے ہیں

تہ و بالا زمین و آسمان آہوں نے کر ڈالا
ارادہ اب کہاں تک نالۂ شبگیر رکھتے ہیں

یہ جبر و قدر کا ہی مسئلہ حل کس طرح سے ہو
نہ ہم تقریر رکھتے ہیں نہ ہم تحریر رکھتے ہیں

بہت بے رنگ ہر دم آئینہ رویاں نظر آئے
وہیں ہم بھی مثال طوطی تصویر رکھتے ہیں

ارشاد میں بندی کے گالوں سا سا توں آسمانوں کو
ہمارے نالۂ دل عنصر وہ تاثیر رکھتے ہیں

ولہ

پرستش سے بتوں کے کام ہم یا ہیچ رکھتے ہیں
خدا کی راہ میں بیٹھی نظر تصویر رکھتے ہیں

چراغ امید کو گل کرتے ہیں پا تو ہوں ماتھوں
زبان گویا دہن میں شمع ہو گلگیر رکھتے ہیں

عدم میں تھی عدم میں آئے پھر آخر عدم ہونگی
زبانی یاد ہم اس خواب کی تعبیر رکھتے ہیں

کہاں اوس میں حکمتی نے منطق حکمت کو سن سن کر
خیالی ہے سر و پا آپ ہی تقریر رکھتے ہیں

اگر رنگ فلک ہو کاٹ پر مطلق نہیں کچھ غم
خیال ابرو جانان کی ہم شمشیر رکھتے ہین

کہا ایسا کوئی خاکہ نہ پہر نقاش قدرت نے
سراپا آپ ہی اک عالم تصویر رکھتے ہین

نہ سر لیگا کبھی جو کچھ ہے سہم پایا لون کا
مثل یہ یاد اک درد سلم پیر رکھتے ہین

نہیں جملہ سے وہ واقف ہوے نحو محبت کر
ہمیشہ ہم سے حجت معرفہ تنکیر رکھتے ہین

جو تھا موجود ماضی الذین آیا فعل ہین آخر
کلام ان کی ہم پیش نظر تقریر رکھتے ہین

رہا کرتے ہین ایسی غیری شب بہر یار یا اکثر
ورد دولت یہ وہ اپنے کہ ان زنجیر رکھتی ہین

عجب کیا ہی اگر دریائے رحمت جوش پہ آوے
بلا کی نالۂ دل آجکل تاثیر رکھتے ہین

فنا سب خواہشین دنیا کی دل سے کر کی بیٹھے ہین
طلب کس چیز کی ہم تجھسے چرخ پیر رکھتے ہین

یہ اپنی سب پیر و نگار و ہو نہیں سکتا
ترے رخ سے کہیں شمس و قمر تنویر رکھتی ہین

جناب فیض سے ہین دیکھنے والون مین ہم اے قیصر
خدا دادہ میرزا کا ہی خط زمیر رکھتے ہین

عزیز جناب محمد عزیز اللہ خان صاحب ناظم عطیات ضلع اطراف بلدہ فرزند جناب فیاض

ہمارے دل کے نالے بھی عجب تاثیر رکھتے ہین
کہ جنبش مین فلک کیا عرش کی زنجیر رکھتی ہین

ہین ایسا غمزدہ قیدی ہون دیکھو تیرے ماتم مین
ہمیشہ چشم تر سب حلقہ زنجیر رکھتے ہین

رہی ہے مدتون ہی عالم وحشت مین ہم صحبت
محبت اسلئے ہم تجھسے اے زنجیر رکھتے ہین

محبت مین ہمارا اور تمہارا حال یکسان ہے
گلے مین تم تو ہم بھی پاؤن مین زنجیر رکھتے ہین

منہ اپنا آئینہ مین دیکھکر کہتے ہین شوخی سے
پرائی گہر مین میری کس لئے تصویر رکھتے ہین

نہین ہے دم دیکھ اہل نظر یہ ہمکو دہوکا ہے
ہم آنکھون مین کسی محبوب کی تصویر رکھتے ہین

تصور مین کسی شکل پری کو ہم جو روتے ہین
تو ہر اک قطرہ مین آنسو کے اک تصویر رکھتے ہین

بظاہر دور ہین کوسون مگر آئینہ دل مین
تصور کے بدولت آپکی تصویر رکھتے ہین

ہماری جان کے دشمن ہین غمزے بھی ادا بھی
وہ اپنے ہاتھ مین خنجر تو یہ شمشیر رکھتے ہین

وہ یون بن ٹھن کے بہر امتحان آتے ہین مقتل مین
کمر مین تیغ ہی ہاتہ مین شمشیر رکھتے ہین

تمہاری گالیان بھی لطف دیتی ہین خدا شاہد
نوالے زہر کے بھی قند کی تاثیر رکھتے ہین

نہین ہستے ہی بلبل یا نزاکت سے یہ سمجھے ہم
اثر اولٹا ہمارے نالہ شبگیر رکھتے ہین

بہار آتی ہے گلچین کے چھری گردن پہ چلتی ہے
یہ مرغان چمن بھی کیا بری تقدیر رکھتے ہین

صبا کیا احتیاج اسکی بجھا دے شمع مرقد کو
ہمارے داغ دل مہتاب کی تنویر رکھتے ہین

مین منہہ کو خوب تکتا ہون وہ منہ دیتے ہین رہ رہ کر
چھری جب حلق پر میرے دم تکبیر رکھتے ہین

گیا ہے دل تو جانے دو یہی ہمکو غنیمت ہے
کہ پہلو مین عوض دل کے کسیکا تیر رکھتے ہین

عزیز اچھی غزل ہے اشک کی جگہ یہ مصرعہ ہے
یہ نالے صور اسرافیل کی تاثیر رکھتے ہین

عزیز

عزیز۔ جناب مرزا عزیز بیگ صاحب سجادہ تکیہ مغل فقیر شاگرد عصر

فقط ہم عہد طفلی سے نہین توقیر رکھتے ہین
تری الفت ہم دل مین جوان و پیر رکھتے ہین

پھرا ہے چشم مین جادو نگاہ آفت غضب چتون
ترے مینہی سخن بھی سحر کی تاثیر رکھتے ہین

یہی ہر وقت میرے دل مین آتا ہے کہ جا پوچھون
کہو تو عاشقون کو آپ کیون دلگیر رکھتے ہین

عزیز سرخرو کچھ روسیاہی کا نہین ہے ہم
کہ ہم دست طلب مین دامن شبیر رکھتے ہین

عزیز

عزیز۔ جناب مولوی سید عزیز الدین صاحب نبیرۂ مولوی محمد مظہر صاحب

نہ دولت ہی نہ منصب ہی نہ ہم جاگیر رکھتے ہین
گدائی در کی تیرے اے شہ اجمیر رکھتے ہین

نہ دنیا کی طرف دل ہی نہ عقبا کے طرف مایل
فقط دلمین محبت آپکی یا پیر رکھتے ہین

فدائی ہوگئی ساری ہماری جان کی دشمن
محبت جب سے تیری اے بت بے پیر رکھتے ہین

فیوضات جناب عصر صاحب کے بدولت ہم
مضامین غزل مین جوہر شمشیر رکھتے ہین

عزت

عزت۔ جناب فقیر محی الدین صاحب شاگرد جناب عصر

خدا راضی رسول اونکا ہمیشہ اونسے راضی ہے
جو اپنے دل مین حب شبر و شبیر رکھتے ہین

تمہاری زلف کی سودائیون کا ہی یہی بانا
گلے مین طوق اکثر پاؤن مین زنجیر رکھتے ہین

سلاطین جہان کہلائینگے وہ لوگ کل کے دن
فقیرون کی پناہ پر جو کوی توقیر رکھتے ہین

دو روزہ زندگی اپنی بسر عزت سے ہو جاے
غلامی آپکی ہم یا جناب پیر رکھتے ہین

عجیب

عجیب۔ جناب میر غضنفر علی صاحب اہلکار کچہری صدر عدالت ورنگل

بہر صورت جو دلمین خواہش تقریر رکھتے ہین
قد ے دشنام سے کب یار وہ دلگیر رکھتے ہین

جو سودا ہم زلف بت بے پیر رکھتے ہین
وہ ویرانہ مین شوق خانہ زنجیر رکھتے ہین

کبھی تو دست ستم ایجاد کا دل آہی جائیگا
زبان پر ہم بھی آخر آہ پر تاثیر رکھتے ہین

ہزارون دل مسخر ہوگئے دیکہا جدہر اوسنے | پر پروا اپنی آنکھون مین عجب تسخیر رکھتے ہین

عجب اب جور خوبان کا گلہ کیونکر کرین منہ سے
لب ابکم برنگ غنچہ تصویر رکھتے ہین ؛

عشق

عشق — جناب محمد حبیب اللہ صاحب اہلکار دفتر معتمدی صرف خاص

فغان بے اثر فریاد بے تاثیر رکھتے ہین | عجب حسرت تمہارے عاشق دلگیر رکھتے ہین
ارادہ ہی ملا کر دیکہہ لین حورون سے جنت مین | کسیکی ہم بھی اپنے پاس اک تصویر رکھتے ہین
ہزارون جان دیتے ہین گلی کٹتے ہین لاکھون کے | اداسے دوش پر اپنی جو وہ شمشیر رکھتے ہین
فقط اک ترچھی چتون سے جو سب کو مار رکھتی ہے | بتان نازنین کب خنجر و شمشیر رکھتے ہین
یہی دولت ہے اے دل خاکساری ہی زمانے مین | جو یہ کہتے ہین اپنے پاس وہ اکسیر رکھتے ہین
کبھی ٹوٹا ہوا ساغر تو آتا اسطرف ساقی | یہ مانا ہم نے ہم پھوٹی ہوئی تقدیر رکھتے ہین
کسیکو زہر لگتے ہین کسیکو میٹھے لگتے ہین | ترے چلتے ہوئے فقرے عجب تاثیر رکھتے ہین
شرف دیکھو کوئی گیسو کے دیوانونکا زندان مین | کہ اونکے پاؤن پر ہر حلقۂ زنجیر رکھتے ہین

بھلا اتنا ہوا اے عشق وہ دل تھام کر آئین
ترے نالے قیامت ہین غضب تاثیر رکھتے ہین

فاضل

فاضل — جناب مولوی قطب الدین محمود علیصاحب ابو العلائی -

محبت تیری زلفون کی مجھے بے پیر رکھتی ہین | جنون عشق کی ہم پاؤن مین زنجیر رکھتے ہین
زبان بھی بند ہو جاتی ہے اونکے سامنے اپنی | اگرچہ ہم بہت کچھ دعوی تقریر رکھتے ہین

ذرا دیکھو تو یہ داغ محبت سے گلستان ہے
تمہارے سامنے ہم دل کو اپنے چیر رکھتے ہین

پلٹ جائین محبت سے بھلا کیسے تری ایجان
جبین پر ہم غلامی کی تری تحریر رکھتے ہین

بھلا کیسے نہوین زار زار و ناتوان کہیئے
غم الفت کسیکا دل مین ہم جاگیر رکھتے ہین

بجاے نامہ اعمال روز حشر اسے فیضل
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

فایق - جناب سید محمد عثمان صاحب قادری ابن جناب خلق صاحب

فایق

یہ دل وہ دل ہے جسمین الفت شبیر رکھتے ہین
یہ وہ آنکھین ہین جسمین غوث کی تصویر رکھتے ہین

مری جان ہمکو تو غیرون سے اب خط و کتابت ہے
یہان ہم جان بلب ہین نالہ شبگیر رکھتے ہین

بگولے وحشت کے آتے ہین استقبال کو اٹھکر
ترے دیوانے ہی کیا عزت و توقیر رکھتے ہین

یہ کیا الفت ہی دل میرا ایسا جاتا ہے سرمہ سا
وہ اپنی آنکھ مین سرمہ کی جو تحریر رکھتے ہین

ہزارون بندۂ بے دام دو باتون مین ہوتے ہین
مریجان کس بلاکی آپ ہی تقریر رکھتے ہین

کٹی سب عمر فرقت مین نہ وہ آے نہ موت آئی
عزیزو ہم بھی کیا پھوٹی ہوی تقدیر رکھتے ہین

حساب ہمسے نلے محشر مین تو غفار و رحمان ہے
خداوندا کہین کس منہ سے جو تقصیر رکھتے ہین

خلایق شوق سے قدمون کو اونکے چوم لیتی ہے
جو سینہ مین رسول اللہ کی تصویر رکھتے ہین

سوا عشق جناب سرور کونین اے فایق
نہین ہم پاس اپنے منصب و جاگیر رکھتے ہین

فخر - جناب سید فخرالدین صاحب شاگرد جناب خلق

فخر

عجب لوگ اپنی اپنی مختلف تقریر کہتے ہین — ڈرین کس سے نہ خوف حد و نے تعزیر کہتے ہین

نہ زاد راہ کی ہے فکر کیسا خواب غفلت ہے — سفر در پیش اپنے ہر جوان و پیر رکھتے ہین

زنان ہند کو بے پردگی کا حکم دیتے ہین — نہ پروائے کلام اللہ نے تفسیر رکھتے ہین

ہوا جب امہات المومنین کو حکم پردہ کا — ق — طہارت مین ہم اونکی آیۂ تطہیر رکھتے ہین

تو پہر فخر اس زمانہ کے ہین جیسے مرد اور عورت
سمجھہ لین عقل پاس اپنے جوان و پیر رکھتے ہین

فقر - جناب لطیف علی شاہ صاحب -

کہین اہل سخن کیا تمسے خوش تقدیر کہتے ہین — بغل مین ہم جناب مصحف کی تصویر رکھتے ہین

رہا کرتے ہین دن بہر مصحف رخ کی تلاوت مین — سو و الشمس کی پیش نظر تفسیر رکھتے ہین

زمین کربلا مسکن اگر ہو تو عجب کیا ہے — ازل سے سر مین عشق حضرت شبیر رکھتے ہین

نہ کیون ایمان لائین مصطفی کی آل اطہر پر — سند قرآن کی ہم آیۂ تطہیر رکھتے ہین

فنا - جناب

سواری مین ہمیشہ ساتھ ہم رہتے ہین قاتل کے — وہ اپنے ساتھ ہمکو صورت نخچیر رکھتے ہین

دل و جان و جگر اپنا ہم اوس پہ کر چکے قربان — فقط اک تن مین باقی آہ بے تاثیر رکھتے ہین

فاخر - جناب سید علی صاحب

دل مضطر مین ہم یاد بت بے پیر رکھتے ہین — بغل مین یا اللہ اوس شوخ کی تصویر رکھتے ہین

عجب کچھ نالہ شبگیر بھی تاثیر رکھتے ہین — کہ ہجر غیر مین شب بھر انھین دلگیر رکھتے ہین

نہ آیا بھولے بھٹکے بھی ادہر وہ خوبرو اگرن
گلہ تجھسے یہی اے خوبی تقدیر رکھتے ہین

شب فرقت مین سو جائین نہ کیونکر پاؤن پھیلا کر
تصور سے مقابل آپکی تصویر رکھتے ہین

پریرویونکی جھگہٹ مین کٹی عمر اپنی اے فاخر
بہت اچھی خدا کے فضل سے تقدیر رکھتے ہین

قاضی جناب محمد احمد علی صاحب صدیقی شاگرد حضرت فیض

قدم محکم دم عہدم نظر اکسیر رکھتے ہین
زبان مین ہم زبان فیض کی تاثیر رکھتے ہین

خضر کا مرتبہ الیاس کی تقدیر رکھتے ہین
اگر ہم پیر رکھتے ہین تو ایسا پیر رکھتے ہین

بتائین باہمی تقدیر اور تدبیر رکھتے ہین
جو ذی تقدیر ہین تدبیر مین تقدیر رکھتے ہین

یہ تل ہے مردمک ہے یا تصور ہے مصور کا
نظر مین ہم بہر صورت کوئی تصویر رکھتے ہین

دل آزادیر اپنے نہ قبضہ ہو سکا اپنا
پہر اس منہ پر مزہ ہے دعوی تسخیر رکھتے ہین

ہمین ہے عجز موسی کی صفت عقد لسانی سے
مگر دل مین نہان گنجینہ تقریر رکھتے ہین

تم اپنے گار ہی ہو کچھ خبر ہے سیدہا ہین کی
ذرا سمجھو تو کیا پیغام ہم اور زبیر رکھتے ہین

تمہارے حسن کی شہرت ہمارے عشق کا چرچا
زمانہ مین یہ دیکھو شور عالمگیر رکھتے ہین

طریقہ کیا بتائین چل رہے ہین بانگ کا رستہ
اگر تم پیر سے پوچھو بتا دے پیر رکھتے ہین

تمہاری تیغ ابرو کو بھلا کیا جا نہین ملتی
اگر راضی ہو تم اپنا کلیجہ چیر رکھتے ہین

دل اپنے مین بڑہاپے کے جوان ہی وحشت زنانی
جوانان جہان کب احترام پیر رکھتے ہین

قیس

قیس۔ جناب خواجہ بدیع اللہ صاحب صیغہ دار دفتر منقیح نواب سپہر آسمانجاہ مغفور

تصور آپکا ہر حال مین یا ہیر رکھتے ہین / خیالی رات دن پیش نظر تصویر رکھتے ہین

مزاج میرزای پرتون کے رات دن عشق ہون / غزل کے سب مرے اشعار شان میر رکھتے ہین

وبال اب زندگانی ہوگئی حلقہ بگوشون کو / وہ میرے پہانسنے کو زلف کی زنجیر رکھتی ہین

کہا قاتل نے وقت ذبح جرات دیکہکر میری / خوشی سے ہی گلا کو ہی تہ شمشیر رکھتے ہین

لبون پر آہ آنسو آنکہہ مین اور درد سینہ مین / سوا اسکے کہو کیا عاشق دلگیر رکھتے ہین

میسر وصل اوس لیلی منش کا قیس کیونکر ہو
نہ ہم تدبیر رکھتے ہین نہ ہم تقدیر رکھتے ہین

قیام

قیام۔ جناب حاجی خواجہ قیام الدین صاحب میر منشی سیاہہ دیوڑہی صاحبزادہ بلند اقبال

جو ذی تقدیر ہین وہ دولت تدبیر رکھتے ہین / خیال آغاز مین انجام کا یا بیسر رکھتے ہین

شکار انکا نہو کیونکر ہمارا یہ دل وحشی / کمان ابرو کی رکھتے ہین نظر کے تیر رکھتی ہین

تہ و بالا زمانہ آجکل ہے اونکے ہاتہون سے / ہمارے نالہ ہاے دل عجب تاثیر رکھتی ہین

الہی خیر ہو وہ آرہے ہین او نچی بنکر / کمر مین اپنے خنجر ہاتھ مین شمشیر رکھتے ہین

قسم ہی حیدر و صفدر کی میدان قیامت مین / ہین گے سرخ رو وہ جو غم شبیر رکھتے ہین

بنا دیتے ہین وہ اپنا سا جسکو دیکہہ لیتے ہین / نظر مین عاشق جانباز ہی اکسیر رکھتے ہین

خدا کی وہ خدای سے نہین کہتے کبھی مطلب / نظر مین اپنے جو محبوب کی تصویر رکھتے ہین

قیام اب خوف کیا ہے نزع و قبر و حشر کا ہمکو

حمایت کے لئے ظل جناب پیر رکھتے ہین

کامل

کامل - جناب سید نواب علی صاحب لکھنوی

اگر تمہارے دل اپنے بت سے بیر رکھتے ہین
ہلادین کو وہ ہم نالو نمین وہ تاثیر رکھتے ہین

وہ تنگ ناز سے جب دوش پہ شمشیر رکھتے ہین
تو سر قدمون پہ جھک کر عاشق دلگیر رکھتے ہین

فلک ہی شان و رفعت مین مزار فیض صاحب بھی
چراغ عرش انجم کی طرح تنویر رکھتے ہین

تلمذ فیض صاحب سے ہے فن شعر مین جنکو
وہ شاعر بلبل شیراز کی تقریر رکھتے ہین

فدائی صاحبان فقر کو وہ فخر بخشا ہے
قدم پر اونکے سر شاہان ذی توقیر رکھتے ہین

کیا کرتے ہین اپنے نفس کو کشتہ جو مستغنی
وہ کب مثل ہوس خواہش اکسیر رکھتے ہین

ہی خدمت جان نثاری اور در جانانہ مسکن ہے
وہ منصب ہے ہمارا اور یہ جاگیر رکھتے ہین

ہمیشہ رکھتے ہین یون زلف پیچان مین دل عاشق
کہ جیسے صید افگن دام مین نخچیر رکھتے ہین

کبھی کروٹ ادہر بھی چین سے سونے نہین دیتے
اثر ایسا ہمارے نالہ شبگیر رکھتے ہین

بگڑتی ہے صدا بن بنکے وصل یار کی صورت
پر تدبیر چلتے ہین وہ ہم تقدیر رکھتے ہین

نظر پڑ اسی جانب خریدارونکی پڑتی ہے
مقابل اپنے جب یوسف کی وہ تصویر رکھتے ہین

ولہ

زبان ہر چند منہ مین ہم پہ تقریر رکھتی ہین
اگر لب بند ہر دم صورت تصویر رکھتے ہین

یہ ممکن ہے کہ ماضی کا زمانہ حال ہو جاوے
جوانی کی ہوس کیون دل مین اپنے پیر رکھتے ہین

نظر اک شب جو آیا تو وصال یار کا سامان
ہمیشہ دل مین ہم اوس خواب کی تعبیر رکھتے ہین

ہمیشہ قتل عاشق پر وہ یون رہتے ہین آمادہ
کہ باہر جابجا او نکل میان سے شمشیر رکہتے ہین

رقیب بد وہ پہلو مین یون اوس شعلہ رو کے ہے
کہ جیسے پاس شمع بزم کے گلگیر رکہتے ہین

عدم کا اشتیاق ایسا ہی ہمکو دار فانی مین
سفر مین شوق منزل جسطرح رہگیر رکہتے ہین

یقین گفتار مین تلوار کے چلنے کا ہوتا ہے
وہ تیز اپنی زبان ایسی وقت تقریر رکہتے ہین

سمجہکر صورت سیماب پہلے تو مجہے مارا
سمجہکر اب وہ میری خاک کو اکسیر رکہتے ہین

خط اقرار وصل اونکا جو قاصد لا کے دیتا ہے
تو بوسہ دیکے ہم آنکہون پہ وہ تحریر رکہتے ہین

ازل سے عشق ہی جنکو خم ابروے قاتل کا
وہی اپنا گلا زیر دم شمشیر رکہتے ہین

کرین پیر مغان سے بیہودہ میخانہ مین کیون بیعت
جو کامل مرشد روح الامین سا پیر رکہتے ہین

کاتب

کاتب جناب سید ابراہیم حسینی صاحب مدرس فارسی اسکول تعلقہ بیجاپور موصولہ از بیجاپور

عجب اپنی ہم اے جان جہان تقدیر رکہتے ہین
کہ کام اپنے خلاف مدعا تاثیر رکہتے ہین

رہین پابند کیونکر ہم کسی قید تعلق مین
کہین وحشی بہی پیرون مین بہلا زنجیر رکہتے ہین

بغیر از قم کے صد با مردہ صد سالہ زندہ ہون
لب جان بخش عیسی سے سوا تاثیر رکہتے ہین

بوقت ذبح ارمان دید قاتل کے نکلتے ہین
گلے پر دست نازک سی جو وہ شمشیر رکہتے ہین

کبہی آیا نہین دل مین تصور ماسوا اللہ کا
مرقع مین ہم اپنی ایک ہی تصویر رکہتے ہین

نہ کیون ہو رشک قارون کو ہماری جاہ و دولت کا
کہ خاک آستان فیض کی اکسیر رکہتے ہین

بنایا ہے بتون کو صانع قدرت نے ہاتہون سے
سراپا نور کی نام خدا تصویر رکہتے ہین

کہلے لالہ نہ کیونکر میری مرقد پر پس مردن
کہ دلمین داغ عشق حضرت شبیر رکہتے ہین

یہان ملبوس عریانی ہے زیب جسم وحشت ہین
نہین کچہ غم جو کاٹے دست دامنگیر رکہتے ہین

بظاہر اونکی آنکہومین کہین ترکش نہین کاتب
خدا جانے کہان ظالم ہزارون تیر رکہتے ہین

کوثر

کوثر ۔ جناب مرزا محمد اسد اللہ صاحب منشی صدر کچہری تعلقداری ضلع اطراف بلدہ

ہم اپنے دلمین دلبر کی نہان تصویر رکہتے ہین
ہمیشہ وصل حاصل ہے عجب تقدیر رکہتے ہین

کیا ہی فقر کی دولت نے مستغنی دو عالم سے
یہی منصب ملا ہمکو یہی جاگیر رکہتے ہین

جو ہان یاران الفت ہین اشارہ پر وہ ابرو کے
سر تسلیم کو اپنے تہ شمشیر رکہتے ہین

پریرو قتل کیونکر کرتے ہین عشاق کو دم مین
نہ خنجر رکہتے ہین ظالم نہ تیغ و تیر رکہتے ہین

زر خالص بنا دیتے ہین یکدم مین دو عالم کو
نگاہ فیض مین اپنے وہ یہ تاثیر رکہتے ہین

عطا کرتے ہین دم مین نعمت کونین طالب کو
جہانتک وصف ہین کوثر وہ تیرے پیر رکہتے ہین

گوہر

گوہر ۔ جناب مرزا گوہر بیگ صاحب شاگرد ضیاء دہلوی

تری باتون کو سن سب سر تہ شمشیر رکہتے ہین
ترے چلتے ہوے فقرے عجب تاثیر رکہتے ہین

ستم سہتے ہین اونکے جب ہی وہ اپنے نہین ہوتے
ہم اونکو رکہتے ہین خوش وہ ہمین دلگیر رکہتے ہین

تمہارے محو الفت حشر مین کچہ کہہ نہین سکتے
دہن رکہتے ہین لیکن صورت تصویر رکہتے ہین

پس و پیش اونکو میرے قتل مین کیا جانیے کیا ہے
کبہی شمشیر اوٹہاتے ہین کبہی شمشیر رکہتے ہین

ملین کیونکر گہر اوس سے وہان کیونکر رسائی ہو
نہ ہم تقدیر رکہتے ہین نہ ہم تدبیر رکہتے ہین

مزاج

مزاج۔ جناب حکیم محمد مظفر الدین خان صاحب تلمیذ حضرت فیض

تیرے خیار تابان حسن عالمگیر رکہتے ہین
ضیا خورشید کی اور بدر کی تنویر رکہتے ہین

خدا کی شان ہے یہ بت عجب تسخیر رکہتے ہین
محبت انکی ہر طفل جوان و پیر رکہتے ہین

حمایت کرتے ہین اہل صفا ارباب حیرت کے
ہین پشت آئینہ کے صفحۂ تصویر رکہتے ہین

عدو کے مرغ جان ہی خال و خط گیسو عدو ے دل
کہ دام و دانہ وہ رکہتے ہین یہ زنجیر رکہتے ہین

نہو جو شی کسیکے پاس وہ کیونکر کسیکو دے
وہی توقیر رکہتے ہین جو کچہ توقیر رکہتے ہین

خیال ابروے قاتل مین اپنی عمر کٹتی ہے
کہ سینہ مین بجاے دم دم شمشیر رکہتے ہین

اگر بازیست وضعی ہو تو نفع اس سے کیا حاصل
کہ بار دوش ہی وہ جو کمان بے تیر رکہتے ہین

دکہا کر زلف مجہ دیوانے کو وہ شوخ کہتا ہے
کہو کس کیلئے ہم پاس یہ زنجیر رکہتے ہین

بہلا دل نے کیا کیا کیون ناحق ستاتے ہو
اگر بالفرض رکہتے ہین تو ہم تقصیر رکہتے ہین

شہید ابرو و مژگان و خط و رخ کے مدفن پر
گل و ریحان چڑہاتے ہین کمان و تیر رکہتے ہین

اسیر ہین اثر ہے عشق زلف و چشم جادو کا
ادائے چشم آہو حلقۂ زنجیر رکہتے ہین

نیاز و ناز و حسن و عشق کا جلوہ سراپا ہے
ہم اونکی یاد نہیں ہم سر پہ وہ شمشیر رکہتے ہین

شب تار جدائی ہی نہین تاریک یہان ہوتی
تصور مین ہم اونکی چاندسی تصویر رکہتے ہین

شباہت ہے بنوع نفع و ضرر کا شبہہ انا کو
بہم تخمین نفع کی گرچہ شمشیر و سپر رکہتے ہین

مزاج اپنے وہ نقش دل مین خود مصرع یہ طرح ہے
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

معزز - جناب غلام محی الدین صاحب ملازم مجلس انتظام کوٹہ جات سرکار عالی

بتو دیکھو تمہارے آگے ہم دل چیر رکھتے ہین
کہ داغون سے بہار خطۂ کشمیر رکھتے ہین

الٰہی کیا کرین ہم کسطرح ہوگا وصال اوسکا
نہ ہم تدبیر رکھتے ہین نہ ہم تقدیر رکھتے ہین

زمانہ ہے ترا عاشق فدا ہی تیری مایل ہے
ہوس تیری اطاعت کی جوان و پیر رکھتے ہین

فرشتے کیون ڈراتے ہو لحد مین آکے تم مجکو
بغل مین ہم رسول اللہ کی تصویر رکھتے ہین

معزز جنکو جاروبی میسر ہے مدینہ کی
وہ دنیا مین بڑا منصب بڑی جاگیر رکھتے ہین

مہر - جناب محمد وزیر الدین صاحب جمعدار

گلے مین طوق آہن پاؤن مین زنجیر رکھتے ہین
ترے وحشی ہی کیا وحشت کو دامنگیر رکھتے ہین

قفس سے چھوٹ کر دام اجل مین پھنس گئے جاکر
اسیران قفس کیا بُری تقدیر رکھتے ہین

نسیم صبحگاہی سے نکلے ٹھنڈی سانس بھرتے ہین
اثر اپنا سحر تک نالۂ شبگیر رکھتے ہین

محبت مین ہمیشہ خاک چھنواتے ہین گلیون کی
پر پیر و عاشقون کو اپنے بے توقیر رکھتے ہین

خدا نے حسن یوسف سے زیادہ حسن بخشا ہے
عزیز اوس ماہ کو طفل و جوان و پیر رکھتے ہین

نگاہ شوق سے بس دلکو تڑپاتے ہین یہ ظالم
کمان رکھتے نہین ہین پاس لیکن تیر رکھتے ہین

یہ دیوانون کے طوق آہنی کا ہے اثر شاید
گلی مین سب پریشان جہان زنجیر رکھتے ہین

مری بیتابیونکو دیکہکر وہ ہنس کے کہتے ہین
ہم اپنے چاہنے والون کو یون دلگیر رکہتے ہین

جماو رنگ اپنا پہر تم اب بہی مجہ ہم جانے
کہ اب ہر قافیہ مین ہم نئی تصویر رکہتے ہین

وفور عشق سے وحشت گریبان گیر رکہتی ہین
مگر سینہ سے لپٹا ہے تری تصویر رکہتے ہین

تمہاری شکل جان پرور ہے دلمین تو بہتر ہے
صفا رہتی ہے آئینہ مین جو تصویر رکہتے ہین

مسلمان جتنے دنیا مین ہین جب مسجد مین جاتے ہین
تو مسجد مین اور دل مین تری تصویر رکہتے ہین

طبیعت جس کسیکو چاہتی نقش دل ہو وہ چہرہ
گہرون مین لوگ کیون دیوار پر تصویر رکہتے ہین

گمان ہر ایک کو یہ ہے کسیکا ہو نجانے تو
مقید آئینہ مین سب تری تصویر رکہتے ہین

انہین کب ہی بصیرت امتیاز حسن صورت مین
مقابل مین جو یوسف کے تری تصویر رکہتے ہین

اگر مین پوچہتا ہون اون سے حیرت کسکو کہتے ہین
تو وہ ہنس کر مرے آگے مری تصویر رکہتے ہین

کوئی کہدی ہے نظارہ لی لین میری آنکہین بہی
وہ اپنے سامنے اپنی اگر تصویر رکہتے ہین

نہ چلتی ہین نہ پہرتے ہین نہ سنتے ہین نہ کہتے ہین
ترے عشاق بہی خاصیت تصویر رکہتے ہین

مصور سے ادب مین بے ادب اعزاز کیا جانے
کہ آگے آئینہ پیچہے تری تصویر رکہتے ہین

شبیہ یار تم بہی لیجلو اسے پہر تربت مین
کہ اکثر پاس اپنے دوست کی تصویر رکہتے ہین

مخفی - جناب سید عنایت الٰہی صاحب موصولہ از تعلقہ حدگانون ضلع ناندیڑ

تدبیمی کی حسرت دلمین دامنگیر رکہتے ہین
ترے عاشق بہر حالت تری توقیر رکہتے ہین

مخفی

ازل سے ورد نام شبر و شبیر رکھتے ہین
صلہ مین اوسکے ہم جنت کی بہی جاگیر رکھتے ہین

قدم رنجہ ہوا س جانب بہی اے صیاد بہولے سے
تری فتراک کی خواہش بہت نخچیر رکھتے ہین

زبردستی دل وحشی کو میرے چہین لیتے ہین
مگر بت بہی عجب جادو بہری تصویر رکھتے ہین

نہین زر اپنے پلے مین مگر فضل الٰہی سے
خدا داد اک طبیعت زاید از اکسیر رکھتے ہین

مجید

مجید - جناب محمد عبد المجید صاحب شاگرد جناب یاس

کہان مہر و وفا ہم سے بت بے پیر رکھتے ہین
ازل سے خوی جلادی یہ و امنگیر رکھتے ہین

تو نکی دل مین پیدا ہو محبت کیا تعجب ہے
کہ عاشق آہ و نالہ مین عجب تاثیر رکھتے ہین

تمنای شہادت مین چلے لاکہون سے مقتل
خدا جانے وہ کس کسکو تہ شمشیر رکھتے ہین

شہادت عاشقون کی جنبش ابرو سے ممکن ہے
ہمارے قتل کرنیکو عبث شمشیر رکھتے ہین

مجید اپنے سخن مین ہے جناب فیض کا فیضان
زبان پر نام حضرت کا دم تحریر رکھتے ہین

میخوار

میخوار - جناب محمد عبد الرحمان صاحب شاگرد جناب میکش

تری خاک قدم ہم اے بت بے پیر رکھتے ہین
یہی اکسیر رکھتے ہین یہی اکسیر رکھتے ہین

دل ناداں مچلتا کیون ہے کچہ تجکو خبر بہی ہے
بغل مین ہم ترے محبوب کی تصویر رکھتے ہین

وہ کس ہستی مین ہین کیا چیز ہین کس پر ہے نازاونکو
عدو کیا مال ہے اور غیر کیا توقیر رکھتے ہین

ذرا پوچہے تو کوی مین نے کیا اونکا بگاڑا ہی
مری گردن کے لیے کیون تہ شمشیر رکھتے ہین

مزے سے دن دہاڑے سفت کی مے وہ اڑاتے ہین

ترے میخوار اے ساقی عجب تقدیر رکھتے ہین

مہدی

مہدی - جناب مرزا مہدی صاحب

وہ قدر و منزلت اونکی جوان و پیر رکھتے ہین ۔ بسان صحف سر پر فیض کی تحریر رکھتے ہین

تری زہد و ریا زاہد سدا محروم رحمت سے ۔ نصیب اونکے ہے رحمت جو کوی تقصیر رکھتے ہین

ہمارے کو گنہ سے درگذر دیکھ اپنی رحمت پر ۔ ترے در پر جھکاے ہم سر تشویر رکھتے ہین

ہے سب خلق جہان خواہان تمہاری نظم کا مہدی

تمہارے شعر سب کیا نسخۂ اکسیر رکھتے ہین

نام

نام - جناب خواجہ سمیع اللہ صاحب شاگرد جناب عصر

نہان سینہ مین گنج معرفت یا پیر رکھتے ہین ۔ بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

ہمارے سامنے منہ آئین تو منہ کی ابہی کہائین ۔ رقیب روسیہ کب طاقت تقریر رکھتے ہین

ہوا یہ ابر و خونریز سے اونکے ہمین ثابت ۔ قلم کرنیکو سر عشاق کے شمشیر رکھتے ہین

ابہی چاہین تو پل بہر مین اڑا دین عرش اعظم کو ۔ ہمارے آتشین نالے ابہی وہ تاثیر رکھتے ہین

نہین دستار مین اک تار ہی اب ناظم کو باقی

لباس عاریت کب تیرے دامنگیر رکھتے ہین

منشی نظام الدین احمد صاحب شاگرد جناب عصر

یہی اہل سخن ہر روز بان یا پسر رکھتے ہین ۔ بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

وہ خوش ہمسے رہین ایسے کہان تقدیر رکھتے ہین ۔ ہمیشہ تیز ہو کر سان پہ شمشیر رکھتے ہین

گمان ہوتا ہے سب کو مہر محشر کا قیامت ہے
تمہارے چاند سے رخسار وہ تنویر رکھتے ہین

ازل سے کچھ ہے ہمنے صفو داری دفتر کن کی
ہم اپنے پاس دست خاص کی تحریر رکھتے ہین

تماشے دیکھتے رہتے ہین ہم نقاش قدرت کے
تصور مین تمہاری چاند سی تصویر رکھتے ہین

نشتر

نشتر - جناب جمال الدین صاحب شاگرد جناب عصر

نظر مین اوسکی ہم آٹھون پہر تصویر رکھتے ہین
حصول مدعا کی اچھی یہ تدبیر رکھتے ہین

زمانہ ہوگیا ہے عشق گیسو چھوٹ کر مجھسے
وہ کیون بوجہ میرے پاؤن مین زنجیر رکھتے ہین

کروگے کسکو گھائل کسکو بسمل کسکو مارو گے
ستم ہے جو کمر مین آہنی شمشیر رکھتے ہین

ہمارے قتل کرنے کے لئے دلدار مدت سے
وہ اپنے ابروے خمدار کی شمشیر رکھتے ہین

ہمارے گھر تلک آگر وہ پچھلے پاؤن جو پلٹے
عجب کمبخت یار وا پنی ہم تقدیر رکھتے ہین

خدا سیدہا ہے جب نشتر تو کیا خوف وخطر ہے پھر
عداوت تجھسے گر لاکھون بت بے پیر رکھتے ہین

نعمت

نعمت - جناب

نہ ابرو نہ مژگان وہ بت بے پیر رکھتے ہین
کمان پیوستہ دو اور چار دستہ تیر رکھتے ہین

کرینگے اک نہ اک دن صید وہ ہرگز نہ چھوڑینگے
ہم انکے واسطے یہ مرغ دل نخچیر رکھتے ہین

جو کچھ لکھا ہے قسمت کا ظہور اوسکا وہی ہوگا
ہم اپنے مقصد دل تجھ پہ لے تقدیر رکھتے ہین

نظر آئے نہ کیون ہر سمت جلوہ اونکی چہرہ کا
وہ مثل مہر انور حسن عالمگیر رکھتے ہین

بری قید تعلق رہا کرتے ہین دنیا مین
مکان کہین اگر ہم بے در و زنجیر رکھتے ہین

ادب سے سر جھکا جاتا ہے جنکی آگے شاہون کا
گداے کوچۂ جانان عجب توقیر رکھتے ہین

برنگ مشرق اپنا سینۂ سوزان نہ کیون چمکے
ہمارے داغ دل خورشید کی تنویر رکھتے ہین

کرینگے قتل کس کس کو نہین معلوم اے نعمت
غضب ہی یہ کہ وہ پہر ہات مین شمشیر رکھتے ہین

نعیم

نعیم - جناب

محبت تجھسے ایسی اے بت بی پیر رکھتے ہین
کہ سینہ پر کہنچی ہر دم تری تصویر رکھتے ہین

ادہر ہی صید مرغ جان کو اکدن اے کمانکش آ
تمنا تیر سے پیکانکی دل نخچیر رکھتے ہین

حصول مدعا کسطرح سے دست رس پائین
نہ ہم تقدیر رکھتے ہین نہ ہم تدبیر رکھتے ہین

سیہ تر ہین وہ آنکہین نہین سرمہ لگاتے ہین
فسان پر قتل عاشق کیلئے شمشیر رکھتے ہین

سنین ناصح کی کیون بک بک جواب اسکو نہ دین کیونکر
زبان ہم بھی دہن مین جب پئے تقریر رکھتے ہین

کسی سے کچھ پڑہا جاتا نہین جاہل ہو یا عالم ؤ
عجب بگڑا ہوا ہم بھی خط تقدیر رکھتے ہین

مکرتا کیون عبث ہے وصل کی وعدہ وفائی سے
سند کیواسطے ایجان تری تحریر رکھتے ہین

کمر کیونکر نہ باندہین نفس کافر کی لڑائی پر
مجاہد ہین زبان پر نعرہ تکبیر رکھتے ہین

متاع عیش و عشرت عشق مین اوسکے لٹا بیٹھے
نعیم اب پاس اپنے اک دل دلگیر رکھتے ہین

نادر

نادر - جناب محمد جمال الدین صاحب شاگرد جناب محمد یعقوب علیصاحب سخنور

ہمارے مارنے کی واہ کیا تدبیر رکھتے ہین
جو خط وہ بھیجتے ہین غیر کی تصویر رکھتے ہین

نظر مین غنیمت ہی اوسکو کہتی ہے غیریت اپنی
ترا ہی دہیان ہر جا اسے بت بی پیر کہتے ہین

نگاہ ناز ہی بس ہے ہمارے قتل کرنے کو
کف نازک مین کیون قاتل عبث شمشیر کہتے ہین

ترے عاشق بہی کہلائین جہا نین چین بہی پائین
عدو کے ہم کہان آفتنہ گر تقدیر رکہتے ہین

شب وعدہ جو لائین کہینچ کر اوس شوخ کو گہر تک
مرے کمزور نالی یہ کہان تاثیر رکہتے ہین

شریعت مین ہماری کچہ حقیقت کا بہی پہلو ہے
جو ہی سجدہ مین سر دلمین تری تصویر رکہتے ہین

بڑے بیہودہ ہین تدبیر کرتے ہین پہلی نادر
اور اپنی بانی جور وجفا تقدیر رکہتے ہین

وزیر- عالی جناب نواب آصف یاور الملک بہادر

وزیر

لب معجز نماے یار وہ تاثیر رکہتے ہین
مسیحائی کی گویا بات مین تقریر رکہتے ہین

بن آئی کی ہین باتین کیا وہ خوش تقریر کہتے ہین
رفیق و آشنا بہی ساتھ دینی تدبیر رکہتے ہین

خوشی ہو جسمین صاحب کی وہی ہی کام بندہ کا
ملازم اپنے آقا کو نہین دلگیر رکہتے ہین

بیان قید فرقت کسطرح قید قلم ہووے
نہین ہم حال کوئی قابل تحریر رکہتے ہین

نظر مین کب جچی اسفل سے عالی ظرف کا رتبہ
خیال اہل غیرت صاحب توقیر رکہتے ہین

رہین گے فلک مین [illegible] دامن کشتگان [illegible]
پیمبر کی قسم جو الفت شبیر رکہتے ہین

عبث دیتے ہو پہانسی انکے یارون کو سمجہو بہی
نہ کوئی جرم ایسا قابل تعذیر رکہتے ہین

بدولت عشق کے سینہ بنا گلزار داغون سے
اگر شک ہو تمہین دیکہو کلیجہ چیر رکہتے ہین

زمینداری ہمین حاصل ہے جیسے مقطع دلکی
نہ منصب کی ہمین پروا نہ ہم جاگیر رکہتے ہین

تمہارے مصحف رخسار کے حافظ ہوے جب سے
زبان پر آیۂ والشمس کی تفسیر رکھتے ہین

سنہری رنگ و الونکی نظر سے کیمیا ہمکو
نہ ہم مثل ہوس خواہش اکسیر رکھتے ہین

نگاہ تیز سے کرتے ہین بسمل دم مین عالم کو
نہ خنجر پاس رکھتے ہین نہ شمشیر رکھتے ہین

بسر عمر دو روزہ صلح کل مین کرتے ہین بیٹھے
عزیز از جان و دل ہمکو جوان و پیر رکھتے ہین

خدا کو ہم خدا سے جدا کسطرح سے سمجھین
حقیقت مین دو آنکھین ایک ہی تنویر رکھتے ہین

صفا زنگ خودبینی سے پہلے کرلین دل کا آئینہ
کدورت وہ مری جانب سے بے تقصیر رکھتے ہین

وزیر عصر ہم دنیا و ما فیہا کو سب بھولے
دل حق بین مین یاد خواجہ اجمیر رکھتے ہین

وقت - جناب عبد العلی صاحب - فرزند جناب عصر صاحب -

ہمیشہ دیدہ ہی کا شغلہ یا پیر رکھتے ہین
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

نہو گر دولت دنیا نہو کیا غم ہے کیا پروا
خدا کا شکر ہے ہم علم کی جاگیر رکھتے ہین

نکل کثرت سے آجا کبھی گوشہ مین وحدت کے
تمنائے دلی ہم تمسے یہ یا پیر رکھتے ہین

ہوئے ہین درد دل سے عاشقون کے آشنا شاید
جو وہ پیش نظر دیوان خواجہ میر رکھتے ہین

سریر فقر پر بیٹھے ہوے آزاد ہی اے وقت
قناعت کی بدولت فخر کی جاگیر رکھتے ہین

ہمدل - جناب محمد عبد القادر خانصاحب بھوپالی موصولہ از بلدہ اورنگ آباد

ترے دیوانے پیارے جگ مین شہ و فقیر رکھتے ہین
[illegible] پا سر جوان و پیر رکھتے ہین

ترے سودائیوں میں طاقت وحشت ہی اسد رجہ — کہ ٹکڑے کرکے اپنی پاؤں کی زنجیر رکھتے ہیں

تری شیرین بیانی نے جنہیں بسمل بنایا ہے — عوض مرہم دہان زخم پر دہ کھیر رکھتے ہیں

گمان جان نثاری بوالہوس کو یار بیجا ہے — گدہے کی پشت پر عاقل نہیں خو گیر رکھتے ہیں

نہ گھر رکھتے نہ زر رکھتے تمہارے عشق میں جانان — فقط پہلو میں ہمدل اک دل دلگیر رکھتے ہیں

ہنر

ہنر ۔ جناب سید محمود صاحب سیکے تلمیذ خلق ۔

وسیلہ آپکا ہم یا جناب پیر رکھتے ہیں — بڑی زور آور اپنی قسمت و تقدیر رکھتے ہیں

جو مدنامی ہو عزت ہی جو رسوای ہو منصب ہے — ہمیں پرواہی کیا ہے عشق کی جاگیر رکھتے ہیں

سبب کیا وجہ کیا کیوں دیر کرتے ہیں وہ آنے مین — ہمارے آہ و نالے تو بڑی تاثیر رکھتے ہیں

تصدق میری جان تم پر ذرا پردہ اوٹھا دیجے — فدا جو دل سے ہوا وسکو کوی دلگیر رکھتے ہیں

ہوی ہیں جان عالم بن کے ہم ہی انجمن آرا — ہمیں مطلوب ہیں ہم عشق دامنگیر رکھتے ہیں

تری عظمت سے تیری کبریائی کے مقابل ہیں — زمین پر سر زبان پر اپنی ہم تکبیر رکھتے ہیں

ہمارے عقدۂ مشکل کو یا مشکل کشا کھولو — نہیں کہلتا اگرچہ ناخن تدبیر رکھتے ہیں

جگر پھٹتا ہی دل چھدتا ہے بے پیروں کا سن سنکر — زبان پر اے ہنر ہم نعرۂ یا پیر رکھتے ہیں ؛

ہنر

ہنر ۔ جناب محمد خان صاحب

جو الفت زلف کی دلمیں جوان و پیر رکھتی ہیں — گلے میں طوق ہمارے پاؤں میں زنجیر رکھتے ہیں

ہیون کیونکہ نہ ہین الطاف اور احسان کا ممنون
کہ نہ سے دور مجکو جو جناب پیر کہتے ہین

ہمارے قتل کرنیکو ہی ابرو و مژہ کافی
کہو کس کے لئے پہر وہ کمان و تیر کہتے ہین

عنقری ہی ہین خالق نے دیا ہی دل غنی ایسا
جہان ہین سب ہماری عزت و توقیر کہتے ہین

ہمارے سامنے غیرونکو لاکر جو بٹھاتا ہے
عداوت تجھسے کیا ہم اے بت بے پیر کہتے ہین

ہادی

ہادی - جناب مرزا محمد ہادی حسین بیگ صاحب شاگرد جناب مرزا ج

کہین ہر بال سینہ کو کمان و تیر کہتے ہین
سر و گردن بہی حاضر ہے جو وہ شمشیر کہتے ہین

ملاکر خاک مین برباد مٹی بہی ہماری کی
توقع تجھسے ہم اب خاک چرخ پیر کہتے ہین

کریگا سرکشی کون اور کاٹین گے گلا کس کا
بہلا ہم شمع کے نزدیک کیون گلگیر کہتے ہین

قصور و حور کے جب مستحق ہی ہو چکے آدم
تو ہم بہی ارث مین اب خلد کی جاگیر کہتے ہین

جنہین ہم یار سے گیسوے پرخم کے توسل ہے
گلے مین طوق اور وہ پاؤن مین زنجیر کہتے ہین

جلادین پہونکدین برباد تجکو اے فلک کردین
شرر انگیز نالے آہ پر تاثیر کہتے ہین

شمع سرکش پہ پروانہ صفت مرتا ہی ہر کوئی
حسینان جہان ہی حسن عالمگیر کہتے ہین

زہین الفت گیسوون پہ دل شیدا ہی ہو انکا
خدایا ہم بہی کیا کمبخت یہ تقدیر کہتے ہین

بجاے اشک آنکہون سے روان کرتے ہین خون دل
نہان ہادی جو سینہ مین غم شبیر کہتے ہین

یوسف

یوسف - جناب یوسف علی خان صاحب شاگرد جناب عصر

اچھا کیا پہلو مین تری تصویر رکھتے ہین ۔ ہم اپنے دل کے بہلانیکی یہ تدبیر رکھتے ہین

محبت غیر سے رکھتے ہو تم میرے جلانے کو ۔ گلا کیا تم سے ہم الٹی ہوئی تقدیر رکھتے ہین

انہین کے دیکھنے والون کے ہم ہین دیکھنے والے ۔ جو لوح دل پہ کندہ فیض کی تصویر رکھتے ہین

بس دن ہی کہتے اٹھین گے قبر سے یوسف
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

یوسف

یوسف ۔ جناب یوسف حسینی صاحب شاگرد جناب سخنور ۔

زبان کی جا سے ہم محفوظ نوک تیر رکھتے ہین ۔ دہن زخمونکی ہیر سے جوہر شمشیر رکھتے ہین

سراپا شوق بنکر آئے ہین مقتل مین اے قاتل ۔ سراپا سب سے پہلے ہم تہ شمشیر رکھتے ہین

نہ دیکھی خواب مین بھی بخت خوابیدہ کی بیداری ۔ تری برگشتہ قسمت ہی عجب تقدیر رکھتے ہین

مسخر ہو جہان گر تم لگاؤ چشم جادو مین ۔ ہم اپنے دود دل کا سرمۂ تسخیر رکھتے ہین

کسی ترک شکار آئین کی شہرت ہے جو اے یوسف
ہم اپنے مرغ دلکو صورت نخچیر رکھتے ہین

قانع

قانع ۔ جناب عبید القادر صاحب معتمد علاقہ نواب لایق الدولہ بہادر ۔

نہ خنجر کی ضرورت ہی نہ ہم شمشیر رکھتے ہین ۔ مگر پہلو مین اپنے خاطر دلگیر رکھتے ہین

نہ دیکھو چشم حیرت سے کہ کیا توقیر رکھتے ہین ۔ کہین کیا حشر مین بچنے کی کیا تدبیر رکھتے ہین

بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

شمایل پیر کے مفتون کیون جن و بشر یا رب ۔ تجھکو دیتے ہین آپ کیون زمانے کی نظر یا رب

بہلا کیا بات ہی صنعت کی ہمین ششدر یارب ۔ کچھ ایسے ہوگئے ہم جو اسکو دیکھکر یارب

بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

ہم اپنی عقل سے نقشہ اوسیکو وصل کا سمجھے ۔ ہمین پروا نہین ناصح اگر اسکو برا سمجھے

پڑہین تہہ پر سمجھ پر کیا ہمارا مدعا سمجھے ۔ برا سمجھی بہلا سمجھی کوی جو سمجھے تو کیا سمجھے

بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

ہماری بزم مین اوسکے کوئی تو آشنا ہوگا ۔ بتاؤ آنکہہ مین نقشہ تو اوسکا پہر رہا ہوگا

سمجھہ مین کچہ نہین آتا کہ پہر کیا ہو گیا ہوگا ۔ تعلق اسکو دل سے اور دل سے اسکو کیا ہوگا

بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

مین سچ کہتا ہون دنیا مین اگرچہ ایسی صورت ہو ۔ فقط صورت نہین سیرت بہی ہو تو ایسی سیرت ہو

نہین بیعلوم عقلی مین انہین کیسی فضیلت ہو ۔ وہی پہر دیکہہ سکتا ہے جسے چشم بصیرت ہو

بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

نہین ہی بے سبب آنکھوں مین بدرنگ خواب اپنا ۔ ہی آسایش مین گویا اب دل پر اضطراب اپنا

ابہی مست یا ہی اتنو دل کچ ہی دو آب اپنا ۔ نکیرین آکے پوچھینگے تو سن لینگے جواب اپنا

بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

ملا فیضان باطن کیا کہ رتبہ آسمان پر تہا ۔ ہوا محو اسقدر گویا کہ پہنچا لامکان پر تہا

عجب تہی بیخودی مین جبہ اس آستان پر تہا ۔ جب آیا ہوش قائم کو تو یہ مصرعہ زبان پر تہا

بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہین

تضمین بر مصرعہ طرحی از خوش فکری شعرا

الفت	رہی عرفا کی نرگسیوں سے خوف و دہشت کیا	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
بانغ	دل بیتاب کی تسکین دینے کیلئے ہر دم	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
پاس	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں	کہ از بر سورۂ والشمس کی تفسیر رکھتے ہیں
جوہر	دکھائیں کیوں نہ ہم تیغ سخن کے اکل جوہر	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
حافظ	نہیں کچھ حشر کا ہم خوف و دامنگیر رکھتے ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
خواجہ	متاع ہر دو عالم پاس اپنے پیر رکھتے ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
خمار	اوسیکو دین سمجھتے ہیں اوسے ایمان سمجھتے ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
رحیم	بجائے نامۂ اعمال دیکھے داور محشر	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
سخنور	پئے بیتابی دل نسخۂ اکسیر رکھتے ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
سکر	نہ پوچھو ہم سے کچھ آگے بشر ہو جان نکیرین اب	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
سلیم	عمل نامہ اگر مانگینگے محشر میں تو کہدینگے	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
سید	خدا کے سامنے بھی وقت پرسش منہ سے نکلیگا	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
شور	فرشتونکی اگرچہ پاس ہیں اعمال کا دفتر	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
عصر	کہاں پہلو میں دل اپنے سنو یا پیر رکھتے ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
عزیز	زمانہ میں ہمارا فیض جاری ہو عجب کیا ہے	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں
عزیز	زہے قسمت و عزت ہے یہی تقدیر رکھتے ہیں	بغل میں ہم جناب فیض کی تصویر رکھتے ہیں

عشق — خوشا قسمت رہی طالع جسے تقدیر کہتی ہین
فاضل — بجای نامہ اعمال روز حشر اے فاضل
قاضی — کوئی دل اسکو کہتا ہی کوئی دلدار کہتا ہی
کامل — بتونکو دلمین جاگیر عاشق دلگیر کہتی ہین
کتاب — فرشتوں سے کہلوائین لحد مین با ادب ہوکر
مجید — لحد مین روشنی ہونیکی یہ تدبیر رکہتے ہین
منیر — لحد مین اب فرشتے آکے ہمسے کچہ نپوچہین گے
نام — نہان سینہ مین گنج معرفت یا پیر رکہتے ہین
نشتر — نہین ہی دغدغہ یا روگنا ہونکا ذرا دل مین
نعیم — دل ظلمت زدہ مین اسلئے تنویر رکہتے ہین
وزیر — کلام اپنے کلام فیض کی تاثیر رکہتے ہین
وقت — ہمیشہ دید ہی کا مشغلہ یا پیر رکہتے ہین
ہدل — نہ کچہ مال و متاع و حشمت و جاگیر رکہتی ہین
ہادی — مریدان عقیدت مند سے ہین دیکہو حضرت کے

بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتے ہین
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتے ہین
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتے ہین
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتی ہین
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتے ہین
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتی ہین
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتی ہین
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتی ہین
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتی ہین
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتی ہین
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتی ہین
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتے ہین
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتی ہین
بغل مین ہم جناب فیض کی تصویر رکہتی ہین

مصرعہ طرحی

جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا

انصاری

انصاری - جناب عبدالحکیم صاحب شاگرد جناب فارغ

کیا کہوں تم سے کہ کیا خواب پریشان دیکھا
دل کو شیدائے سر گیسوے پیچان دیکھا

بے تکلیف کے رحمت کا بھی ہونا ہے ضرور
ہمنے ہر اک دہن زخم کو خندان دیکھا

پر سمیٹے ہوئے ہے طائر سدرہ ڈر سے
آہ سوزان کا اثر گنبد گردان دیکھا

جا اڑی ہو گئے غش یہ تو سنا ہمنے بھی
طور پر آپ کے گیا موسی عمران دیکھا

دل جلا سینہ میں پہلو میں جگر چاک ہوا
ضبط الفت اثر سوزش پنہان دیکھا

وسعت ہمت ارباب ہمم کے صدقے
خانۂ مور میں مہمان سلیمان دیکھا

مسند فیض اتم خلق میں ہے ذات وزیر
کسنے اس وصف کا پتلا و توانا ان دیکھا

پھر کے عالم میں تم انصاری دکن آئے ہو
ہان کوئی ثانی محبوب علیخان دیکھا

ادیب

ادیب - جناب سید غلام غوث صاحب قادری شطاری

ہمنے گھر بیٹھے ہوے جلوۂ جانان دیکھا
طور پر تجنے جو اے موسی عمران دیکھا

گھٹ گیا خوف سے دریا کا طلاطم ہے سمت
موجزن جبکہ مرے اشک کا طوفان دیکھا

آگئی یاد تری سبزۂ و کاکل کی بہار
جب گلستان میں سوے سنبل و ریحان دیکھا

خوشخرامی کی وہ سب چال چلن بھول گیا
کبک نے تجکو جو اے سرو خرامان دیکھا

نفس امارہ ہوا رام تو شکر خدا | دیو کو ہمنے کیا تابع فرمان دیکھا
مین نہ کہتا تہا اسے دیکھکے سکتا ہوگا | ہوگیا دیکہتے ہی آئینہ حیران دیکھا

اے ادیب آج مری ہوگئین آنکھین روشن
فلک حسن پہ وہ نیر تابان دیکھا

اسد

اسد۔ جناب میر مصطفی علی صاحب نبیرۂ میر خورشید علیخان مرحوم صاحبزادہ

عشق گلرو مین نہ ثابت کبہی دامان دیکھا | وحشت دل تری ہاتہون سے بیابان دیکھا
مین نے رو کر جو کہا حال پریشان دیکھا | تو وہ ہنس ہنس کے یہ فرماتے ہین ہان دیکھا
لادوا ہے مرض عشق خدا اس سے بچاسے | اسکا دنیا مین کہین ہمنے نہ درمان دیکھا
ہوش جلاد فلک کے نرہے کچہ باقی | خنجر ابروے قاتل کو جو عریان دیکھا
رات دن رنج والم سے رہا آباد یہ شہر | کشور دل کو نہ ہم نے کبہی ویران دیکھا
نقد دل لیکے عنایت ہوا اک بوسہ | اسمین فرمائیے کیا آپ نے نقصان دیکھا
نام اوس شوخ کے کوچہ کا ہے بیداد نگر | ہمنے اکثر وہان مظلومون کو نالان دیکھا
دل مرا لیکے بت شوخ نے ہنس ہنس کے کہا | ہمنے دنیا مین نہ تجہسا کوی نادان دیکھا

انور

انور۔ جناب سید عبد الغفار صاحب شاگرد جناب سخنور

جب سے منہ ہم نے ترا اے گل خندان دیکھا | اپنی حالت پہ رقیبون کو بہی گریان دیکھا
رخ جانان کے مضامین پڑے ہے ہم نے جہان | صورت آئینہ ہر ایک کو حیران دیکھا
آہ پر آہ نکلتی ہے غم ہجران مین | پر کبہی دل کا نکلتے نہین ارمان دیکھا

روز محشر مین وہ جنت بہی دکہائے نہ نظر — جس نے اکبار مرے یار کا ایوان دیکہا

ناتوانی تری فرقت نے دکہای اتنی — طوق گردن مین ہے سمجہا جو گریبان دیکہا

دل تڑپتا ہے مرا آنکہہ ترستی ہے مری — ایک مدت سے نہین تجہکو مری جان دیکہا

روز محشر کے عذابون سے ڈرون کیا انور
مین نے دنیا مین عذاب شب ہجران دیکہا

احمد

احمد - جناب حسین شریف صاحب شاگرد جناب سخنور

تم جو آئے تو دل زار کو شادان دیکہا — اس سے پہلے کبہی دیکہا تو پریشان دیکہا

دل جلا جان جلی آگ جگر مین بہڑکی — ہمنے کیا کیا اثر نالۂ سوزان دیکہا

رنج و غم درد و الم یاس و مصیبت حرمان — ہمنے کیا کیا نہ ترے عشق مین ایجان دیکہا

آج ہے وصل کی شب آؤ گلے سے لگ جاؤ — عمر بہر ہمنے عذاب شب ہجران دیکہا

مفت دل لیکے جو دشنام دیے جاتے ہو — ہمنے تمسا نہ کہین صاحب احسان دیکہا

تسلی

تسلی - جناب محمد قطب الدین علی صاحب شاگرد جناب علوی

ایک دو بات مین بس صاف ہی میدان دیکہا — باقی وحشت مین نہ دامن نہ گریبان دیکہا

اور باتین تو ترے عشق مین مشکل نکلین — ایک مرجانا ہی اس راہ مین آسان دیکہا

اور دیکہونگا جو کچہ تیرے سبب دیکہون گا — دیکہا جو کچہ ترے باعث دل نادان دیکہا

ہائے کچہ ایسی کٹی اوسکی ملاقات کی رات — مین تو یہ جانتا ہون خواب پریشان دیکہا

جو ملا سر کو جہکاتا ہی ملا عالم مین — جسکو یہان دیکہا ترا بندۂ احسان دیکہا

مثل دل وار دہ طلب سے نہ بچے دلبر بھی
حسن یوسف کو خریدار کا خواہان دیکھا

آگئے اب دل سے تصور ترا جاتا ہی نہیں
یہ نئے رنگ نئے ڈہنگ کا مہمان دیکھا

بہر ہان آج سے کچہ مجھ پہ نہیں دست جنون
آنکھ جب کھولے سے ہے چاک اپنا گریبان دیکھا

پھیکے پکوان ہین پر اونچی ہی دوکان کی ہے قدر
یہان تسلی کوی جوہر کا نہ پرسان دیکھا

تجمل ـ جناب سید فیض اللہ شاہ صاحب عرف میر تجمل علی صاحب

تجمل

جس نے اک بار مدینہ کا بیابان دیکھا
اوسنے پھر کر نہ سوے روضۂ رضوان دیکھا

عاشق عارض پر نور محمد ہون مین
باغ عالم مین نہ ایسا گل خندان دیکھا

خواہش روضۂ رضوان نہوی پہر اوسکو
جس نے اکبار مدینہ کا بیابان دیکھا

اے تجمل شعرا یون تو ہزارون ہین مگر
عصر صاحب سا نہین ہمنے سخندان دیکھا

تقی ـ جناب مرزا محمد تقی حسین بیگ صاحب شاگرد جناب نفیس

تقی

تجھکو مقتل مین جو اے قاتل دوران دیکھا
مین نے حسرت سے سوے خنجر بران دیکھا

کعبۂ دل کو کبہی مین نے نہ ویران دیکھا
گہر مین اللہ کے اوبت تجہے مہمان دیکھا

یاد مین مصحف رخ کی جو مین رو یا شب کو
آپکے سر کی قسم خواب مین قرآن دیکھا

ہم نہ کہتے تھے حسینوں مین نہین مہر و وفا
تو نے الفت کا مزا اے دل نادان دیکھا

جسکو پایا ترا طالب ترا شیدا پایا
جسکو دیکھا ترا جویان ترا خواہان دیکھا

عصر ـ جناب میر احمد علی صاحب تلمیذ حضرت فیض رحمۃ اللہ علیہ

ہم سے دکھ ہجر کا جاتا نہین ایجان دیکھا
بے وصال آپکے ممکن نہین درمان دیکھا

~~نوش پہ پٹی ہوی ہے توپ و داغ عشق ہے~~ نہ ان پہ پہپڑی ہوی تو ہین و داغ عشق پہ
اک بلا کا تمہین اے حضرت انسان دیکھا

کوی بسمل ہے کوی تڑپے ہے لوٹے کوی
کوچہ قاتل کا بنا گنج شہیدان دیکھا

بیمزہ باتون سے نیت نہین بہرتی اونکی
خالی ہوتے ہوے زخمون پہ نمکدان دیکھا

ابرو یار کے کشتون نے نہ مانگا پانی
دم ہی لیتے نہ تہ خنجر بران دیکھا

ایسے ڈوبے کہ نہ اُچھلے کبھی بحر غم سے
چاہنے والون نے جب چاہ زنخدان دیکھا

چہ بیانست عیان راکہ ہر اک ذرہ مین
آفتاب رخ محبوب کو تابان دیکھا

جہگڑہ مین سبحہ و زنار کے اوبجہی رہے
تم نے کیا آکے یہان گبر و مسلمان دیکھا

لب جانبخش کے ہی عین عنایت جب سے
ہم نے مڑکر نہ سوے چشمہ حیوان دیکھا

ہین جو اغیار بتاتے ہین وہ نزدیک کو دور
ہم نے اول (اون) جلوونکا ہی ایمان دیکھا

گنج بے رنج میسر ہو یہ ممکن نہین عصر
جز وصال اور نہ کچھہ وصل کا سامان دیکھا

ولہ

وحشیون سے ترے آباد بیابان دیکھا
گو بجا شیرون سے بیدا نیستان دیکھا

پرزے دامن کے اُڑے چاک گریبان دیکھا
وحشت دل ترے ہاتہون سے بیابان دیکھا

اوس کمان ابرو کے ہی تیر نہین کون شکار
کسکو ہوتے نہین اوس ترک پہ قربان دیکھا

رنج وغم سے ترے عاشق کو نہین باقی کام — زندگی نوش کو ہر حال مین خندان دیکھا

پیچ سے زلف کے دیوانے نکلتے ہی نہین — اثر حسن عمل تونے مرے جان دیکھا

اصل کی نقل ہے سب یہان نہین گنجایش غیر — عکس واجب کا ہے یہ عالم امکان دیکھا

گل مین بو ہے وہی درد دل بلبل مین وہی — جلوہ اوس یار کا ہر رنگ مین پنہان دیکھا

لاابالی تری سرکار ہے مولا میرے — پائی ہر مور کو سر تاج سلیمان دیکھا

کیون نہ وحشت کی پڑھین نام پہ لاحول ولا — جمع ساتھ اپنے ہے اک لشکر شیطان دیکھا

کیون نہ ہون حلقہ بگوش آپکے ہمراہ رکاب — توسن ناز کو اڑتے سر میدان دیکھا

ہجر کی شب رہا انگارون پہ اپنا بستر — سینہ داغون سے بنا رشک گلستان دیکھا

جب سے اردوے معلی کو ملی ہے عزت
حضرت فیض سا بھی عصر سخندان دیکھا

عزیز

عزیز — جناب مرزا عزیز بیگ صاحب سجادہ نشین مغل فقیر شاگرد جناب عصر

جب سے بیٹے لب پان خوردہ جانان دیکھا — بھولکر بھی نہ کبھی لعل بدخشان دیکھا

وحشت دل نہین یہ دست درازی اچھی — چاک دامن بھی ہوا تا بہ گریبان دیکھا

کہین یہ حلقہ بگوشون کو نہ پیدل دوڑاے — توسن ناز نے ہے یار کے میدان دیکھا

زہد و تقوے کے ریا ہی نظر آے سب کام — با صفا مین نے فقط حلقۂ رندان دیکھا

کچھ عجب شعلہ رخون کی بھی محبت ہے عزیز
جسکو دیکھا تن عریان دل سوزان دیکھا

عزیز

عزیز - جناب سید عزیز الدین صاحب نبیرہ مولوی محمد مظہر صاحب مرحوم

کچھ عجب رنگ زمانیکا پریشان دیکھا ۔ جسنے دیکھا اوسے آئینہ سا حیران دیکھا

رنج و غم نالہ و فریاد و فغان و وحشت ۔ ہمنے کیا کیا نہ ترے عشق مین جانان دیکھا

دیکھنے سننے مین ہے فرق مثل ہے مشہور ۔ ہمنے یوسف کو سنا آپکو جانان دیکھا

ہوگیا ٹکڑے جگر اوسکا انار کے مانند ۔ اک نظر تمنے جسے اے مہ تابان دیکھا

ہونیکو ہوتے ہین اعراس بہت سے لیکن ۔ عرس کا فیض کے کچھ اور ہی سامان دیکھا

معدن فیض ہین فیاض ہے سب پر روشن ۔ جود و بخشش مین انہین حاتم دوران دیکھا

حضرت فیض کا کیا فیض ہے اللہ اللہ ۔ طفل مکتب کو بھی یہان ہمنے سخندان دیکھا

حضرت عصر سا دنیا مین نہین کوئی عزیز
ہمنے اقلیم سخن کا انہین سلطان دیکھا

عزت

عزت - جناب فقیر محی الدین صاحب فرزند عزم صاحب مرحوم شاگرد عصر

دہر کے ہاتھون سے ہر ایک کو نالان دیکھا ۔ جسکو دیکھا اوسے حیران و پریشان دیکھا

دن ڈھلے ہوگیا اندھیر زمانہ مین بپا ۔ عارض یار پہ گیسو جو پریشان دیکھا

مرے گھر آنیکی شاید کہ قسم کہائی ہے ۔ ایک دن بھی کبھی اوس بت کو نہ مہمان دیکھا

کبھی تقدیر سے تدبیر موافق نہوئی ۔ دل کے عزت نہ نکلتے ہوئے ارمان دیکھا

عجب

عجب - جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب شاگرد حضرت فیض رح

جلوہ گر دیدہ و دل مین رخ جانان دیکھا ۔ آشکارا ہوا کچھ اور جو پنہان دیکھا

غور سے اوسکا ہر اک عارض رخشان دیکہا
حسن مین شمس و قمر سے بہی دو چندان دیکہا

آئینہ خانہ مین آیا جو مرا آئینہ رو
شکل تصویر ہر آئینہ کو حیران دیکہا

گر گئے نظرون سے بے آبرو ہو کر گوہر
جب ترا وقت تبسم درِ دندان دیکہا

قہقہا کبک دری کا ہوا شمشادون پر
جب کے سرو کو گلشن مین خرامان دیکہا

دیدۂ صیاد نے بلبل کے سئے صد افسوس
نظر یاس سے جب سوئے گلستان دیکہا

رکہی حسرت دیدار عجیب انکہون مین
ایک پل بہی نہ کبہی چہرۂ جانان دیکہا

عجیب۔ جناب میر غضنفر علی صاحب اہلکار عدالت ضلع ورنگل

عجیب

کیا تصور مین ترا گیسوے پیچان دیکہا
رات بہر ہجر مین اک خواب پریشان دیکہا

یاد کاکل مین ہوی میری شب تار بسر
صبح کو ہمنے برنگ شب ہجران دیکہا

کون دنیا مین نہین مایل گیسوے صنم
کون ایسا ہے کہ جسکو نہ پریشان دیکہا

رخ زیبا سے ترے زلف معنبر جو ہٹی
دامن ابر سیہ مین مہ تابان دیکہا

شوق آوارگی دشت جنون دلمین رہے
ضعف سے راہ مین تہک کر نہ بیابان دیکہا

عاجز۔ جناب سید وحید اللہ صاحب شاگرد جناب قیام

عاجز

جب لب بام ترا جلوہ نمایان دیکہا
آفتاب آیا سوا نیزہ پہ اے جان دیکہا

رخ پہ وہ زلف کو چہوڑے ہوے بیٹہی جسدم
پردۂ ابر مین خورشید کو پنہان دیکہا

ترے رخسار سی شفافی کہان ہے اسمین
مین نے آئینہ کو آگے ترے حیران دیکہا

ہے غضب اوسکا شب وصل یہ ہنسکر کہنا
بخدا آپ سا کوی نہ پرارمان دیکھا

اے تقی متفق اللفظ یہ سب کہتے ہین
کوی سلطان دکن سا نہ سخندان دیکھا

تفضل

تفضل - جناب تفضل حسین صاحب -

نہ ولایت نہ بخارا نہ خراسان دیکھا
موسی ندی پہ گیارات کو شیطان دیکھا

آگیا مجکو مرے یار کے داتون کا خیال
کسی دوکان پہ جب فیل کا دندان دیکھا

قورمہ روٹی ملی اور ملا گلدستہ
ہمنے فیاض کا احسان پہ احسان دیکھا

حضرت شاہ ہین خورشید ہین زرہ لیکن
آج تک زرہ نوازی کا نہ سامان دیکھا

جعفر

جعفر - جناب نواب جعفر حسین خان بہادر صف شکن جنگ

یہ حیا خوب ہے جب تمکو مرے جان دیکھا
پردۂ شرم مین بیٹھے ہوے پنہان دیکھا

دُر دندان کے مقابل نہ لب رنگین گے
ہمنے گوہر نہ کوی لعل بدخشان دیکھا

ایک آنسو بھی جو یان دیدۂ گریان سے بہا
ایک عالم مین بپا نوح کا طوفان دیکھا

واہ کیا ہوتی ہے گلہاے مضامین کی بہار
بیخزان باغ جہان مین یہ گلستان دیکھا

در دلدار پہ جب پہنچے خدا کی قدرت
پاسبان دیکھا نہ کوی نہ نگہبان دیکھا

میرے بالین سے سرک جاؤ دہل جاؤ گے
مجکو دم توڑتے تمنے جو مری جان دیکھا

جگمگاتے رہتے ہین ہر وقت پریزادون سے
وقت کا اپنے تو جعفر کو سلیمان دیکھا

جعفری — جناب سید عباس حسین صاحب

ایک بار آپکا جس نے رخ تابان دیکھا | آنکھ اوٹھا کر نہ سوے مہر درخشان دیکھا

چاندنی رات مین کوٹھے پہ برآمد جو ہوا | کہتا ہر ایک یہ تھا مہر درخشان دیکھا

آج وہ قتل کرینگے تجھے ایدل بیشک | ہاتھ مین اونکے علم خنجر بُرّان دیکھا

جعفری کوچہ جانا نہین جسے جا ملی
اوسنے بہولے سے نہ پہر روضۂ رضوان دیکھا

جوہر — جناب منشی تلجارام صاحب ناظم عدالت ہستان گرگنڈہ ضلع لنگسگور صوبہ

ترے کوچہ مین نئی طرح کا سامان دیکھا | جہان دیکھا مگر اک گنج شہیدان دیکھا

کسطرح حشر مین یہ ظلم چھپیگا ظالم | تربتر خون مین ترے کشتون کا دامان دیکھا

پہول جھڑتے ہین ترے منہ سے بوقت تقریر | گفتگو مین تری ہمنے چمنستان دیکھا

طائر دل کو مرے پہلو کے اندر رکھکر | کر لیا صید ترا ناوک مژگان دیکھا

جیسے دیوانہ ترا قید سے مرکر نکلا | پہر نہ آباد کبھی خانہ زندان دیکھا

ہون وہ شوریدہ قسمت کہ نہین کچہ بنتی | کبھی دل سے نہ نکلتا ہوا ارمان دیکھا

ہمنے بہی ملک بہت چہانا ہی جوہر لیکن
شہ محبوب دکن سا نہین سلطان دیکھا

حشمت — جناب میر حشمت علی صاحب اہلکار دفتر صدر ریتہ خانہ سرکار عالی

کیا کہین ہمنے جو کیا کیا شب ہجران دیکھا | موت آئی نہین پر موت کا سامان دیکھا

مین نے اپنا ہی نہ کچھ حال پریشان دیکھا
ایک عالم کو تری زلف مین پیچان دیکھا

پرزے پرزے کئے وحشت نے قبا کے ایسے
نہ تو دامن ہی کو دیکھا نہ گریبان دیکھا

وار اوچھا جو پڑا تیغ کا گردن پہ مری
تجھ پہ قاتل دہن زخم کو خندان دیکھا

طور پر حضرت موسی نے تجلی دیکھی
ہم نے دل ہی مین جمال رخ جانان دیکھا

آہ لب پر ہے تو سینہ مین فغان ہے اے دل
کس مصیبت سے کٹی شام غریبان دیکھا

اف رے جوبن کہ وہ پہلو مین سماتے ہی نہین
نوجوانون کو عجب حسن پہ نازان دیکھا

صدمۂ ہجر سے مرنا ہو نہ کیون دل کو قبول
جسکو دشوار سنا تھا اوسے آسان دیکھا

داغ فرقت کے کھلے گل ہین ہزار دن دل پر
اپنے پہلو مین یہ سرسبز گلستان دیکھا

کب شب ہجر نہ روشن رہے یہ خانۂ دل
داغکو پہلو مین بشکل چراغان دیکھا

پاک طینت نہین ہوتے ہین مکدر ہرگز
کس نے اشکون کو مرے خاک پہ غلطان دیکھا

معرفت سے حق و باطل کو جدا کرتا ہے
حضرت دلکو بڑا صاحب عرفان دیکھا

عدل و انصاف و سخا جود و کرم مین حشمت
میر محبوب علیخان سا نہ سلطان دیکھا

حافظ

حافظ - جناب سید یوسف علی صاحب خوشنویس

جلوۂ یار کو ہر شے مین نمایان دیکھا
کہین ظاہر نظر آیا کہین پنہان دیکھا

طور سے حضرت موسی کو خصوصیت تھی
ہمنے اوس نور کو ہر رنگ مین تابان دیکھا

شوخی و غمزہ و انداز و ادا کو تیرے
ایک سے ایک سوا جانکے خواہان دیکھا

سبزۂ عارض جانان کی ہے کچھ اور بہار ۔ کبھی نوخیز نہ ایسا گل و ریحان دیکھا

یون تو ہوتے ہین بہت شاعر و فاضل حافظ
حضرت فیض سا کہئے کوی انسان دیکھا

حسرت

حسرت ۔ جناب سید مخدوم محمد محمد الحسینی صاحب متولی درگاہ حضرت حسین شاہ ولی صاحب قدس سرہٗ

باغ مین جا کے نہ پھر سنبل و ریحان دیکھا ۔ دیکھکر زلف صنم دل کو پریشان دیکھا
شور محشر کا نمونہ ہے خدا خیر کرے ۔ کوچہ یار مین ہر شخص کو نالان دیکھا
لب و دندان سے ترے کچھ نہین نسبت یہان ۔ روبرو ان کے خجل سنبل و ریحان دیکھا
تیغ ابرو کا بھی اک وار لگایا بڑھ کر ۔ ڈوبتا دل مین ستمگر نے جو پیکان دیکھا
خال رخسار سے شرمندہ ہوی ہے زہرہ ۔ ماہ کو رخ کے مقابل نہ درخشان دیکھا
جوش وحشت مین جدھر ہات پڑا چاک ہوا ۔ ہمنے دامن ہی کو دیکھا نہ گریبان دیکھا

نہین امید کہ حسرت بھی رہے دنیا مین
دار فانی مین ہر اک شخص کو مہمان دیکھا

خلیق

خلیق ۔ جناب مولوی سید محمد صاحب قادری تلمیذ جناب خلق

عاشق رخ کو ترے مضطر و حیران دیکھا ۔ بستۂ زلف کو ہر وقت پریشان دیکھا
نور احمد کو ہر اک شئی مین نمایان دیکھا ۔ اول آخر اوسے اور ظاہر و پنہان دیکھا
دل مین ارمان ہے مقتول تو امید شہید ۔ ہمنے ایسا نہ کہین گنج شہیدان دیکھا
جمع اسباب سے ہے تفرقۂ دل پیدا ۔ ہوی جمعیت دل جب کہ نہ سامان دیکھا

نخل عمر اپنا کٹا جاتا ہے ہر دم مین
ہے انفاس کو اک ارۂ بُران دیکھا

تو نہین رہوہ بات جو پہچانہ ترے قدمون تک
پھوٹین وہ آنکھہ جو تجکو نہ مریجان دیکھا

بیڑی کیونکر کٹے اس قید تعلق کی خلیق
خوش ہر اک قیدی ہے نایاب یہ زندان دیکھا

خاطر

خاطر - جناب شاہ محمد محی الدین صاحب قادری ارادِ الٰہی میسوری

عشق اور عقل کو جب دست و گریبان دیکھا
غلبہ شیر سے روباہ گریزان دیکھا

آئینہ مین نظر آیا ہے مجھے روے روشن
چشمۂ آب مین خورشید درخشان دیکھا

یا محمد ترے رتبہ کے برابر ہے کون
مور ہین جملہ رسل تجھکو سلیمان دیکھا

دردمندون سے ترے شرم ہے افلاطون کو
کوی طب مین نہین اس درد کا درمان دیکھا

کیا سبھی عاشق گیسوے بتان ہین ہے خاطر
جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا

خرم

خرم - جناب راے سیتل پرشاد صاحب شاگرد حضرت فیض

نور سے اوسکی مہ و مہر کو تابان دیکھا
روز و شب اوسکی ہی قدرت سے نمایان دیکھا

منفعل یار کے رخ سے گل خندان دیکھا
لب رنگین سے خجل لعل بدخشان دیکھا

شرم سے چھا گئی خورشید کے منہہ پر زردی
بام پر یار کا جب چہرۂ تابان دیکھا

جلوۂ انجم افلاک وہین ماند ہوا
جب چمکتا مرا داغ دل سوزان دیکھا

دشت نے رحم سے بخشا اوسے دامن اپنا
ترے وحشی کا تن زار جو عریان دیکھا

چاہ مین گر پڑے غش کہا کی جناب یوسفؑ ۱۴ اتفاقاً جو ترا چاہ زنخدان دیکھا
حضرت فیض سا عالم مین کسیکو ہم نے نہ تو عالم نہ تو فاضل نہ سخندان دیکھا

بخدا کوی بتان مین تجھے ہم نے خرّم
کبھی حیران کبھی گریان کبھی خندان دیکھا

خورشید

خورشید ـ جناب حاجی حافظ خورشید احمد صاحب گویاموی ـ موصولہ از مدراس

ایک مین ہی نہین دیوانۂ زلف و رخ یار جسے دیکھا اوسے حیران و پریشان دیکھا
کس زبان سے ہو تمہارے لب رنگین کی ثنا کوی ایسا تو نہین لعل بدخشان دیکھا
لب خندان سے تمہارے ہے قیامت برپا مین نے جس شخص کو دیکھا اوسے گریان دیکھا

ذرہ ذرہ کی زبان پر ہو تمہین اے خورشید
کوی ہمسا نہ محمد کا ثناخوان دیکھا

دارا

دارا ـ جناب نواب عظام الدولہ بہادر ـ

دامن زلف سیہ مین رخ تابان دیکھا پردۂ ابر مین خورشید کو پنہان دیکھا
حسن دو روزہ پہ لازم نہین کرنا یہ گھمنڈ تمکو دیکھا تو عجب حسن پہ نازان دیکھا
کسکے گیسو کا یہ وابستہ ہی کھلتا ہی نہین دل کمبخت کو ہر وقت پریشان دیکھا
اے فلک تجھسے کسیکی بھی نہ برآئی مراد مین نے دل سے نہ نکلتے ہوے ارمان دیکھا

شرم سے پیش خدا سر نہ اٹھایا دارا
مین نے جس وقت سر دفتر عصیان دیکھا

رفعت

رفعت ۔ جناب راجہ راجان مہاراجہ آصف نواز ونت مرلی منوہر بہادر صدر محب

قتل عاشق پہ لیے خنجر برّان دیکھا ❊ اونہین کرتے ہوے یہ کار نمایان دیکھا

بات نکلی کہ اودہر تیغ نکل پڑتی ہے ❊ آج اوس بزم مین کچھ اور ہی سامان دیکھا

شرم سی شرم ہے کب رخ سے اوٹھی اوسکی نقاب ❊ بات مین بھی نہ کبھی تیغ کو عریان دیکھا

چاہ کنعان مین رہا یون تو بڑی مدت تک ❊ کبھی یوسف نے کوئی چاہ زنخدان دیکھا

مجکو دیوانہ بنایا تو ہوے وہ رسوا ؎ ❊ مین تو مین اونکو بھی خود مین نے پشیمان دیکھا

اور کیا خاک ہی کوچہ مین ترے اے سفاک ❊ جس نے دیکھا تو یہان گنج شہیدان دیکھا

میر محبوب علی شاہ کے صدقے رفعت
ہمنے ایسا نہ سخن گو نہ سخندان دیکھا

رحیم

رحیم ۔ جناب محمد رحیم الدینخان صاحب فرزند جناب محمد فیاض الدینخان صاحب بہادر

آزما کر تجھے ہر طرح سے ہان ہان دیکھا ❊ دیکھا دیکھا تجھے اسے جان کے خواہان دیکھا

دل مرا مثل کتان ہوگیا ٹکڑے ٹکڑے ❊ غیر کے ہاتھ جب اوس شوخ کا دامان دیکھا

بیٹھکر پہلوے اغیار مین اوسنے یہ کہا ❊ مین تو کیا یہ ہین تری جان کے خواہان دیکھا

داغ سینہ مین ہزارون ہین برنگ گل تر ❊ ایسا شاداب نہ عالم مین گلستان دیکھا

ہم نہ کہتے تھے تجھے دل کا لگانا ہے برا ❊ ہوگیا مفت مین سے جان کا نقصان دیکھا

مرا یہ چھیڑ کے کہنا کہ ادہر تو دیکھو ؎ ❊ انکا منھ پھیر کے یہ کہنا کہ ہان ہان دیکھا

جھوٹے وعدے ہی کیا کرتے ہین جھوٹ کی خو ❊ ہمنے سچا نہ کبھی آپ کا پیمان دیکھا ؎

دل نشین ناوک مژگان ہے کماندار تیرا — ایسا ہمدرد تو ہمنے نہین مہمان دیکہا

جسکی تہی کعبہ و بت خانہ مین مدت سے تلاش
اے رحیم ہمنے اوسے دل ہی مین پنہان دیکہا

رحیق

رحیق - جناب مرزا انور علی صاحب شاگرد جناب میکش -

مہربان ہمنے نہ کوی دل نادان دیکہا — جسکو دیکہا اوسے بس جانکا خواہان دیکہا
اے صبا اپنی طرف سے یہ ذرا کہدے اوسے — ہم نے اک شخص کو تیرے لیے گریان دیکہا
غیب سے فیض اوسے کچہ نہ کچہ ہو جاتا ہے — حضرت فیض کا جس شخص نے دیوان دیکہا
کس قدر آب ہے تیرے لب رنگین مین یار — اسقدر شوخ نہین لعل بدخشان دیکہا

چاک کر ڈالا ہے کیون اپنا گریبان رحیق
سچ بتا خواب مین کس حور کو عریان دیکہا

رسوا

رسوا - جناب غلام مصطفے صاحب -

اول اول تو ترے لطف پہ نازان دیکہا — آخر الامر عدو کو بہی پشیمان دیکہا
تمکو دل دیکے جہان مین نہ کوی شاد ہوا — جسکو دیکہا تری جانب سے پشیمان دیکہا
کوے قاتل وہ قیامت کی جگہ ہے کہ جہان — ملک الموت کو انگشت بدندان دیکہا
دعوی مہر و وفا غیر کا سچ ہے لیکن — کبہی اوس نے بہی عذاب شب ہجران دیکہا
خوش رہا کوی ہمیشہ نہ جہان مین افسوس — شادی و رنج بہم دست و گریبان دیکہا
سقدر رشک عدو جور فلک تیرے ستم — ہمنے کیا کیا نہ ترے عشق مین ایجان دیکہا

چاک کرتا ترے وحشی کو نہ کچھ تھا مشکل | ۱۴ | اوس نے کب جامۂ ہستی کا گریبان دیکھا
وہ بھی اپنا نہوا جان گئی خوار ہوے | ۱۵ | دل لگانے کا مزا اے دل نادان دیکھا

سجدۂ بت مین کبھی یاد الٰہی مین کبھی ؎
کبھی کافر کبھی رسوا کو مسلمان دیکھا

راز

راز- جناب حکیم غیاث الدین خان صاحب شاگرد جناب عجیب-

کوچۂ یار مین اک قتل کا سامان دیکھا | کوئی بسمل کوئی گھایل کوئی بیجان دیکھا
زلف پیچان کے قرین عارض جانان دیکھا | پاس کافر کے تماشا ہی کہ قرآن دیکھا
مثل پروانہ کے محفل مین گرا ایک پہ ایک | جلوہ گر تجھکو جہان شمع شبستان دیکھا
پابگل ہو گیا شمشاد چمن غیرت سے | جب مرے سرو خرامان کو خرامان دیکھا
ترے دیوانہ کا وحشت مین وہ تھا حال تباہ | پرزے دامن تو کبھی چاک گریبان دیکھا
کون دنیا مین ہوا اُس کا پس مرگ شریک | بیکسی کو بھی نہ یہان لاش پہ گریان دیکھا
حسرت و یاس و غم و رنج و تمنا و الم ؎ | سات میت کے پس مرگ یہ سامان دیکھا

گر گئے راز مری نظرون سے عالم کے کلام
حضرت فیض کا جس روز سے دیوان دیکھا

رفیق

رفیق- جناب سید عبد الجبار صاحب شاگرد جناب خلیق-

قصر دل مین نہ کبھی جلوۂ جانان دیکھا | کبھی آباد نہ اپنا دل ویران دیکھا

اک زلف ہمنے جو اُسکا رخ تابان دیکہا — جان صدقے ہوی اور جسم کو قربان دیکہا
اوسنے آدم کو نہ سجدہ کیا اور یہ حق کو — بے نماز یکو یہان صورت شیطان دیکہا
پیاری آنکہونکی مین قربان کہ ان آنکہون سے — آپنے عرش پہ جا جلوۂ رحمان دیکہا
لب رنگین کو ترے کچہ بہی ہے اونسے نسبت — ہمنے مرجان بہی اور لعل بدخشان دیکہا

اچہی باتین ہین وسے منہ نہین اوسکے لایق
اے رفیق آپ سے ہمنے نہ غزل خوان دیکہا

رمز — رمز - جناب راے بہاری لعل صاحب شاگرد جناب فیض -

زلف کے اوٹ مین درخشان رخ جانان دیکہا — شب دیجور مین ہمنے مہ رخشان دیکہا
ایک بوسہ پہ بکا کرتے ہین عشاق کے دل — کہین ایسا تو کوی مال نہ ارزان دیکہا
انکساری پہ مری اور بہی برہم وہ ہوا — خشمگین ہو کے کہا ہان اجی ہان ہان دیکہا
وصل سے ہو تو بجہے آگ یہ دلکی ورنہ ؎ — اس لگی کے لئے کچہ اور نہ سامان دیکہا
آنچ دوزخکی نہین اسکی نظر مین کچہ مال — جس نے اس عشق مین سوز غم ہجران دیکہا
یہ سجاوٹ کہان انسان پری مین بہی نہین — حور تجہ سا کوی دیکہا نہ تو غلمان دیکہا

دل غنی ہو گیا دولت جو گدای کی ملی ؎
جب تو خود آپ کو اے رمز سلیمان دیکہا

راز — راز - جناب حاجی محی الدین حسین صاحب شاگرد حضرت فیض

تمنے جو کچہ کہ دکہایا دہی جانان دیکہا — وصل دیکہا کبہی گہ صدمۂ ہجران دیکہا

باغ سے ہوگئی وحشت تو بیابان دیکھا — دل بہلنے کا نہ وان بہی کوئی سامان دیکھا

جوشش فصل بہاری و جنون کا ہے اثر — چاک دامن ہے پہٹا جیب و گریبان دیکھا

رو دیا آہ سر راہ وہ دیوانہ ہون — خالی پتہر سے اگر دامن طفلان دیکھا

رنج و غم درد و الم چار رفیق رہ عشق — ساتہہ سے پہر جدا انکو نہ اک آن دیکھا

کل جو تہا دشت ہوا آج وہ سارا دریا — ہان تماشا ترا اے دیدۂ گریان دیکھا

لیلیا مینے جو بوسہ تو کہا ہنس کے وہ شوخ — تہا جو اغیار کو مشکل تجہے آسان دیکھا

کیجیے گا نہ کبہی قتل سے میرے انکار — خون سے کس کے ہے تو گرشدہ دامان دیکھا

تو نہتا زار خزین مینے سخن سنجون کو — عرس مین شفیق کے دیکھا تو غزلخوان دیکھا

سخنور

سخنور۔ جناب محمد یعقوب علی صاحب اہلکار دفتر معتمد تعمیرات عامہ وغیرہ

دیدۂ دل جو کہلے جلوۂ جانان دیکھا — دیکہنا تہا جسے مشکل بہت آسان دیکھا

سبکو مانند مرے بے سر و سامان دیکھا — اب تو تم نے اثر نالۂ سوزان دیکھا

نہ بہا خانہ دشمن نہ رکی وہ گہر مین — نام ہی کا تجہے اے دیدۂ گریان دیکھا

اے صنم کوئی نہین عشق سے تیرے خالی — نامسلمان نظر آیا جو مسلمان دیکھا

غیر کی رام کہانی مین کٹی ساری رات — وصل مین ہم نے عذاب شب ہجران دیکھا

خاک کیا کیا نہ تری راہ مین چہانی ہمنے — گہر کو گہر اور نہ بیابان کو بیابان دیکھا

صبح تک یار ہی آیا نہ اجل ہی آئی — ہم نے کس وقت مین روز شب ہجران دیکھا

تم شب وصل نہ حال غم فرقت پوچھو — جو دیکھا یا مری قسمت نے مری جان دیکھا

مثل جان پاس سے بھی پاس رہا تو لیکن — عمر بھر ہمنے نہ آنکھوں سے مری جان دیکھا

کیوں نہ ہم آکے ترے در پہ فرشتہ بنجائیں — یہان تو ہر مور کو بھی رشک سلیمان دیکھا

حال اپنا ہے یہ رکھا ہے پرای حسرت — دل کو پہلو مین پڑا رخنہ گریبان دیکھا

مرگیا پر نہ ہٹے پاؤں رہ الفت سے
ایک لاکھوں مین سخنور کو مسلمان دیکھا

سید - جناب سید حسین صاحب -

ہون وہ بلبل جو کھلی آنکھ تو زندان دیکھا — عیش پل بھر نہ بلا موت کا سامان دیکھا

وحشت آباد ہے بستی بھی تری فرقت مین — پر خطر اک نہ فقط کوہ و بیابان دیکھا

اوسکے کوچہ مین گیا دل کی بدولت سید
جا کے مین خضر کے ہمراہ پرستان دیکھا

ساجد - جناب عبد الرحیم خان صاحب - شاگرد جناب عصمد

جب حسینون کو دل سے اوٹھایا مین نے — ایک اک ذرہ کو خورشید درخشان دیکھا

کشش الفت جانان ہے ادہر حسرت ادہر — دم کو عاشق کے نکلتے نہیں آسان دیکھا

کشتیان لاکھون ہی ڈوبے نہ ملا تھل بیڑا — بحر ہستی مین عجب طرح کا طوفان دیکھا

مین نہ کہتا تھا کہ بچیو حسینون سے نہ پھنس — مرے کہنے کو نہ مانا دل نادان دیکھا

درد وغم رنج والم داغ جگر اے ساجد
عاشقون کے لئے موجود یہ سامان دیکھا

سلیم - جناب محمد نظام الدین صاحب -

جس نے عارض کو ترے اے شہ خوبان دیکھا
مثل آئینہ کے اپنے کو وہ حیران دیکھا

خلد مین حور کوئی ہو تو ہو لیکن ہمنے
اس جہان مین کوئی تجھسا نہ تو انسان دیکھا

ترے ہان مین نہین اقرار مین تیرے انکار
عہد ایسا نہ سنا ہمنے نہ پیمان دیکھا

صاف باطن فقط اک تجھکو نہ دیکھا ہمنے
تری مجلس کا مصفا سبھی سامان دیکھا

سیف - جناب منشی فخر الدین خانصاحب اہلکار دفتر خزانہ صرف خاص شاگرد جناب عصر

خشک لب سوزش دل دیدۂ گریان دیکھا
ہمنے کیا کیا اثر صدمۂ ہجران دیکھا

تیغ کو دست مین انگشت بدندان دیکھا
قتل بے جرم سے قاتل کو پشیمان دیکھا

رفتہ رفتہ ہوے جھک جھک کی کمان پیری مین
عمر کو بھی صفت تیر گریزان دیکھا

دل جلانیکو ہے آنکھین ہین ڈبونے کے لئے
دیکھا بریان اسے مین نے اوسے گریان دیکھا

تنگ آتا ہی نہین قتل جہان سے اوسکو
خنجر ابروے سفاک کو عریان دیکھا

کون ہے وہ جو نہین زیر جہان مین ممنون
جسکو دیکھا ترا شرمندۂ احسان دیکھا

ہو گیا دل کو مرے چاند گہن کا دھوکہ
چہرۂ یار کو جب زلف مین پنہان دیکھا

سوزش دل سے بہر آنے لگی چھاتی اپنی
ہم نے خشکی مین بھی اوٹھتے ہوے طوفان دیکھا

وہ بدلتے رہے قسمت کی طرح لیل و نہار

رنگ اے سیفؔ زمانہ کا نہ یکسان دیکھا

سیف

سیفؔ - جناب محمد سبحان خان صاحب جاگیردار شاگرد جناب مزاج

روے روشن پہ ترے گیسوے پیچان دیکھا
پردۂ ابر مین خورشید درخشان دیکھا

جلوہ ہر سمت ترا اے شہ خوبان دیکھا
صورت آئینہ ہر ایک کو حیران دیکھا

یاد آتا ہے مزہ تیغ زنی کا قاتل
دیدۂ زخم کھلا مثل نمکدان دیکھا

چہچہے ہین نہ وہ گل ہے نہ وہ ہے فصل بہار
ذائقہ عشق کا اے بلبل نالان دیکھا

آج دیکھا جسے کل وہ نظر آیا سیفؔ
خانۂ دہر مین ہر ایک کو مہمان دیکھا

سعد

سعدؔ - جناب سید حسین صاحب شاگرد جناب عصرؔ

تیرہ بختی کبھی ہمنے نہ پایان دیکھا
ایک دن بھی نہ نکلتے ہوے ارمان دیکھا

گیسوے یار کو جب رخ پہ پریشان دیکھا
سحر و شام کو یک جا سے نمایان دیکھا

وحشت دل کو رہا جامہ دری سے سروکار
جیب ثابت نہ کبھی ہمنے گریبان دیکھا

ایک اک جام پہ پیتا نہین سو سو آداب
ہمنے اے حضرت شیخ آپکا ایمان دیکھا

سرور

سرورؔ - جناب میر سردار علی صاحب -

مین نے اک خال ترا ابروے جانان دیکھا
یا ستارا ابھی مہ نو کے نمایان دیکھا

ہوگئی خلق مری جان کی خواہان اتنو
فائدہ تیری محبت مین یہ اے جان دیکھا

تھا ابھی پہلو مین وہ یار ابھی ہون تنہا
یا الٰہی یہ عجب خواب پریشان دیکھا

اے بتو وعدہ خلافی کی کوئی حد بھی ہے
ہمنے پورا نہ تمہارا کبھی پیمان دیکھا

دام مین اک بت کافر کے پہنسے ہو سرور
آپ سا ہمنے تو کوئی نہین نادان دیکھا

ساقی

ساقی - جناب مرزا محمد تقی حسین بیگ صاحب شاگرد جناب مزاج

جب تصور مین کبھی کوچۂ جانان دیکھا
خود کو بیخود کبھی حیران کبھی نالان دیکھا

اور تو کچھ نہ ترے عشق مین جانان دیکھا
خار پاؤن مین کبھی کوہ و بیابان دیکھا

کیا شرارت ہی کہ محفل سے نکلوا ہی دیا
وصل کا جب مجھے اوس شوخ کی خواہان دیکھا

غم ہی کیا اسکے تجاہل سے وہ گل کہنے لگا
اپنی فرقت مین جو اوسنے مجھے نالان دیکھا

تھی دم ذبح بھی دونون سے محبت مجکو
گہ اوسے گاہ سوے خنجر برّان دیکھا

شوق سے خود تہ شمشیر گلا رکھتا ہون
حوصلہ تونے مرا قاتل دوران دیکھا

یاد آیا وہ صنم شیشۂ دل چور ہوا
ہمنے ساقی جو کبھی عیش کا سامان دیکھا

شاد

شاد - عالیجناب راجہ راجہ یان مہاراجہ کشن پرشاد بہادر پیشکار و وزیر افواج سرکار نظام

جسکو دیکھا اوسے حیران و پریشان دیکھا
دہر مین ایک بھی بیفکر نہ انسان دیکھا

مسکراتے ہین گل تر تو ہے روتی شبنم
کوئی اس باغ مین خندان کوئی گریان دیکھا

زلف بکھری ہوی بدلی ہوی کاکل کی
بزم جانان مین جسے دیکھا پریشان دیکھا

کوچۂ عشق جنون زا ہے بقول غالب
قیس کو پردۂ تصویر مین عریان دیکھا

زلف شبگون صنم جب رخ روشن سے ہٹی
سیکڑون ہندؤن مین ایک مسلمان دیکھا

مصحف رخ کی تلاوت مین ہی رہتا دن رات
خال ہندو کو ترے حافظ قرآن دیکھا

جتنے ہین زخم جگر سب ہین ہرے اور تازہ
دل عاشق کو بھلا پھولا گلستان دیکھا

دل پہ داغ مراد یکہکے بولا رضوان
باغ جنت کا جواب ایک گلستان دیکھا

یا خدا ہو غم ہجر انکا بھلا اسکے سوا
کوی اس دل کی خرابی کا نہ سامان دیکھا

سر کے بل دوڑ گیا شوق شہادت دیکھو
دست قاتل مین جو شمشیر کو عریان دیکھا

رخ سے جب کاکل مشکین کو ہٹایا اوس نے
پردۂ ابر مین خورشید درخشان دیکھا

ہوی حیرت جو مصور کو عجب کیا اس کا
آئینہ تک تری تصویر کا حیران دیکھا

شعر لاکھون ہی کہے ریختہ مین لیکن شاد
مثل آصف نہ کوی صاحب دیوان دیکھا

شاہ
شاہ - جناب سید لعل بادشاہ صاحب قادری شاگرد جناب عصر

ایک عالم کو اسی جال مین پیچان دیکھا
جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا

فکر دنیا مین گرفتار ہین لاکھون ایدل
دین کا ایک کو مین نے نہین خواہان دیکھا

گلشن عیش پہ ہر ایک کے خزان چہائی ہے
باغ عالم مین نہین ایک کو خندان دیکھا

عشق مین عقل کرے دخل یہ ممکن ہی نہین
اچھے اچھے یہان دانا کو بھی نادان دیکھا

رخ محبوب کی الفت مین کہون کیا اے شاہ
صورت آئینہ ہر ایک کو حیران دیکھا

شاعر

شاعر۔ جناب منشی محمد حبیب اللہ صاحب اہلکار محکمۂ نظم جمعیت سرکار

جس نے بے پردہ جمال آپکا ایجان دیکھا
شان اللہ کی بندہ مین نمایان دیکھا

طور پر آپکو جو نور نظر آیا تھا
ہمنے دل ہی مین وہ اے موسی عمران دیکھا

وصل مین کہہ لئے شرماتے ہوی آنکھوں پہ ہاتھ
جب مرے دل سے نکلتے ہوے ارمان دیکھا

جو جفا کرتے ہین وہ اوسکو سمجھتے ہین وفا
ہمنے دل سا تو نہین عشق مین نادان دیکھا

مری آغوش مین شرما کے ہوے او رخجل
اپنے عارض پہ جو اونسنے مرا دامان دیکھا

کعبہ و دیر ترے عہد مین دونو ہین خراب
تجکو غارت گر دین دشمن ایمان دیکھا

یون ہی بن پڑتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے
اے فلک کون مرے گھر مین ہے مہمان دیکھا

وہ قیامت مین جو اٹھلاتے چلے اے شاعر
حشر مین اور بھی اک حشر کا سامان دیکھا

شاہق

شاہق۔ جناب میر امیر علی صاحب

اے خوشا بخت جو مین نے رخ جانان دیکھا
انکھہ اوٹھا کر نہ سوے مہر درخشان دیکھا

رات کو خواب مین ہمنے مہ تابان دیکھا
صبحکو جلوۂ رخسارۂ جانان دیکھا

ہون وہ دیوانہ کیسو نہ ملا خواب مین چین
انکھہ جب بند ہوی خواب پریشان دیکھا

آج وابستہ زنجیر کوی دل ہوگا
ترے رخسار پہ گیسو کو پریشان دیکھا

کی کھڑے ہوکے ہر اک موے بدن نے تعظیم
تجکو جب بزم مین آتے ہوے جانان دیکھا

اسکو کہتے ہین برسنا نہ تھمے دم بھر اشک
تو نے اے ابر مرا دیدۂ گریان دیکھا

دیکھنے والون سے چھپتی نہین اچھی صورت
حسن کو ہمنے نہ پردہ مین بھی پنہان دیکھا

آید فصل بہاری مین کیا قید مجھے
ہاے ہجی بہر کے نہ صیاد گلستان دیکھا

کبھی دو پھول تو رکھہ کنج قفس مین صیاد
نہ چمن مینے نہ مدت سے گلستان دیکھا

مین نے بھی شوق شہادت مین جھکادی گردن
آپکے ہاتھہ مین جب خنجر عریان دیکھا

بعد مدت کے مری آہ مین تاثیر ہوی
آج کچھہ اوس ستم آرا کو پریشان دیکھا

بود نابود مین وقفہ کوی دم کا بھی نہین
آزما کر تجھے اے عالم امکان دیکھا

مری تربت جو ملی چال بدلکر وہ چلے
نیچی نظرون سے سوے گور غریبان دیکھا

ہو دیوان شمع کا یا دل ہو کسیکا **شایق**
جسکو دیکھا تری محفل مین پریشان دیکھا

شور

شور۔ جناب منشی گل محمد صاحب شاگرد حضرت فیض موصولہ از گلبرگہ

رنگ دل عشق مین تیرے عجب ایجان دیکھا
کبھی گریان کبھی خندان کبھی حیران دیکھا

کوی باہر نہوا حکم سے تیرے اے یار
اک زمانہ کو ترا تابع فرمان دیکھا

نہ کبھی شہر خموشان سے پلٹ کر آئی
خوب ہمنے تجھے اے عمر گریزان دیکھا

کردیا برق کے مانند دلون کو بیتاب
جسطرف ایک نظر تونے مری جان دیکھا

دہن زخم دل زار مزیدار تھا **شور**
ہمنے خالی نہ کبھی اسکا نمکدان دیکھا

شایق

شایق۔ جناب غلام حسین خان صاحب شاگرد جناب عصر

جب سے عارض کو ترے اے گل خندان دیکھا | آنکھہ اوٹہا کر نہ کبھی سوے گلستان دیکھا

وصل کی شب یہ کہا اوسنے گلے مل مل کر | پورے یون کرتے ہین ہم وعدہ و پیمان دیکھا

کوی مرجاے بلا سے نہین پروا تجھکو | آزما کر تجھے اے جان کے خواہان دیکھا

دل لگی ہین ہے ضرر جی کا نہ ہم کہتے تہے | وہی آخر کو ہوا اے دل نادان دیکھا

سنکے شایق کا سخن کہتے ہین سب اہل سخن
ہمنے اس دور مین ایسا نہ سخندان دیکھا

شوق

شوق ۔ جناب میر عبدالرؤف صاحب جعفری اہلکار دفتر تعمیرات عامہ سرکار عالی

دل کو پابند خم کاکل جانان دیکھا | رات بہر ہمنے عجب خواب پریشان دیکھا

عاشق زلف کو جمعیت خاطر کیسی | جسکو دیکھا اوسے حیران و پریشان دیکھا

اسقدر حسن گلو سوز نے بہڑکائی آگ | آتش عشق سے ہر قلب کو سوزان دیکھا

ہر طرف عافیت و امن کا ملتا تہا نشان | آنکھہ اوٹہا کر جو سوے گور غریبان دیکھا

ہم ہوے موسم گل آنے سے پہلے ہی اسیر | ہاے دو دن بہی نہ رنگ چمنستان دیکھا

دل بہا لیگیا سیلاب سرشک آخر کار | کردیا خانہ آباد کو ویران دیکھا

شوق سینہ ہے ترا جسکی بدولت روشن
دل سوزان کو چراغ تہ دامان دیکھا

شکور

شکور ۔ جناب

دعوی حسن مین یکتا رخ جانان دیکھا | آئینہ کو بہی ترے سامنے حیران دیکھا

گردش چشم نہین گردش افلاک سے کم — جسکو اس دور مین دیکھا اوسے گریان دیکھا

قتل ہونے پہ مرے کیا ہی تاسف ہی اونہین — دیر تک لاش پر انگشت بدندان دیکھا

اونکو حال دل مضطر جو دکھایا مین نے — مسکرا کر یہی کہتے ہین کہ ہان ہان دیکھا

آگئی نیند جو گیسو کے تصور مین **شکور** — بستر خاک کو بہی خانہ زندان دیکھا

شرف - جناب حاجی سید روشن علی صاحب شطاری شاگرد جناب عصر مولولہ از رایچور

شرف

عشق مین اونکے عجب رنگ کا سامان دیکھا — یعنے ہر شخص کو مین جان کا خواہان دیکھا

یاد عارض مین رہی صبح وطن کی مجہے سیر — ہجر گیسو مین غم شام غریبان دیکھا

دلمین خواہش نہین فردوس کی بطحی کی قسم — مین نے جس روز سے یثرب کا بیابان دیکھا

بعد مدت جو مرے گہر مین وہ لاے تشریف — خانہ دل مین بہرا عیش کا سامان دیکھا

آج کل ایسی زمانہ کی ہوا بگڑی ہے — ہمنے گلشن مین کسی گل کو نہ خندان دیکھا

یک بیک صل علی صل علی کہہ اوٹھا
اے **شرف** جس نے ترا نعتیہ دیوان دیکھا

شمس - جناب سید عبد الرحیم صاحب اہلکار محکمہ آبکاری بلدہ شاگرد جناب سخنور

شمس

دل سے سینہ کو جدا جسم کو بیجان دیکھا — ہمنے کیا کیا نہ عذاب شب ہجران دیکھا

کیا ہی تسکین دہ دل عالم امکان دیکھا — جسطرف آنکھہ پڑی جلوہ جانان دیکھا

جب ہوا جوش جنون خاک اوڑائی دل مین — ہمنے مجنون کی طرح سے نہ بیابان دیکھا

دلمین یہ سینہ مین یہ آنکھہ مین یہ جان مین یہ — منتقل درد کو کیا کیا شب ہجران دیکھا

مرے معشوق کے معشوق جہان ہین عاشق
زرد ہر پھول کو ہر شمع کو سوزان دیکھا

تجھسے ملتی ہین تو وہ روپ بدل کر اسے غیر
ورنہ مین حسن نہ سکون تو یہ کہو ہان دیکھا

بیٹ دی اشک ندامت نے سیاہی ساری
حضرت شمس مرا دفتر عصیان دیکھا

صفا

صفا - جناب حسین علیصاحب -

قبر تاریک مین روشن ہے مثال خورشید
داغ دل رشک دہِ شمع شبستان دیکھا

ایک ہی تو نہین ثابت قدم کوے وفا
یون تو لاکہون ہی کو مفتون حسینان دیکھا

بیکسی میری ہوی عبرت ارباب جہان
میرے ماتم مین حسینونکو بہی گریان دیکھا

بلبل زار کو صیاد نے جب قید کیا
ادس نے حسرت سے سوے صحن گلستان دیکھا

جو یہان آیا اوسے فکر ہی جانیکی مدام
چمن دہر صفا صورت زندان دیکھا

صمیم

صمیم - جناب مرزا بسم اللہ بیگ صاحب

کونسی جا نہین اوس نور کو ایجان دیکھا
مہ تابان تو کہین مہر درخشان دیکھا

عشق احمد مین جو دل سے ہوا مشغول اوسے
سالم و ثابت و بارونق ایمان دیکھا

ضیا

ضیا - جناب مرزا امیر الدین صاحب دہلوی

صدمہ یاس و غم دوری جانان دیکھا
جو دکہایا ہمین تو نے شب ہجران دیکھا

ہم کہان خار کہان بادیہ گردی کیسی
جوش وحشت کا بہلا ہو کہ بیابان دیکھا

یہ بھی محفل مین کوی دیکھنے مین دیکھنا ہے
دیکھا دیکھی جو مجھے تمنے مری جان دیکھا

ہمتو پہلی ہی یہ کہتے تھے کہ بیمہر ہے وہ
تو نے سمجھا نہ نتیجہ دل نادان دیکھا

رہبری گم شدگان رہ الفت کی نہ کی
جائے آنکو بھی خضر بیابان دیکھا

اب نکر وعدہ نہین ہی ترے وعدہ کا یقین
آزمایا تجھے ہمنے ترا پیمان دیکھا

سو ستم اوسکی ہے اور اوسی ظالم سے ملا
اپنے دل سا بھی نہ ہمنے کوی نادان دیکھا

ہم نے کرنیکو تو کی حشر مین فریاد ستم
دل مین نادم ہوے جب اوسکو پشیمان دیکھا

تو ہوا ہے نہ کسیکا نہ ہو گا
خوب سے ہمنے تجھے ای فتنہ دوران دیکھا

ہوی تسکین ضیا بجھ گئے آنسو اپنے
آگیا صبر جو دشمن کو بھی گریان دیکھا

ولہ

جو ملا آپ سے حال اوسکا پریشان دیکھا
انتہا یہ ہے کہ اغیار کو نالان دیکھا

تیغ عاشق یہ لگانیکو لگا تو بیٹھے پر
ہوش جاتے رہے جب خم نمایان دیکھا

جسنے نظارہ کیا اوسکا گیا ہاتھ سے دل
جسنے دیکھا اوسے پہر اوسکو پشیان دیکھا

وصل اوسکا ہمین ممکن نہین اغیار کو ہے
ایک عقدہ کہ ہے مشکل کہین آسان دیکھا

چنکے حیث جائین کڑی جھیلی ا ان نہین
ابھی دشمن نے کہان صدمۂ ہجران دیکھا

چلدیے جوش مین ہم آگے جدہر منھ اوٹھا
کوہ دیکھا نہ جنون مین نہ بیابان دیکھا

اوس دغاباز نے دل ہمسے قسم کھا کے لیا
دیدیا ہم نے بھی جب ہاتھون پہ قرآن دیکھا

سوے بھی ہم تو پریشانی خاطر نہ گئی
خواب بھی ہجر مین دیکھا تو پریشان دیکھا

لیکے دل پھر گئے اور اوس پہ قسم بھی کہائی
جائیے جائیے بس آپکا ایمان دیکھا

جور مین تیرے کہین لطف کا پہلو پایا
لطف مین تیرے کہین جور کو پنہان دیکھا

نہ ضیا رنج سے رنجیدہ نہ راحت سے ہے خوش
ہم نے اس شخص کو ہر حال مین یکسان دیکھا

ضیغم۔ جناب محمد عبد اللہ خانصاحب داماد شرف الدولہ مرحوم

ضیغم

دور گیسو مین تمہارا رخ تابان دیکھا
ہمنے کفار کے ہاتھون مین یہ قرآن دیکھا

ہم جان کتنون کو اور کتنون کو بیجان دیکھا
کس ستمگار کا یہ تیرے کوچہ مین سامان دیکھا

دل مین ہر پھر کے ہمارے ہی رہا کرتا ہے
تو نے اچھا یہ ٹھکانا غم ہجران دیکھا

مر گئے سیکڑون تجھپر مگر ایجان ہمنے
ایک کا بھی نہ نکلتے ہوے ارمان دیکھا

اوس نے جسوقت الٹ دی رخ روشن سے نقاب
ابر سے صاف نکلتے مہ تابان دیکھا

آج کیون صورت آئینہ تجھے سکتا ہے
کیا کوئی ہوش ربا دیدۂ حیران دیکھا

منھ چھپانے ہوے کیون ہے وہ فانوس مین ہے
تو نے کس ماہ کو اے شمع شبستان دیکھا

ہم ستم دیدہ کہان وشت بلاخیز کہان
اے جنون تیری بدولت یہ بیابان دیکھا

ہی بہار دل پر داغ خزان سے محفوظ
ہم نے سرسبز ہمیشہ یہ گلستان دیکھا

آبلہ پا جو مین دیوانہ گیا صحرا کو
تیز ہر ایک سر خار مغیلان دیکھا

ڈوب مرنیکی مرے یوسف دل کو سوجھی
اوسکی حسن کا جب چاہ زنخدان دیکھا

ہم وہ آوارۂ صحرائے محبت سے جنون
آنکھہ اوٹھا کر نہ کبھی سوے گلستان دیکھا

نزع کے وقت جو وہ آے مرے بالین پر
جان کے ساتھہ نکلتے ہوے ارمان دیکھا

رکھدیا سامنے آیئنہ اوٹھا کر ضیغم
اپنی یکتائی پہ جب یار کو نازان دیکھا

طاہر - جناب سید فرخندہ علی صاحب محافظ دفتر مجلس بالگذاری

دست رنگین کو ترے جس نے مرجان دیکھا
کف مریم نہ کبھی پنجۂ مرجان دیکھا

حُسن اپنا ہی کبھی اپنا عدو ہوتا ہے
اپنے ہی آب مین ڈوبا دُرِ غلطان دیکھا

دیکھہ اسے حسن کے باعث سے فقط یوسف نے
رشک اخوان پہ کنعان غم زندان دیکھا

طایر جوشش جنون اپنا نشیمن سمجھا
تا بدامن جو مرا چاک گریبان دیکھا

لب جانبخش کے بوسہ مین ہے عمر جاوید
کیا مزا آنکھہ سے گر چشمۂ حیوان دیکھا

ناطقہ بند عنادل کا ہوا گلشن مین
ہوش لالہ کے اُڑے جب لب جانان دیکھا

سیر کی تاب انہین فرط نزاکت سے کہان
آنکھہ اوٹھا کر نہ کبھی سوے گلستان دیکھا

موت کا عکس نادہر مین آیئنہ سے ہے
جس نے دیکھا اوسے خود آپکو بیجان دیکھا

لفظ و معنی گل و بلبل ہین تو غنچہ سے نقطے
سب نے مطلع کو مرے باب گلستان دیکھا

قافیہ قاف اگر ہے تو پری مضمون ہے
جس نے دیکھا مرے دیوان کو پرستان دیکھا

ڈاک بیٹھا دی بہاری کے چلی نکہت گل
تار باران جو بندھا تا بہ گلستان دیکھا

کاک بوتل کے اُڑے بزم مین پریونکی طرح
ابر اُڑتا صفت تخت سلیمان دیکھا

کبھی عاجز کی نہ امید برآئی افسوس
مہربان ہوتی نہ تمکو کبھی ایجان دیکھا

عشق

عشق - جناب محمد حبیب اللہ صاحب اہلکار دفتر معتمد صاحب صرفخاص

خط سبزنگو نہین تراچاہ زنخدان دیکھا
ہمنے ظلمات مین یہ چشمہ حیوان دیکھا

ہمنے طرفہ اثر الفت پنہان دیکھا
سینہ مین دلکی جگہ داغ نمایان دیکھا

رحمت عام کا یارب تری کیا کہنا ہے
بن کے مجرم بہی کسیکو نہ پشیمان دیکھا

تادم مرگ نہ گیسو کا تصور چہوٹا
اک نہ اک روز نیا خواب پریشان دیکھا

ہم نہ کہتے تہے کہ ہی جان کا نقصان اسمین
عشق کا تو نے مزا کیون دل نادان دیکھا

دہونڈتا ہون دل گم گشتہ کو اک مدت سے
کہین ہم نے تو نہین اسکو مریجان دیکھا

دل ہی شی لیکے مگر نا پہر اس اعجاز کیا تہہ
آپ سا ہی نہ کوی صاحب ایمان دیکھا

سچ بتا اے فلک پیر کہین مشق جفا
تو نے مجہسا بہی کوی بے سروسامان دیکھا

صدمہ عشق بہی اے عشق ہے لذت افزا
میٹہا اس درد کو اس زخم کو خندان دیکھا

فاضل

فاضل - جناب مولوی قطب الدین محمود علی صاحب ابو العلائی

اونکی زلفون سے بپا حشر کا طوفان دیکھا
جسے دیکھا اسی سودہمین پریشان دیکھا

کون ہے تیرا زمانہ مین جو مشتاق نہین
دل مین ہر اک کے تری وصل کا ارمان دیکھا

شہرہ عام ہے بیداد زمانہ مین تری
پہر بہی مائل تری جانب کو ہر انسان دیکھا

نگہ و ناز و ادا عشوہ و انداز و حیا ... دل فریبی کا ہر اک چیز مین سامان دیکھا

گر مکرتے ہو تو اسکی نہین کوئی تدبیر ... غیر کے گہر تمہین جاتے ہوے ہان ہان دیکھا

عرش سے فرش تک ایسی نہین ہرگز کوئی شی ... موجزن جسمین نہ کچہ جلوۂ جانان دیکھا

فانی

فانی۔ جناب منشی محمد احمد صاحب شاگرد جناب علوی

اک نظر جس نے تجہے دشمن ایمان دیکھا ... پہر اوسے ہمنے نہ ہندو نہ مسلمان دیکھا

ہاتھ رکہکر مرے سینہ پہ وہ فرماتے ہین ... ایسی حسرت کبہی دیکھی نہ یہ ارمان دیکھا

سنتے تہے عشق مین یون ہوتا ہے یون ہوتا ہے ... جو سنا تہا وہی آخر کو مریجان دیکھا

گر گیا دل کوئی یا کہل پڑا کوئی فتنہ ... بار بار آپنے کیون گوشۂ دامان دیکھا

لوگ اسمین یہ کہتے تہے ہمین دکہلاکر ... ایسے ہوتے ہین جو ہوتے ہین پُرارمان دیکھا

جان دینا رہ الفت مین تو ہان آسان ہے ... اور تو ہم نے کوئی کام نہ آسان دیکھا

جو پہنسا اسمین بہٹکتا ہی رہا ساری عمر ... کوچۂ عشق عجب بہول بہلیان دیکھا

چہپکے جاتے تو مہیخانہ کو فانی صاحب
کیا مزا ہو کہ جو کہدی وہ کہ ہان ہان دیکھا

فایق

فایق۔ جناب محمد عثمان صاحب۔

آہ و زاری کے سوا کیا شب ہجران دیکھا ... تیری الفت مین فقط جانکا نقصان دیکھا

ایجنون تیری بدولت ہی بیابان دیکھا ... تیرے ہی ہاتہو نسے پرزے مرا دامان دیکھا

کوچۂ زلف مین دل کو مرے ملتی نہین راہ ... دوستو ہم نے عجب بہول بہلیان دیکھا

یہ وہ آبادی ہے جسکی ہے ترقی ہر روز
منزل ملک عدم تجکو نہ ویران دیکھا

حور ہو یا کہ ملک ہو کہ پری ہو کیا ہو
ہمنے تمسا نہین حاشا کوی انسان دیکھا

ساتھہ ہی عارضہ عشق ہوا دامن گیر
اک نظر ہمنے جہان عارض جانان دیکھا

حق کو دیکھا سر مو شک نہین باقی آمین
جسنے رویا مین رخ شافع عصیان دیکھا

نہین ملتا دل و ایمان کا پتا فایق کو
اک نظر تو نے جو غارت گر ایمان دیکھا

قاضی جناب مولوی محمد احمد علیصاحب صدیقی شاگرد حضرت فیض

قاضی

آے دنیا مین کہلی آنکہ مری جان دیکھا
جسکو دیکھا تری صورت پہ نمایان دیکھا

ہوے جب اشک رون آنکہ سے طوفان دیکھا
جب کہلی آنکہ تو اک حشر کا سامان دیکھا

نیچ اور اونچ زمانے کے نظر مین آے
اونچی قامت پہ جو پہنچا تر ادامان دیکھا

حیرت آمیز ہے ذی روح کا گو حسن و جمال
مجکو حیرت یہ ہے آئینہ کو حیران دیکھا

اسی پر ہے وہی تفسیر ہے فیض رحمۃ اللہ کی
ایک عالم کو ترے سایہ کا خواہان دیکھا

اور ہی دیکھتے ہین دیکھنے والے بخدا
ہم نے ہی کم نہین دیکھا تمہین انسان دیکھا

ہی عجب چیز یہ دید آنکہہ ہی کھلجاتی ہے
رنگ کو عالم نیرنگ مین پنہان دیکھا

دیکھنا اونکو جو منظور بہر صورت ہے
اس سے کیا بحث ہی ہیدا کوی پنہان دیکھا

ترا قشقہ ترا زنار پرستش تیری
ہے مرادین مرا مذہب و ایمان دیکھا

دیکھنا دیکھہ مین دیکھو کوی کر دکھلاے
اسطرح دیکھے جو کوی تو کہو ہان دیکھا

اس سے پوچھے تو کوی کس نے بنایا قاضی
جب اسے دیکھا تو میخانہ مین غلطان دیکھا

قیس

قیس - جناب خواجہ محمد بدیع اللہ صاحب صیغہ دار دفتر تنقیح سرکار آسمانجاہ

ملک ہستی مین تماشا یہی اے جان دیکھا
جسکو دیکھا صفت زلف پریشان دیکھا

دق ہوی سل ہوی رسوا ہوے اور جان گئی
پہر آپ کی الفت مین مریجان دیکھا

اونکی زلفونکی تصور مین رہی بدخوابی
نیند کچھ آئی بھی تو خواب پریشان دیکھا

دار فانی یہ ہے یارب تو رہیگا پھر کون
دیکھا جس شخص کو مین نے اوسے مہمان دیکھا

کبھی تڑپا کبھی بیٹھا کبھی لیٹا ایجان
لطف کیا کیا کہون تمسے شب ہجران دیکھا

دوست جتنے ہین تمہارے وہ ہین دشمن میرے
جسکو دیکھا تو مریجان کا خواہان دیکھا

طلب بوسہ پہ وہ گالیان دیتے ہین مجھے
مدت العمر کا نکلا یہی ارمان دیکھا

عصر صاحب کی غلامی کی بدولت اے قیس
داد دینے لگے اب تجکو سخندان دیکھا

قیام

قیام - جناب حاجی خواجہ محمد قیام الدین صاحب میر منشی سیاہہ مبارک

باغ مین اوس گل خوبی کو جو خندان دیکھا
بلبل زار دل زار کو شادان دیکھا

ماسوا ہے تری محکوم تو وہ حاکم ہے
یعنے ہراک کو ترا تابع فرمان دیکھا

حسرت ویاس و الم سے جو کی آبادی ہے
خانہ دل کو نہ اپنے کبھی ویران دیکھا

تیر مژگان سے ترے آہوی دل ہے زخمی
تیغ ابرو پہ ہراک کو ترے قربان دیکھا

کوچہ یار کی پوچھو نہ حقیقت کو قیام
آیا جاندار یہان جو اوسے بیجان دیکھا

قاسم - جناب میر قاسم علی صاحب

قاسم

بیٹھے ہر روز بتون کو یہان مہمان دیکھا
خانہ دل کو کسیدن بہی نہ ویران دیکھا

پھر گیا نامہ مرا لیکے وہین سے قاصد
در دلدار پہ دشمن کو جو دربان دیکھا

خوب رو یار مری مرقد کو لگا کر وہ گلی
اپنے عاشق کو تہ خاک جو پنہان دیکھا

کربلا یار کا کوچہ تو نہین ہے ای دل
جا بجا ہم نے وہان خون شہیدان دیکھا

جھیلنے آفتین لاکھون ہی پڑینگے قاسم
دل لگانا ہی کوی آپنے آسان دیکھا

قانع - جناب سید عبد القادر صاحب وکیل و معتمد نواب لایق الدولہ بہادر

قانع

ناز و انداز و کرشمہ تو ہے سب ہین لیکن
جو کسی مین نہین وہ تم مین مریجان دیکھا

آج کیا مین ہی چھپا ہوے سنبھے آیا ہون
دل مین شرما کے کہوک کو پر ارمان دیکھا

قانون - جناب مرزا فتح اللہ بیگ صاحب اہلکار دفتر خزانہ صرفخاص

قانون

مرے مرنے پہ کسیکو بہی نہ گریان دیکھا
زلف جانان کا فقط حال پریشان دیکھا

صدقے ہوتے تہے بہار گل و سنبل ہر دم
باغ مین جب انہین بن ٹہن کے خرامان دیکھا

کسطرح دون انہین تشبیہ رخ جانان سے
حور مین نے نہ کوی دیکہے نہ غلمان دیکھا

آتش غم مین تڑپتا ہی رہا شب کو رقیب
اوس پری وش کو جو گہر مین مرے مہمان دیکھا

جو سخن سنج ہین وہ فضل و علی ہین مگر	عصر صاحب کے برابر نہ سخندان دیکھا
لیکے دل صاف مکر جاتے ہو کیا ہی واللہ	ہمنے تم سا نہ کوی صاحب ایمان دیکھا

یار کا حسن خدادادہی کیا ہے **قانون**
کوی ایسا نہ پریزاد نہ انسان دیکھا

کامل۔ جناب سید نواب علی صاحب لکھنوی۔

کامل

جس نے وابند نقاب رخ جانان دیکھا	صورت آئینہ ہم نے اوسے حیران دیکھا
اونکے دانتون کو جو رشک در غلطان دیکھا	سرخی لب سے خجل لعل بدخشان دیکھا
ہمنے اوس ترک کی جب تیغ کو عریان دیکھا	خون مین ہر عاشق جانباز کو غلطان دیکھا
لیکے دل ہاتھ مین کی ہمنے پرستش ایسی	ہو گیا وہ صنم آخر کو مسلمان دیکھا
بے گنہ خون کئے سیکڑون جانبازون کے	پر نہ اوس قاتل عالم کو پشیمان دیکھا
نظم جب قاتل و مقتول کا افسانہ کیا	شعر سے شعر ہر اک دست و گریبان دیکھا
خط نہ لکھا نہ خود آئے نہ بلایا مجھکو	پھر وت بھی نہ تمنا کوی ایجان دیکھا
عمر بھر اوسنے کنوین صورت یوسف جھانکے	جس نے اے جاہ ترا چاہ زنخدان دیکھا
جب سے وحشت ہوی اک جا نہ لیا ہمنے قرار	کوہ و صحرا کبھی دیکھا کبھی زندان دیکھا
شادی و غم ہے گلستان جہان مین توام	کبھی پژمردہ گلون کو کبھی خندان دیکھا
فصل گل مین بھی ملا سنبل و شبنم کو نہ چین	اے نالان تو چمن مین اوسے گریان دیکھا
تارے گن گن کے شب ہجر بسر کی ہمنے	تمکو پہلو مین نہ جب اے مہ تابان دیکھا

ولہ

دل کے داغون کا مرے جس نے گلستان دیکھا
بھولکر بھی نہ پھر اوس نے چمنستان دیکھا

کل جہان بلبل نالان کو غزلخوان دیکھا
آج برباد خزان سے وہ گلستان دیکھا

جب کہا اوس نے مرا حال پریشان دیکھا
ہنس کے بولے وہ عجب ناز سے جی ہان دیکھا

قتل میرا جو نہ منظور تھا تجکو قاتل
کھینچکر میان سے کیون خنجر بران دیکھا

عمر بھر جسکی محبت کا بھرا دم ہمنے
اوسی سفاک کو پھر جان کا خواہان دیکھا

صاف آئینہ صفت منھ پہ ہین اور دلمین غبار
ظاہر و باطن احباب نہ یکسان دیکھا

وجد مین آکے وہ سمجھا مرے خامہ کی صریر
جیسے بلبل کو گلستان مین غزلخوان دیکھا

ہنس دیا ناز سے بیساختہ منھ پھیر کے وہ
کج ادائی پہ جو اپنے مجھے گریان دیکھا

جان مشتاق تو آفت مین سے نکلتے دیکھی
وصل کا پر نہ نکلتے ہوے ارمان دیکھا

ہم نہ کہتے تھے کہ ملنے مین تو ان سے ہو خفا
نہ کہا مان سکے کیون اے دل نادان دیکھا

تھا شب وصل صنم مین جو مہیا کامل
صبح ہوتے ہی نہ وہ عیش کا سامان دیکھا

کاتب

کاتب جناب سید ابراہیم حسینی صاحب مدرس مدرسہ تعلقہ تلجاپور

روے جانان کو تہ کاکل پیچان دیکھا
جلوہ گر ابر مین خورشید درخشان دیکھا

چاندنی رات مین آیا جو خیال عارض
نگہ یاس سے روے مہ تابان دیکھا

ایک مجنون تھا وہان سیکڑون مجنونکو یہان
آگے آگے ترے ناقہ کے حدی خوان دیکھا

تیر تلوار چھری بانک کٹھاری خنجر
جمع کثرت سے مرے قتل کا سامان دیکھا

وہ بھی ہوگا کوئی امید بر آئی جسکی — اپنے دل کے نہ نکلتے کبھی ارمان دیکھا

قحط سالی میں ہر اک چیز گراں تھی لیکن — دل مرا تھا جسے بازار میں ارزاں دیکھا

عشق میں روئے درخشاں کے اُفق کو ہمنے — کونسی صبح نہیں چاک گریباں دیکھا

چشم جاناں کی محبت نے جو مارا مجھکو — سبزۂ قبر مرا وقف غزالاں دیکھا

واہ رے شوق شہادت کہ جھکالی گردن — دست قاتل میں اگر خنجر بُرّاں دیکھا

کوئی بیفکر نہیں زیر فلک اے کاشف
جسکو دیکھا اوسے دنیا میں پریشاں دیکھا

کوثر۔ جناب مرزا محمد اسد اللہ صاحب میر منشی دفتر ضلع [illegible]

کوثر

نہ ملا غیر کفن مملکت دہر سے کچھ — ساتھ دارا و سکندر کے یہ ساماں دیکھا

شاہ سے تا بہ گدا سب ہیں تمنا میں اسیر — ہمنے ہر دل کو پُر از حسرت و ارماں دیکھا

کفر و دیں کاکل و رخ سے ہیں اوسکی ظاہر — برہمن دیر میں کعبے میں مسلماں دیکھا

مے ٹپکتی ہے ہر اک کے سر مخمور سے آج
ہمنے اوس ساقی کوثر کا یہ احساں دیکھا

گوہر۔ جناب مرزا گوہر بیگ صاحب

گوہر

گل رخ تیرا جو اے سرو خراماں دیکھا — پھر جدھر دیکھا گلستاں ہی گلستاں دیکھا

جسے دیکھا نہ یہ مرتا ہے پلایا اوسنے زہر — کچھ دوا اسکے سوا اور نہ درماں دیکھا

خواہش خلد بریں وہ نکریگا ہرگز — جسنے اک بار مدینہ کا بیاباں دیکھا

ہمنے ناکام محبت بہی ہون گے نہوے ✦ خواب مین بہی نہ کبہی وصل کا سامان دیکہا

عشق مین کسکے گہرا اپنے کو بدنام کیا
بخدا ہمنے نہ تجہسا کوی نادان دیکہا

مزاج ۔ جناب حکیم محمد مظفر الدین خان صاحب تلمیذ حضرت فیض

مزاج

تہی یہ تعبیر جو شب خواب پریشان دیکہا ✦ صبح ہوتے ہی عیان عارض جانان دیکہا
کیون نہ ہستی مین عدم والونکی دلچسپی ہو ✦ خوابمین بہی جو نہ دیکہا تہا وہان یہان دیکہا
مبتلا سچ ہین اس باغ کے ہین خوردو بزرگ ✦ تنگدل غنچہ کو اور گل کو پریشان دیکہا
دام اقبالک ای شاہ دکن آصف جاہ ✦ شان و شوکت مین ہمین رشک سلیمان دیکہا
بے نقابی سے ترا نور ہوا موج ہوا ✦ ماہ کو مثل چراغ تہ دامان دیکہا
وحشت دلکی ذرا دست درازی دیکہو ✦ آستین دیکہی نہ دامن نہ گریبان دیکہا
روش باغ پہ بلبل نے تجہے گل سمجہا ✦ بولی قمری کہ عجب سرو چراغان دیکہا
دلکو شکل گل و آئینہ و شبنم پایا ✦ کبہی خندان کبہی گریان کبہی حیران دیکہا
مرحبا دیدۂ تر رحمت باری صد بار ✦ اشکباری مین تجہے موسم باران دیکہا
پہول سے منہہ پہ ترے دیکہی جو افشان کبہی ✦ زر گل اور زر سرخ کو یکسان دیکہا
لالہ سان داغ محبت سے دل افسردہ رہا ✦ یہ وہ گل ہے نہ کبہی اسے خندان دیکہا
رہنے والون نے ترے کوچہ کی ای حور لقا ✦ آنکہہ اوٹہا کر نہ سوے روضۂ رضوان دیکہا

ولہ

چشم جادو کو تری جان کا خواہان دیکھا — نگہ شوخ کو غارت گر ایمان دیکھا

آئے ہستی مین عدم گاہ سے مرنے کیلئے — زندگانی کو غرض موت کا سامان دیکھا

صورتین دیکھتا پھرتا ہے بہت آئینہ — مگر اس نے بھی نہ مجھسا کوی حیران دیکھا

گر گئے اوسکی نظر سے مہ و مہر و انجم — بام پر جس نے ترا روے پر افشان دیکھا

ہنس کے گل چٹکیوں مین غنچے اڑا دیتے ہین — رنگ نالونکا ترے بلبل نالان دیکھا

وحشت دل نے کیا تا در باغ استقبال — پاؤن رکھتے ہی گلستان مین بیابان دیکھا

عالم ہستی موہوم تھا اک عالم خواب — آنکھ جسوقت کھلی اور ہی سامان دیکھا

داغ تنہای شب دنکو جلاتا ہے چراغ — ایکدن بیکسی گور غریبان دیکھا

سبزہ پشت لب جان بخش ہوا جلوہ نما — خضر کو متصل چشمۂ حیوان دیکھا

خاکساروں نے ترے عشق مین اے رشک چمن — گل سرخ اور گل سرخ کو یکسان دیکھا

دیکھیے باغ مین گر اوس رخ سادہ کو مزاج
کہین سعدی کہ گلستان مین گلستان دیکھا

مہر - جناب محمد وزیر الدین صاحب جمعدار -

مہر

سارے اعضا کو پس مرگ پریشان دیکھا — کشتہ زلف نے رنگ شب ہجران دیکھا

اک زمانہ تری رفتار کا شاکی ہے فلک — کس نے ظالم تجھے کرتے ہوے احسان دیکھا

بعد قتل اپنے شہیدوں سے وہ فرماتے ہین — ایک ادنی مری تلوار کا احسان دیکھا

ایک بوسہ پہ یہ کہنا تری حسرت نکلی — تو نے کب دل سے نکلتے ہوے ارمان دیکھا

دہجیان اوڑ گئے جیب ہاتہہ اوٹہا وحشت مین
نہ تو دامن نظر آیا نہ گریبان دیکہا

عشق سبزان چمن باد خزان نے کہویا
ہمنے جس باغ کو دیکہا اوسے ویران دیکہا

لطف نیرنگ دکہاتی ہے خزان اور بہار
نظر غور سے ہمنے ہی گلستان دیکہا

دیدبازی نے تمہاری تمہین بدنام کیا
ہمنے جو پہلے کہا تہا وہ مریجان دیکہا

سودا آخر یہ ہوا جان گئی فرقت مین
مہر عشق بت سفاک کا نقصان دیکہا

مخفی

مخفی - جناب سید عنایت الٰہی صاحب - موصوف از تعلقہ جدگانون

فکر دنیا مین ہر اک شخص کو حیران دیکہا
سچ تو یہ ہی کہ زمانہ کو پریشان دیکہا

ذکر طوطی بہی سنا چرچہ عبان دیکہا
ثانی فیض نہ دنیا مین سخندان دیکہا

ہان عبادت کی بدولت ہی نظارہ ہوتا
اپنے کشتہ کو نہ پہر تم نے مریجان دیکہا

جز تفکر مرے پاس آئینہ حاصل کیا ہے
جس سے دیکہا مجہی مین اوسکو پریشان دیکہا

روبرو آپکی زلف اور خط عارض کے
ہمنے خاشاک سے کم سنبل و ریحان دیکہا

کس پہ پروکو دیا دل کہو کیسے ہوشیار
ہمسے مخفی نہ کہو کسکو مریجان دیکہا

مہدی

مہدی - جناب مرزا مہدی صاحب -

اثر عشق بہم عاشق و معشوق مین ہے
جلتے پروانہ کو اور شمع کو گریان دیکہا

ہر لشبد کو ہی یہان صورت تصویر سکوت
آئینہ خانہ مین دیکہا جسے حیران دیکہا

جوش زن طبع رسا تیری جو ہے اے مہدی
حضرت فیض کا شاید کہین دیوان دیکہا

میخوار

میخوار - جناب محمد عبد الرحمن صاحب شاگرد جناب مبلّغ شش

اے بحر راحت جان مین ترے قربان دیکہا
تو مرے دل مین ہے مہمان مرجان دیکہا

یون تو افسانے بہت سنتے چلے آئے ہین
کافر عشق کو ہوتے نہ مسلمان دیکہا

کبہی پوچہا بہی کہ کیسے ہو کہان رہتے ہو
تم نے کب میرا نہین حال پریشان دیکہا

ایکدن ناز سے کہنے لگے مجہسے آکر
تم کو ہنسنے نہ کسیروز بہی خندان دیکہا

باتین کرتے تہے عدو سے وہ تمہین تو کل تہے
ہمنو سو بار کہینگے یہی ہان ہان دیکہا

مجید

مجید - جناب محمد عبد المجید صاحب -

چشم عبرت سے جو رنگ گل عرفان دیکہا
دل مین پہولا ہوا وحدت کا گلستان دیکہا

خواب مین جبکہ مدینہ کا بیابان دیکہا
ہو گیا دلکو یقین روضۂ رضوان دیکہا

دل بہی اپنا ہی عجب آئینہ عیب نما
جب کیا اسمین تصور رخ جانان دیکہا

دار فانی مین کہان نام ونشان رہتا ہی
اسمین دیکہا جسے دو روز کا مہمان دیکہا

باغ جانے سے مجید ہمکو نہین کچہ مطلب
سیر گلشن ہوی جب کوچہ جانان دیکہا

نظم

نظم - جناب مولوی سید حیدر علیصاحب طباطبای پروفیسر عربی مدرسہ عالیہ و نظام کالج

جلوہ گر انکہہ مین بہی دل مین بہی پنہان دیکہا
دیکہا دیکہا تجہی او فتنۂ دوران دیکہا

دل لگے آئینہ مین ہم نے رخ جانان دیکھا
طور پر آپ نے کیا موسی عمران دیکھا

تھمنے پایا نہ قدم طول امل کے ہاتون
کالے کوسون پہ مسافر نے شبستان دیکھا

رشک ہے مجھکو تری جامہ دری پر اے موج
جسطرف ہاتھ بڑہا اپنا گریبان دیکھا

جنبش پا سے ملخ سے جو اوٹھی گرد ہی
مین نے ہمین بخدا تخت سلیمان دیکھا

دیکھا لشکر کوی کار ہی تو زبان تشنیع
دیکھا پتھر کوی بہاری تو وہ احسان دیکھا

دل بھر انیکو بہانہ ہے زرا سا کافی
روئے بزم مین شیشہ کو جو گریان دیکھا

عالم وجد مین کھینچا تھا ابہی دامن یار
آگیا ہوش تو اپنا ہی گریبان دیکھا

قسمت دہر مین لکھی ہوی ہے ویرانی
مین نے ہر خاک کے ذرہ مین بیابان دیکھا

جانیوالو نہین او دہر کے تو سب سمجھے لیکن
سب کے آگے تجھے اے عمر گریزان دیکھا

عکس عارض سے کبھی یہ ہوا جوش صفا
آب آئینہ مین لہٹتے ہوے طوفان دیکھا

کچھ نہین جانتا کیا ہجر مین گذری مجھپر
آنکھ کھولی تو طبیبون کو ہراسان دیکھا

پاؤن سے قبر ہٹاتے ہین وہ پاؤن سے کبھی
جان دینے کا مزہ کیون دل نادان دیکھا

قبر تھا پاسے نگارین کا وہ ٹھوکر لینا
فتنہ حشر کو بھی خون مین غلطان دیکھا

تو کنارہ پہ کھڑا ہو جو رہا چھوڑ کے راہ
تو نے اے سرو چمن کس کو خرامان دیکھا

کشتنی تھا کہ نہ تھا ظلم نہ معلوم مگر
قتل کے بعد ستمگر کو پشیمان دیکھا

نام جناب خواجہ سمیع اللہ صاحب شاگرد جناب عصر

نام

دشت وحشت مین اڑتے دیکھکے مجنونکو جو اس — تا بدامن جو مرا چاک گریبان دیکھا

چشم الطاف و عنایت سے کو تو نے افسوس — ایک دن بھی نہ کبھی سوے غریبان دیکھا

لاابالی تری درگاہ ہے اللہ اللہ — کرتی ہے مور کو دعواے سلیمان دیکھا

ہے کٹھن ایسی رہ عشق جناب عالی — ہوشمندون کو یہان ہمنے پشیمان دیکھا

نام روشن ہوا اور فیض ابد اوسکو ملا
جس نے صندل مین یہان آیا چراغان دیکھا

نشتر

نشتر - جناب جمال الدینخان صاحب شاگرد جناب عصر

قول کا تجھکو تو سچا نہ مری جان دیکھا — مین نے سو بار ترا وعدہ و پیمان دیکھا

وہ نہ دشمن کو بھی اے کاش دکھائے خالق — ہمنے ان آنکھون سے جو کچھ شب ہجران دیکھا

سب کو ہوتی ہے بری بات سے خفت لیکن — اک تجھے اپنے کئے پر نہ پشیمان دیکھا

ہم تو کہتے ہی تھے جیتو نسے نہ مل بہر خدا — چاہ کا تو نے مزا اے دل نادان دیکھا

اوس پہ ہے شب وصل کسیدن یارو — حیف دل کا نہ نکلتے کوئی ارمان دیکھا

دھجیان جامہ کے تھے ہین وحشت مین مدام — جیب دیکھا کبھی ثابت نہ گریبان دیکھا

کچھ عجب رنگ زمانہ کا ہے بدلا نشتر
جسکو دیکھا اوسے مطلب ہی کا خواہان دیکھا

نعیم

نعیم جناب

اک نئی شان سے ہر دم تجھے ایجان دیکھا — جلوہ تیرا کہین ظاہر کہین پنہان دیکھا

نجد مین بہی نہ ملا مدفن مجنون کا پتا
ایجنون ڈہونڈ پہرا سارا بیابان دیکہا

جب ملائی تری صورت سے شبیہ یوسف
ماہ اوسکو تجہے خورشید درخشان دیکہا

صاف ثابت یہ ہوا چاند گہن مین آیا
سایۂ زلف مین جب وہ رخ تابان دیکہا

حرم و دیر مین سبکو ترا جویا پایا
کلمہ پڑہتا ترا گبر و مسلمان دیکہا

دوڑ کر شوق شہادت مین گلا رکہدینگی
دست قاتل مین اگر خنجر بران دیکہا

شاعری کہیل ہے اس دور مین یکتا نعیم
طفل مکتب کو بہی اب ہمنے سخندان دیکہا

نجیب - جناب میر برکت علی صاحب

نجیب

اوسنے جانا بخدا چشمۂ حیوان دیکہا
اے صنم جسنے ترا چاہ زنخدان دیکہا

رات بہر ایک رضائی مین لپٹ کر سوئے
کیون مری جان کہو لطف زمستان دیکہا

تہی نظر مین جو ترے عارض گلگون کی بہار
آنکہہ اوٹہا کر نہ کبہی سوئے گلستان دیکہا

ضبط ہرچند کیا پر نکل آئے آنسو
مجہکو محفل مین جو اوس شوخ کے گریان دیکہا

خانۂ دل مین ہوا صبر کا رہنا دشوار
غیر کے گہر مین جو اوس شوخ کو مہمان دیکہا

اے پری جبکو نظر آگئی محفل تیری
اوسنے مڑکر نہ کبہی سوئے پرستان دیکہا

پڑ گیا بات جدہر سب کے اڑائے پرزے
جوش وحشت مین نہ دامن نہ گریبان دیکہا

دمبدم نبض مری دیکہہ رہے ہین اپنی
مار کر مجہکو ہوئے خود وہ پشیمان دیکہا

زمزمے بہول گئے بلبل خوش لہجہ نجیب

محفل یار مین جب مجکو غزلخوان دیکها

نظم

نظم - جناب رای ٹہاکر پرشاد صاحب شاگرد جناب تائب لکهنوی -

عشق گیسو مین عجب رنگ کچه ایجان دیکها
جب ذرا آنکهه کهلی خواب پریشان دیکها

وای کیا کیا نه مصیبت هوی همپر شب غم
مگر آکر نه کبهی تمنے مریجان دیکها

وحشت دلکی بدولت یه هوا فخر نصیب
جو خضر نے نه سنا تها وه بیابان دیکها

لاکهه وعدے کئے پر ایک بهی ایفا نهوا
تمسا بهی کوی نه وعده شکن ایجان دیکها

ایسی بیدردی سے قاتل نے کیا قتل مجهے
ملک الموت کو انگشت بدندان دیکها

جی اوٹهی مرده صد ساله لحد مین ایجان
تم نے جسوقت سوے گور غریبان دیکها

سیکڑون نظم بلائین هوی دل پر نازل
گر کبهی خواب مین گیسوے پریشان دیکها

وزیر

وزیر - عالیجناب نواب میر وزیر علیخان آصف یاور الملک بهادر تلمیذ جناب عصر

آپکے اطلاق سے کیا عالم امکان دیکها
جسکو دیکها یهان دو روزکا مهمان دیکها

دور مین اوس مه بیمهر کے سکتے مین هین سب
صورت آئینه هر ایک کو حیران دیکها

کهتے واجب هین کسی اور هی ممکن کیا شئے
ایک کو مین نے نه اس حال کا پرسان دیکها

وحشت دل کے هر هتے په چڑها جس دن سے
ارے لیلی ترے مجنون نے بیابان دیکها

اوٹهه گئی پرده دلبر سے دوی کی جو نظر
کعبه و دیر کو ایک خانه ویران دیکها

کهئے کسطرح نهوا وصل کا خلعت حاصل
مین نے کسرات نهین آپکو عریان دیکها

ماہیت سے کوی آپ اپنی نہین ہے آگاہ
دیکہا جس بندہ کو اللہ کا خواہان دیکہا

ہے جو آغاز رخ صاف پہ سبزہ کی بہار
اس طرح کا نہ مجشّے کوی قرآن دیکہا

رکہدیا روز ازل بار امانت سر پہ
حق نے اس کام کا آدم ہی کو شایان دیکہا

سنتا رہتا ہون مین کانون سے کلام دل و گوش
بیدہان آپ کا کوی نہ زبان دان دیکہا

پایا اپنی سے گذر یار کو مین اپنی مین
کام مشکل نظر آتا ہوا آسان دیکہا

دخل کسطرح خدای مین خود کا ہووے
جس نے اس نفع کو جانا وہی نقصان دیکہا

کبہی معنی ہر کبہی لفظ کبہی ہے مضمون
ایک صورت پہ نہین چہرہ انسان دیکہا

کیون نہ محتاج ہون سب اس دولت کی وزیر
خواجہ ہند کو کونین کا سلطان دیکہا

واصف

واصف ـ جناب محمد علی صاحب شاگرد جناب یاس

زار بلبل کو تو گل چاک گریبان دیکہا
جسکو دیکہا چمن دہر مین نالان دیکہا

دام نخوت مین پہنسے گبر و مسلمان دیکہا
صلح کل ہے جسے مشرب رندان دیکہا

جلوہ یار تو کچہ طور پہ موقوف نہ تہا
دیکہنے والے نے ذرہ مین نمایان دیکہا

مرے دل سے کوی پوچہے اثر عشق بتان
ناصحا آپ نے کب ناز حسینان دیکہا

عندلیبان چمن نغمہ سرای بہولے
ترے عاشق کو جو گلشن مین غزلخوان دیکہا

مرض عشق کی تدبیر نہ ہوگی ناصح
آہ مین عیسی کو بہی مجبور و پریشان دیکہا

غرض کی ہین مے محبت مین اثر ہوتا ہے
ہنسکے فرماتی ہین بس کیجیے ہان ہان دیکہا

مرجع اہل سخن ملک دکن کیون نہ رہے	کوئی سلطان دکن سا نہ سخندان دیکھا
پہ جہان پہنچ گیا وہان نہ فرشتے پہنچے	لامکان پر گذر حضرت انسان دیکھا

دونو عالم مین نہین اور کوئی شئی وصف
کچھ اثر عشق مین کچھ ناز حسینان دیکھا

وفا

وفا - جناب اپاجی راو - شاگرد جناب قیام -

ایک حالت پہ نہین حالت دوران دیکھا	کہین آباد اسے اور کہین ویران دیکھا
ہوگئی سیکڑون عاشق کی شہادت پل مین	تیغ ابرو کو ترے جب سر میدان دیکھا
وہین روپوش ہوا ابر سیہ مین جاکر	رخ روشن کو ترے مہ نے جو تابان دیکھا
ہوگیا شرم سے اک آن مین پانی پانی	مہ نے جب چہرۂ جانان کو درخشان دیکھا

وقت بد مین نہ دیا ایک نے بھی ساتھ کبھی
اے وفا جب تو مرا حال پریشان دیکھا

ہنر

ہنر - جناب محمد خان صاحب -

نہ فقط دیدۂ نرگس کو ہی حیران دیکھا	جسکو دیکھا ہے ترے دیدار کا خواہان دیکھا
فیض سے بیعت آغا کے کھلا باب کمال	حال سب ظاہر و باطن کا نمایان دیکھا
جو تصور مین رہا زلف و رخ جانان کے	لطف صبح وطن و شام غریبان دیکھا

زندگی فضل الٰہی سے فراغت مین کٹی
بے ہنر ہو کے ہنر ہمنے یہ سامان دیکھا

ہمدل

ہمدل - جناب محمد عبد القادر خان صاحب بھوپالی موصولہ از اورنگ آباد

دام میں پھنس کے جو بلبل نے گلستان دیکھا — چاک کرتا ہوا ہر گل کو گریبان دیکھا

جس نے اک روز ترا گیسوے پیچان دیکھا — مثل سنبل اوسے ہر روز پریشان دیکھا

اوٹھ گیا دیدۂ دل سے جو دوئی کا پردہ — جسطرف آنکھہ پڑی جلوۂ جانان دیکھا

حسن ذاتی بھی چھپاے سے کہیں چھپتا ہے — چار پردون مین سے خورشید کو تابان دیکھا

زلف جانان کی محبت جو ہوی ہمدل کو
وحشت دل کا اک سلسلہ جنبان دیکھا

ہادی

ہادی - جناب مرزا محمد ہادی بیگ صاحب شاگرد جناب مزلج

حضرت فیض کا جب گلشن دیوان دیکھا — خالی گلہاے مضامین سے نہ دامان دیکھا

حضرت فیض کا عرس متبرک ہے یہہ — دیدۂ دل نے مرے جلوۂ یزدان دیکھا

چادر نور سے پر نور یہ تربت دیکھی — اور انجم کیطرح لطف چراغان دیکھا

دیکھنے والونکی آنکھوںمین رہا کرتے ہین — ورنہ ہر چشم کو با دیدہ حیران دیکھا

دعوت حضرت فیاض مین آئی ہین جو لوگ — حضرت فیض کا ہین سے نے انہین مہمان دیکھا

ہی یہ دربار بھی اوس مرشد کامل کا ولا — کہ جہان شاہ و گدا دونو کو یکسان دیکھا

وحشت جو بڑہا یاد رخ جانان مین — صبح محشر کیطرح چاک گریبان دیکھا

وہ ترا حسن خداداد ہے اللہ اللہ — جسکو دیکھا ترے دیدار کا خواہان دیکھا

تو سلامت رہے دنیا مین مدام اے قائل — دم سے آباد ترے شہر خموشان دیکھا

بخدا کعبۂ دل بنگیا مندر ہادی تو
رات دن اوس بت بے پیر کو مہمان دیکھا

یوسف ۔ جناب محمد یوسف علی خان صاحب شاگرد جناب عصر

یون تو دنیا مین ہزارون ہی ہوے اہل کمال — فیض صاحب یگانہ استاد سخندان دیکھا
عشق ابرو نے رکھا سایہ مین تلوار کے — جان بچنے کا یہان کوی نہ سامان دیکھا

یوسف ۔ جناب یوسف حسینی صاحب شاگرد جناب سخنور ۔

اک نظر ہمنے جو وہ گیسوے پیچان دیکھا — عمر بھر حال دل زار پریشان دیکھا
محویت کو بھی تری رخ سے ہوی محویت — آئینہ نے تجھے با دیدہ گریان دیکھا
کردیا مجکو نحافت نے مری پوشیدہ — ورنہ کیا کیا نہ مجھے آپ کا دربان دیکھا
رنج فرقت سے پس مرگ جو ہاتھ آئی نجات — موت کو ہم نے بڑے عیش کا سامان دیکھا
چمن دہر کا اک رنگ نہین ہے ہرگز — گل کو خندان کہین سنبل کو پریشان دیکھا

پابزنجیر ہوے ہم سے ہزارون یوسف
واہ کیا معجزۂ گیسوے جانان دیکھا

جودت طبع سخن طرازان برین مصرع طرحی

تسلی	ایک عالم کو ترے عشق مین حیران دیکہا	جسکو دیکہا صفت زلف پریشان دیکہا
نقی	اے پری کسکو محبت مین نہ حیران دیکہا	جسکو دیکہا صفت زلف پریشان دیکہا
جعفر	دل گرفتو نکا ترے ہاے عجب نقشہ ہے	جسکو دیکہا صفت زلف پریشان دیکہا
جعفری	فارغ البال نہ کوی نظر آیا مجہکو	جسکو دیکہا صفت زلف پریشان دیکہا
حشمت	کوی مضطر کوی بیتاب ہے محفل مین تری	جسکو دیکہا صفت زلف پریشان دیکہا
حافظ	ایک کیا تمکو کہون لاکہون کو ایجان دیکہا	جسکو دیکہا صفت زلف پریشان دیکہا
خلیق	گردش دہر تجہے ہول ہلیان دیکہا	جسکو دیکہا صفت زلف پریشان دیکہا
دارا	دہر مین کسکو ہے جمعیت خاطر حاصل	جسکو دیکہا صفت زلف پریشان دیکہا
رحیم	اک فقط تو ہی نہین اے دل نالان مضطر	جسکو دیکہا صفت زلف پریشان دیکہا
رفیق	چاک دامن ہے کوی دل ہے کسیکا بیتاب	جسکو دیکہا صفت زلف پریشان دیکہا
سبقت	فارغ البال نظر آیا نہ دنیا مین کوی	جسکو دیکہا صفت زلف پریشان دیکہا
سعد	ایک بہی نظر آیا نہ دنیا مین مجہے	جسکو دیکہا صفت زلف پریشان دیکہا
شرف	فارغ البال نہ اک شخص کو ایجان دیکہا	جسکو دیکہا صفت زلف پریشان دیکہا
عزیز	گردش دہر سے ہر شخص کو نالان دیکہا	جسکو دیکہا صفت زلف پریشان دیکہا
قیس	ملک ہستی مین تماشا ہی ایجان دیکہا	جسکو دیکہا صفت زلف پریشان دیکہا
نعیم	ایک عالم کو ترے عشق مین حیران دیکہا	جسکو دیکہا صفت زلف پریشان دیکہا
نظم	باغ عالم کو خزان نے کیا پامال ایسا	جسکو دیکہا صفت زلف پریشان دیکہا
وزیر	جمع خاطر نہ کسی ایک کو جانان دیکہا	جسکو دیکہا صفت زلف پریشان دیکہا
یوسف	جمع خاطر کوی یوسف نہ دکہا دنیا مین	جسکو دیکہا صفت زلف پریشان دیکہا

اعلیٰحضرت مدظلہ العالی

التماس

ناظرین باتمکین سے پوشیدہ نہین کہ گلدستہ فیض ہر سال کس آب و تاب سے نکلتا ہے۔ سال گذشتہ مشاعرہ مین تقریباً (۲۵۰) غزلین پڑہی گئین جو بعد انتخاب بنظر اختصار ناظرین کے ملاحظہ مین پیش ہین۔ سال حال کے طرحی مصرعے درج ذیل ہین۔ شاعران نازک خیال سے امید ہے کہ ۱۴ رجب سنہ حال (بیرون لال دروازہ حیدرآباد دکن) مزار شریف پر تشریف فرما ہوکر اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ فرماوینگے۔ اور جو صاحب نہ آسکین اپنا کلام محمد فیاض الدین خان صاحب المخاطب مشرف جنگ بہادر مددگار معتمد صاحب دفتر صرف خاص مبارک کیخدمت مین روانہ فرمائین تا شریک گلدستہ ہوکر ہدیۂ ناظرین ہو۔

مصرعہ ہائے طرحی

ز اکسیر قناعت خاک را زر می توان کردن	قافیہ۔ سر
نازل مزار فیض پہ رحمت خدا کی ہے	قافیہ۔ خدا